

چا ویدنامہ

اقبال

# جاويدنامہ

پروفیسر

۱۹۶۵

جملہ حقوق محفوظ

طبع اول : ۱۹۸۲ء

تعداد : ۲۲۰۰

قیمت : ۲۵۰/-

# جاوید نامہ

(طبع خاص)

اقبال

اقبال اکادمی - پاکستان - لاہور

ناشر : ڈاکٹر وحید قریشی  
ڈائرکٹر اقبال اکادمی، پاکستان  
۱۱۶، میکلوڈ روڈ، لاہور

تصاویر : جمی انجنیئر

طابع : میر واجد علی

نگران طباعت : ذوالفقار احمد

مطبع : واجد علیز لمیٹڈ  
۶۵، کوٹ لکھپت انڈسٹریل اسٹیٹ  
ٹاؤن شپ، لاہور

کتابت سرورق : جمیل قریشی تنزیہی قسم

# دیسپاچہ

”جاوید نامہ“ علامہ اقبالؒ کی تخلیقی صلاحیتوں کا نقطہ عروج ہے۔ وہ اسے ”حاصل حیات“ (Life work) بنا نا چاہتے تھے۔ اس میں انھیں کامل کامیابی ہوئی ہے۔ علامہ کے فکر و فن کو سمجھنے میں آج اسے کلیہ حیثیت حاصل ہے۔

منصوبے کا ابتدائی خاکہ شاید پلٹن کی فرورس گم شدہ (Paradise Lost) کی طرز پر تھا ”اقبال نامہ“ حصہ اول - ص ۲۱ - ۱۱ مارچ ۱۹۰۳ء) لیکن (بعد میں) دانتے کی ڈیوائن کامیڈی (کامیڈیا) ان کی توجہ کا مرکز قرار پاتی (ایضاً - حصہ دوم - ص ۳۷۳، حصہ اول - ص ۲۱۶)۔ شاید اسی ضمن میں انھیں شاہ محمد غوث گوالیاری کے اس رسالے کی تلاش تھی، جس میں آسمانوں اور سیاروں کی سیر کا ذکر ہے (ایضاً - حصہ دوم - ص ۳۷۳)۔ دانتے کے علاوہ مشرقی مصنفین میں ابن عربی کی ”فتوحات مکیہ“ اور ابوالعلا مہرّی کی تصنیف ”رسالۃ الغفران“ میں سیاحت علوی اور مشاہدہ تجلیات کا تذکرہ موجود ہے (”شرح جاوید نامہ مرتبہ صبغۃ اللہ، جاوید نامہ پر ایک نظر از چودھری محمد حسین - ص ۷۱، ۷۲) تاہم اس ہیئت خاص میں کتاب پیش کرنے کا فوری محرک پروفیسر آسن (میڈرڈ یونیورسٹی، سپین) کی کتاب Islam and Divine Comedy ہی تھی۔ چودھری محمد حسین لکھتے ہیں:

”جاوید نامہ دراصل معراج نامہ ہے۔ اسرار و حقائق معراج محمدیہ پر کتاب لکھنے کا ایک مدت سے حضرت علامہ کا خیال تھا۔ کتاب کا نام ”جاوید نامہ“ رکھنے کی محرک دو تین باتیں ہوتیں۔ اسلام کی بہت سی باتوں کی طرح مسلمانوں نے حقیقت معراج پر بھی بہت کم غور کیا ہے۔ دراصل ”گلشن راز جدید“ کی طرح علوم حاضرہ کی روشنی میں معراج کی شرح لکھ کر ایک قسم کا ”معراج نامہ جدید“

لکھنے کا خیال تھا۔ یہ ”معراج نامہ“ بہت ممکن ہے، عام شرجی اندازِ تحریر میں ہوتا اور موجودہ آسمانی ڈراما کی شکل اختیار نہ کرتا، لیکن اس اثنا میں اٹلی کے مشہور شاعر دانستے کی کتاب ”ڈیوائن کامیڈی“ پر بعض نئی اور اہم صورتوں میں تنقیدات یورپ میں شائع ہو چکی تھیں، جن میں اس حقیقت کو پایہ ثبوت تک پہنچایا گیا کہ ڈیوائن کامیڈی کے آسمانی ڈرامے کا پلاٹ بلکہ اس کے بیشتر تفصیلی مناظر ان واقعات پر مبنی ہیں اور ان کی نقل ہیں جو اسلام میں معراجِ محمدیہ کے متعلق بعض احادیث میں مذکور ہوتے یا بعد میں بعض مشہور متصوفین و ادبا کی ان کتابوں میں درج ہوئے، جن میں انھوں نے مختلف نقطہ ہائے خیال سے خود اپنے معراجوں کا ذکر کیا یا معراجِ نبوی کی شرح لکھی۔ (ایضاً صفحہ ۶۹، ۷۰)

چنانچہ اس محرک نے علامہ کو ”قیدِ مباحث“ سے آزادی کی راہ دکھائی اور ”تخیل و ادراک“ تاویل و تفسیر کی محدود وسعتوں سے گزر کر فکر و بصیرت اور اختراع و الہام کی لامحدود فضاؤں میں پرواز کرنے کا اشارہ دیا۔ اس اعتبار سے جاوید نامہ علامہ کا ایک تخیلی سفر ہے، جسے خوابِ بیداری قرار دیا جاسکتا ہے۔ اس تخیلی عمل کی مدد سے علامہ نے اپنے زمانے کے مختلف حالات و واقعات پر تبصرہ بھی کیا ہے اور اپنے بنیادی افکار کو مختلف شخصیتوں کے حوالے سے اُجاگر کیا ہے۔ ”جاوید نامہ“ علامہ کے پیغام کی بنیادی فکری جہت کو متعین ہی نہیں کرتا اسے مربوط شکل میں پیش بھی کرتا ہے۔

تدوین کتاب کا عمل کئی برس پر محیط ہے۔ کچھ اجزا ۱۹۲۷ء کے موسمِ گرما تک ضبطِ تحریر میں آچکے تھے ”تصانیفِ اقبال“۔ رفیع الدین ہاشمی - ص ۱۵۴، ۱۵۵ - بحوالہ نذیر نیازی) لیکن باقاعدہ کام کی نوبت ۱۹۲۹ء میں آئی تھی۔ چنانچہ ۲۲ اپریل ۱۹۳۱ء تک مسودہ مکمل ہو کر کتابت کے لیے تیار تھا ”اقبال نامہ“ - حصہ دوم - صفحہ ۳۸۸ - کتاب کی طباعت ۱۹۳۲ء میں تکمیل کو پہنچی۔ طبعِ اول پر کاتب کا نام درج نہیں۔ بہ روایاتِ صحیح پیر عبد الحمید اس کے کاتب تھے۔ سنگ سازی کا عمل غلام محی الدین کارہین منت تھا۔ کتاب کربھی پریس میں چھپی۔ پہلا ایڈیشن اوائل فروری ۱۹۳۲ء میں اشاعت پذیر ہوا تھا۔ اس کے بعد علامہ کی زندگی میں اسے دوبارہ شائع کرنے کی نوبت نہیں آئی۔ دوسری طباعت (نئی کتابت کے ساتھ) ۱۹۴۷ء میں ہوئی اور پھر چھ ایڈیشن نکلے۔ ستمبر ۱۹۷۴ء میں ساتویں ایڈیشن کی طباعت (نئے سرے سے کتابت کے ساتھ) عمل میں آئی ”تصانیفِ اقبال“

طبع اول کی حیثیت نوادریں سے ہے۔ یہ ایڈیشن بہت کمیاب ہے۔ اسے دوبارہ شائع کرنے کا شرف اقبال اکیڈمی حاصل کر رہی ہے۔ اس اجازت کے لیے ڈاکٹر جاوید اقبال صاحب کا خصوصی شکریہ ادا کرنا ضروری ہے۔ خاص اشاعت (ڈی لکس ایڈیشن) کی طباعت میر واجد علی (پینٹنگ اٹرکٹور واجد علیز لمیٹڈ) کی مساعی کا نتیجہ ہے۔

تین کتاب فوٹو آفسٹ کے ذریعے طبع اول سے چھاپا گیا ہے۔ بہت سے الفاظ و حروف کھردرے کاغذ اور امتدادِ زمانہ کے سبب جا بجا سے ماند پڑ گئے تھے۔ جنہیں ری ٹچنگ سے اُجال کر دوبارہ بحال کیا گیا ہے۔ اس امر خاص میں نگرانِ طباعت ذوالفقار احمد نے بڑی زحمت اٹھائی ہے۔

کتاب کے آخر میں غلط نامہ تھا۔ اسے بھی شامل متن کر دیا گیا ہے۔ کتاب میں جہاں جہاں یہ الفاظ آتے تھے۔ وہاں اصل کاتب کی تحریر کے اجزائے کر انہیں پازٹیو (مثبت) میں درست کر دیا گیا ہے۔ ذوالفقار احمد نے متن کی بعض دوسری اغلاط کو بھی سچھ کاتب درست کر دیا ہے۔

یہ اشاعت مصوّر ہے۔ جی انجینئر نے ڈاکٹر جاوید اقبال کی اقامت گاہ پر ”جاوید نامہ“ کے جملہ مناظر دیوار پر نقش کیے تھے۔ ”جاوید نامہ“ کی یہ دیواری تصویر کشی (Mural) اقبال اکیڈمی کی توجہ کامرکز بنی اور اقبال اکیڈمی نے منصوبے کے تحت اس دیواری منظر نامے کی رنگین تصاویر تیار کرائیں اور پھر اس میں سے بعض حصے منتخب کر کے ٹرانسپیرنسیز میں منتقل کرائے۔ انتخاب تصاویر کا اہم فریضہ ڈاکٹر جاوید اقبال نے انجام دیا۔ اب یہ ۳۵ تصاویر اس اشاعت خاص میں شامل ہیں۔ پاکستان میں ان تصاویر کے حقوق بحق اقبال اکیڈمی محفوظ ہیں۔

تصاویر کی شمولیت علامہ کی دیرینہ خواہش کے مطابق ہے۔ علامہ جاوید نامہ کو اپنی اہم ترین کتاب قرار دیتے تھے اور مصوّر ایڈیشن کے خواہشمند تھے۔

۳۰ مارچ ۱۹۳۳ء کو انھوں نے ڈاکٹر غلام محی الدین صوفی کو ان کے کسی دوست (کرنیل صاحب) کے منظوم ترجمہ ”شکوہ“ جو اب شکوہ کے متن (انگریزی) کے بارے میں اظہارِ رائے کرتے ہوئے فرمایا:

”بانگِ درا“ کی بیشتر نظمیں میری طالب علمی کے زمانے کی ہیں۔ زیادہ بچپن کا کلام افسوس کہ

فارسی میں ہوا۔ . . . اس ”بانگِ درا“ سے زیادہ اہم کام یہ ہے کہ ”جاوید نامہ“ کا تمام و کمال ترجمہ



کیا جائے۔ یہ نظم ایک قسم کی Divine Comedy ہے۔ مترجم کا اس سے یورپ میں شہرت حاصل کر لینا یقینی امر ہے۔ اگر وہ ترجمے میں کامیاب ہو جائے اور اگر اس ترجمہ کا کوئی عمدہ مصوّر Illustrate بھی کر دے تو یورپ اور ایشیا میں مقبول تر ہوگا۔ اس کتاب میں بعض بالکل نئے تخیلات ہیں اور مصوّر کے لیے بہت عمدہ مسالہ ہے۔ (اقبال نامہ حصّہ اول - ص ۲۹۹ - ۳۰۰)

اسی طرح ۲۵ جون ۱۹۳۵ء کو ضرار احمد کاظمی کو (جو شکوہ، جواب شکوہ کو مصوّر کر رہے تھے) اپنی رائے دیتے ہیں :-

”میری رائے میں میری کتابوں میں سے صرف ”جاوید نامہ“ ایک ایسی کتاب ہے، جس پر مصوّر طبع آزمائی کرے، تو دنیا میں نام پیدا کر سکتا ہے۔ مگر اس کے لیے پوری مہارت فن کے علاوہ الہام الہی اور صرف کثیر کی ضرورت ہے۔“ (اقبال نامہ - حصّہ اول - ص ۳۰۲)

۱۸ اپریل ۱۹۳۸ء کو اسی آرٹسٹ کو لکھتے ہیں :-

”پوری مہارت فن کے بعد اگر آپ نے ”جاوید نامہ“ پر خامہ فرسائی کی، تو ہمیشہ زندہ رہو گے۔“ (اقبال نامہ - حصّہ اول - ص ۳۰۶)

علامہ کی یہ آرزو پاکستان کے دوسرے ماہرین فن کے لیے چیلنج ہے۔ جی انجنیئر کی سعی ایک آغاز ہے۔ اس میں پورے جاوید نامے کو پہلی بار مصوّر کیا گیا ہے۔ جی نوجوان (پیدائش ۱۹۵۲ء) ہیں۔ وہ اپنی تصاویر پر کئی اعزاز حاصل کر چکے ہیں، لیکن انھیں فن کی ابھی بہت سی منزلیں طے کرنی ہیں۔ ان کی محنت کا یہ ثمر علامہ اقبال کے حضور ایک نذرانہ عقیدت کی حیثیت بھی رکھتا ہے۔ امید ہے، اس کوشش کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جائے گا۔

خوش قسمتی سے علامہ اقبال کے ہاتھ کے تحریر شدہ مسودات ”جاوید نامہ“ اقبال میوزیم میں محفوظ ہیں۔ وہ مسودہ بھی ہے، جو کاتب کے حوالے کیا گیا تھا۔ علامہ کے اپنے ہاتھ کے مکتوبہ مسودے سے جو مصنف کا مسودہ اول بھی ہے، حاک و اصلاح اور ترمیم و سیخ کے مختلف مراحل کا پتہ چلتا ہے۔ ضرورت ہے کہ اس تخیلی عمل اور اصلاح و ترمیم کے اسباب کی نشاندہی کر کے ان نگارشات کو من و عن عکس کی صورت میں شائع کر دیا جائے۔ مسودے اور مبیضے کی درمیانی کڑی دستیاب نہیں، جس میں اصل پلان کے کئی اضافوں کا پتہ

چل سکتا۔

مسودے کے پہلے تین صفحے کئی اعتبار سے اہم ہیں۔ صفحہ اول اس لیے کہ اس پر ”جاوید نامہ“ کے مختلف ستاروں کے انگریزی اُردو نام درج ہیں، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے علامہ (Fixed Stars) فلک ثوابت کو بھی شامل کرنا چاہتے تھے اور اس کے بعد عرشِ معلیٰ (Divine Presence) پر لکھنا مقصود تھا۔ بعد میں ثوابت کا ذکر نظر انداز کیا گیا اور آخری حصے کو ”آں سوتے افلاک“ کا نام دیا گیا۔

دوسرا صفحہ اس لیے اہم ہے کہ اس میں ان شخصیات کے نام درج ہیں جن کو ”جاوید نامہ“ میں اولاً شامل کتاب کرنا مقصود تھا۔ ابتدائی خاکے میں کئی نام ایسے ہیں، جو متن کتاب میں نہیں پائے جاتے۔ ان ناموں میں شماره ۱۳ پر گاندھی کا نام تھا جو کاٹ دیا ہے، لیکن نمبر شمار علیٰ حالہ رہنے دیے۔ یہ بات بھی دیکھنی سے خالی نہیں کہ کسی بھی ہندو فلسفی کا نام فہرست میں درج نہیں، حالانکہ بعد میں کئی فلاسفر شامل کتاب ہوئے۔ اسی طرح عبدالرحمن اور میرامن اللہ خان کے نام بھی تھے، جو حالات کی تبدیلی کے سبب حذف ہوئے ہوں گے۔ اقبال نامہ، حصہ دوم (صفحہ ۹۶، ۹۷) سے اس قیاس کی تائید ہوتی ہے۔ اندازہ ہوتا ہے کہ ۴ مارچ ۱۹۳۰ء کے گرد و پیش ایسا ہوا ہوگا۔

تیسرا صفحہ ایک غزل اور دو عنوانات پر مشتمل ہے۔ عنوانات میں پہلا انگریزی میں ہے اور اس کے تحت ایک فارسی شعر ہے۔ شعر اور عنوان یہ ہیں :-

Motto of Javid Nama

صدائے تیشہ کہ برسنگ می خورد و گراست  
خبر و ہید کہ آواز تیشہ و جگر است!  
(نامعلوم)

یہ شعر طبع اول میں نہیں۔ اس شعر کو پہلے صفحے پر درج کرنا مقصود ہوگا۔ نیچے ”زبور مجھ“ کے وہ دو شعر ہیں، جو شیخ غلام علی اینڈ سنز کے ایڈیشن سے غیر حاضر ہیں، لیکن اس سے پہلے کی جملہ اشاعتوں میں درج تھے۔ مذکورہ دو اشعار ”جاوید نامہ“ کے مقصد کی وضاحت کرتے ہیں۔ ان پر مسودے میں ”صفحہ دیگر“ کا عنوان ہے، جس سے قیاس کیا جاسکتا ہے کہ علامہ انھیں صفحہ دوم کی زینت بنانا چاہتے تھے۔ بعد میں صفحہ اول کے

لیے موڑوں قرار دیے گئے اور نامعلوم شعر شامل کتاب نہیں کیا گیا۔  
 کسی نامعلوم شاعر کا یہ شعر تخلیق میں خونِ جگر کی شمولیت کا منظر ہے۔ ممکن ہے علامہؒ اپنے نظریہ فن  
 کی وضاحت کے لیے اس کا اندراج ضروری خیال کرتے ہوں۔ علامہؒ کو یہ شعر بہت پسند تھا۔ اسی لیے بعد  
 میں ایک تضمین کا حصہ بنا لیا۔ ”ارمغانِ حجاز“ میں ”ملا ضیفغم لولابی کشمیری کا بیاض“ کے تحت آخری حصے کے  
 طور پر شامل نظم ہے (کلیاتِ اقبال، اردو۔ ص ۴۶، ۴۷/۴۸، ۴۹)۔

ڈی لکس ایڈیشن کا منصوبہ اقبال اکیڈمی کے پروگرام کا حصہ ہے، جس کے لیے خصوصی رقم مختص  
 کی گئی۔ صدرِ اکادمی جناب محمد علی حسان ہوتی، ڈاکٹر جاوید اقبال، نائب صدر ڈاکٹر محمد باقر اور خزانہ دار  
 ڈاکٹر عبدالسلام خورشید اور وزارتِ تعلیماتِ پاکستان اس امر خاص میں شکرِ یے کی مستحق ہے کہ ان  
 کی مشترکہ مساعی اور سرپرستی سے یہ اشاعت تکمیل کو پہنچی۔

ڈاکٹر وحید قریشی

ناظم اقبال اکادمی

# فہرست مضامین

صفحہ	مضمون	شمار
۱	مناجات	۱
۷	تمہید آسمانی درختیں روزِ آفرینش - نکوش می کند آسماں زمین را	۲
۱۰	نغمہ ملائکہ	۳
۱۱	تمہید زمینی آتشکار می شود روح حضرت رومی و شرح می دہد اسرار معراج را	۴
۲۱	زروان کہ روح زمان و مکان است مسافر اباحت عالم علوی می برد	۵
۲۳	زمرہ انجم	۶
۲۹	فلکِ قرم	۷
۳۲	عارف ہندی کہ بہ یکجا ز غار ہائے قمر خلوت گرفته و اہل ہند اور اجماع دوست می گویند	۸
۳۸	نہ تا سخن از عارف ہندی	۹
۴۱	جلوہ سروش	۱۰
۴۳	نوائے سروش	۱۱
۴۴	حرکت بہ وادی پرغیب کہ ملائکہ اور اوادی طواسین می نامند	۱۲
۴۸	طاسین گوتم (توبہ آوردن زین رفاقتہ عشوہ فروش)	۱۳

۵۱	طاسین زرتشت (از باشقس کردن اسپرن زرتشت را)	۱۴
۵۵	طاسین سیخ (رویای حکیم طاسطانی)	۱۵
۵۸	طاسین محمد (نوحه ابو جہل در حرم کعبه)	۱۶
۶۱	فلک عطارد	۱۷
۶۳	زیارت ارواح جمال الدین افغانی و سعید حلیم پاشا	۱۸
۶۷	دین و وطن	۱۹
۶۹	اشتراک و ملوکیت	۲۰
۷۱	شرق و غرب	۲۱
۷۲	محکمت عالم قرآنی	۲۲
۷۲	خلافت آدم	۲۳
۷۸	حکومت الہی	۲۴
۸۰	ارض لک خداست	۲۵
۸۲	حکمت خیر کنیز است	۲۶
۸۷	پیغام افغانی بالملت روستیہ	۲۷
۹۳	غزل زندہ رود	۲۸
۹۷	فلک زہرہ	۲۹
۱۰۰	مجلس خدایان اقوام قدیم	۳۰
۱۰۲	لغزہ بعل	۳۱
۱۰۴	فرو رفتن بدریای زہرہ و دیدن ارواح فرعون و کشنرا	۳۲

۱۰۹	نمودار شدن در پیش سودانی	۳۳
۱۱۳	فلک مریخ	۳۴
۱۱۵	اہل مریخ	۳۵
۱۱۷	بر آمدن انجم شناس مریخی از رصد گاہ	۳۶
۱۲۱	گردش در شہر مرغین	۳۷
۱۲۶	احوال دوشیزہ مریخ کہ دعوائے رسالت کردہ	۳۸
۱۲۷	تذکیر نبیہ مریخ	۳۹
۱۳۱	فلک مشتری	۴۰
۱۳۳	ارواح جلیلہ حلاج وغالب و قرۃ العین طاہرہ کہ بہشتین { بہشتی نگردیدند و برگردش جاوداں گرا سیدند }	۴۱
۱۳۵	نوائے حلاج	۴۲
۱۳۶	نوائے غالب	۴۳
۱۳۷	نوائے طاہرہ	۴۴
۱۳۸	زندہ رود مشکلات خود را پیش ارواح بزرگ می گوید	۴۵
۱۵۶	نمودار شدن خواجہ اہل فراق اہلیس	۴۶
۱۶۰	نالہ اہلیس	۴۷
۱۶۳	فلک زحل	۴۸
۱۶۵	ارواح رزلیہ کہ بانگ ملت خدا را ہی کردہ و دوزخ ایشان را قبول نکردہ	۴۹
۱۶۷	قلزم خونین	۵۰

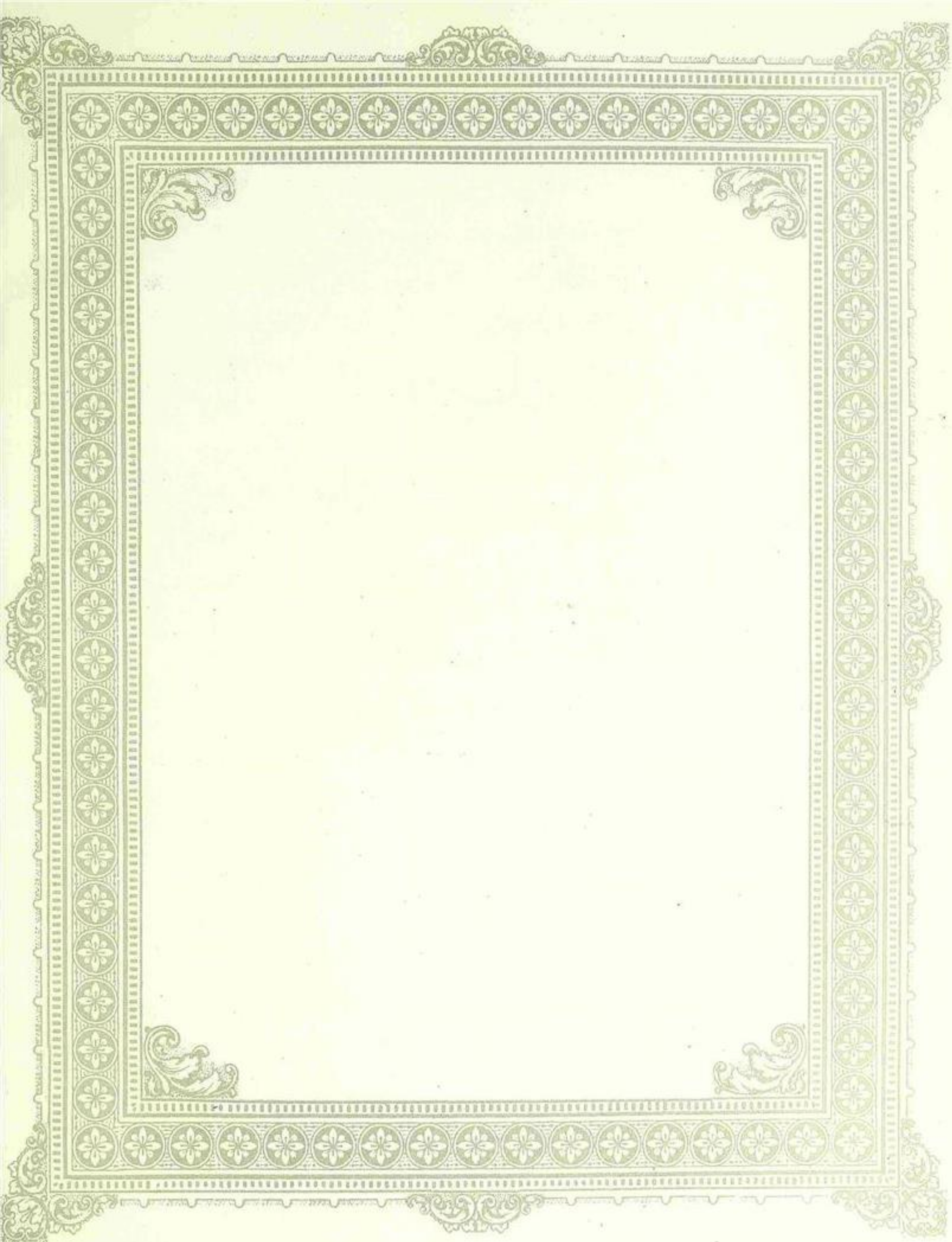
۱۶۸	۵۱	آشکارا می شود روح ہندوستان
۱۶۸	۵۲	روح ہندوستان نالہ و فریادی کند
۱۷۱	۵۳	فریادیکے از رورق نشینان قلم خونیں
۱۷۳	۵۴	آں سوئے افلاک
۱۷۵	۵۵	مقام حکیم المانوی نطشہ
۱۷۸	۵۶	حرکت بجنّت الفردوس
۱۸۱	۵۷	قصر شرف النساء
۱۸۴	۵۸	زیارت امیر کبیر حضرت سید علی ہمدانی و ملا طاہر غنی کشمیری
۱۸۵	۵۹	در حضور شاہ ہمدان
۱۹۷	۶۰	صحبت با شاعر ہندی برتری ہری
۲۰۰	۶۱	حرکت بہ کلّیخ سلاطین مشرق (نادر، ابدالی، سلطان شہید)
۲۰۵	۶۲	نمودار می شود روح ناصر خسرو و علوی و غزلے مستانہ سر امتیہ غائب می شود
۲۱۴	۶۳	پیغام سلطان شہید بہ رود کاویری (حقیقت حیات و مرگ و شہادت)
۲۱۹	۶۴	زندہ رود خصت می شود از فردوس و تقاضاے حوران بہشتی
۲۲۰	۶۵	غزل زندہ رود
۲۲۱	۶۶	حضور
۲۳۱	۶۷	خطاب بہ جاوید (سخنے بہ نژاد نو)

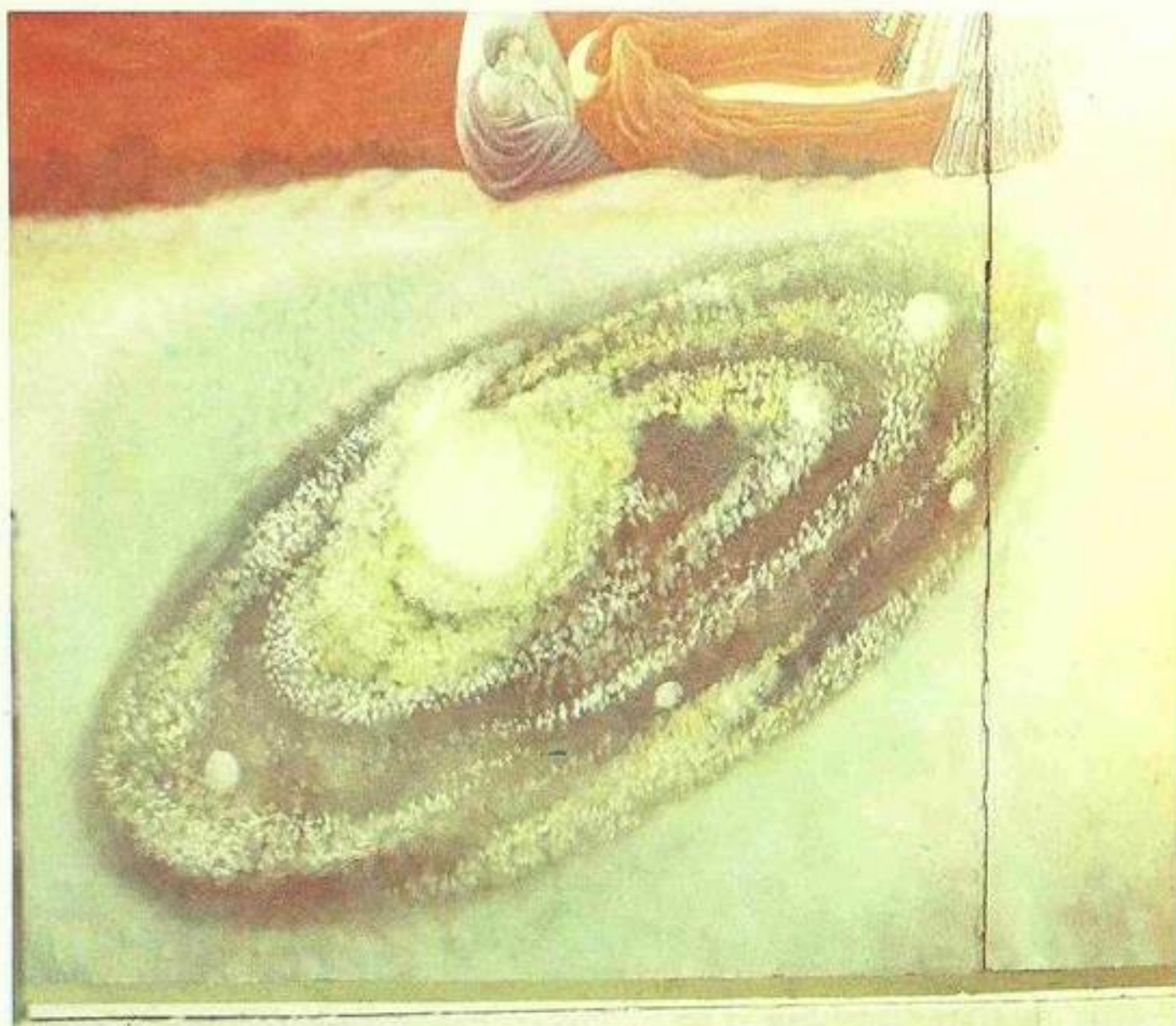
## دیباچہ

خیالِ من تہما شائے آسماں بود است  
بدوشِ ماہ و باغوشِ ککشاں بود است  
گماں مبرکہ ہسین خاکداں نشمین ماست  
کہ ہر تارہ جہاں است پلہاں بود است!

اقبال







آدمی اندر جهان هفت رنگ      هر زمان گرم فغان مانند چنگ!

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## مناجات

آدمی اندر جہاں ہفت رنگ  
ہر زمان گرم فغاں مانند چنگ!  
آزروئے ہم نفس می سوزدش  
نالہ ہائے دلنواز آموزدش  
لیکن این عالم کہ از آب و گل است  
کے تو ان گفتن کہ دارائے دل است!  
بحر و دشت و کوہ و کہ خاموش و کر  
آسمان و مہر و مہ خاموش و کر!  
گرچہ برگردوں ہجوم خستہ است  
ہر یکے مانند با بیچارہ است  
ہر یکے از دیگرے تنہا تراست!  
در فضا ئے نیلگون آوارہ است!  
کارواں برگ سفرنا کردہ ساز!  
بیکراں افلاک و شب ہا دیر یاز!  
این جہاں صید است و صیادیم!  
یا اسیر رفتہ از یادیم ما؟

۲  
زار تالیسم صدائے برنخواست

ہم نفسِ فسر زندا دم را کجا است؟

دیدہ ام روزِ جہانِ چار سُوے

آنکہ نورش بر سرِ روزِ کلخ و گویے

از رمِ سیارہ او را وجود

نیست الا اینکه گوئی رفت و بود

اے خوش آں روزے کہ از ایامِ نیت

صبح اور انیمیز و زو و شامِ نیت

روشن از نورش اگر گردد روال

صوتِ اچوں رنگِ دیدن می تو اُل

غیبها از تاب او گردد حضور

نوبتِ اولایزال و بے مرور!

اے خدا روزی کن آں روزے مرا

وارہاں زیں روزِ بے سوزے مرا

آیہ تفسیر اندر شانِ کیست؟

این سپہرِ سیلگوں حیرانِ کیست؟

راز دانِ علمِ الاسما کہ بود؟

مستِ آں ساقی و آں صہبا کہ بود؟

برگزیدی از ہمہ عالم کرا؟

کردی از رازِ درونِ محرم کرا؟

اے ترا تیرے کہ مارا سیدہ سفت

حرفِ اَدْعُوْنِیٰ مگر گفتم با کہ گفتم؟

روئے تو ایمان من قسرا ان من

جلوہ داری دریغ از جان من؟

از زبان صد شعاع آفتاب

کم نمی گردد دستار آفتاب

عصرِ حاضر را خرد زنجیر پست

جان بے تابے کہ من دارم کجاست؟

عمر ما بر خویش می چید وجود

تا یکے بے تاب جان آید نود

گر زنجی این زمین شوره زار

نیست تخم آرزو را سازگار

از درون این گل بے حاصلے

بس غنیمت داں اگر روید لے!

تو می اندر شب تا نم گذر

یک زماں بے نور می جانم نگر

شعله را پر پیس از خاشاک چسبیت

برق را از برفتادن باک چسبیت

ز لستم تا ز لستم اندر سراق

و انما آنسوے این نیلی رواق!

بستہ درہارا برویم بازکن  
آتشے در سینہ من بر سر نو  
باز بر آتش بنہ عود مرا  
آتش پیانہ من تیز کن  
ماترا جو عیم و تو از دیدہ دور  
یا کشا این پردہ اسرار را  
نخل منکم نا امید از برگ و بر  
عقل دادی ہم جنونے دہ مرا  
علم در اندیشہ می گیر و مقام  
علم تا از عشق بر خوردار نیست  
این تماشا خانہ سحر سامری است  
بے تجبلی مردانارہ نبود

خاک ابا قدسیاں ہمرا نہ کن!  
عود را بگذار و ہمیزم را بسوز  
در جہاں آشفته کن دود مرا  
باتغافل یک نگہ آمیز کن  
نے غلط ما کورو تو اندر حضور!  
یا بگیر این جان بے دیدار را  
یا تبر بفرست یا باد سحر  
رہ بجزب اندرونے دہ مرا  
عشق را کاشانہ قلب لاینام  
جز تماشا خانہ افکار نیست  
علم بے روح القدس افسونگری است  
از لکد کو بخیال خویش مرد

بے تجسلی زندگی رنجوری است عقل مجوری و دین مجبوری است

این جہان کوه و دشت و کج و برابا ما نظر خواہیم و او گوید خبیر

منزلے بخشش این دل آوارہ را بازده با ماہ این ماہ پارہ را

گرچہ از خاکم نہ وید جز کلام حرف مجوری نہی گردد تمام

زیر گردوں خویش ایام غریب ز آنسوے گردوں بگوئی قریب

تا مثال ہر ماہ گرد و غروب این جہات شمال و این جنوب

از طلسم دوشش و فروا بگذرم

از مہ و ہر و ثریا بگذرم!

تو فروغ جاوداں ما چوں شراب یک دم داریم و آن ہم مستعا!

اے تونشناسی نزع مرگ ز لبت رشک یزداں برداں بندہ کیست؟

بندہ آفاق گیسرو ناصبوں نے غیاب اور خوش آید نے حضور

آئیم من جاودانی کن مرا از زمینی آسمانی کن مرا

ضبط درگفتار و کردارے بدہ  
 جادہ با پیدا است رفتائے بدہ  
 آنچہ گفتیم از جهانے دیگر است  
 این کتاب از آسمانے دیگر است  
 بحر و از من کم آتوبی خطاست  
 آن کہ در قسرم فرو آید کجاست؟  
 یک جہاں بر ساحل من آرمید  
 از کراں غمیر از رم موجب ندید  
 من کہ نو میدم ز پیران کہن  
 دارم از روزے کہ می آید سخن!

بر جواناں سہل کن حرفِ مرا

بہر شاں پایاب کن حرفِ مرا



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

# تمہیدِ آسمانی

## نخستین وزیرِ آفرینش

### نکوہش می کند آسماں زمین را

زندگی از لذتِ غیب و حضور  
آں چنان تا نفس از ہم گسخت  
ہر کجا از ذوق و شوقِ خود گری  
ماہ و اختر را خرام آموختند  
بہر پیر نیلگون ز آفتاب  
از افقِ صبحِ نخستین سر کشید  
بست نقشِ این جہانِ نزد و دور  
رنگِ حیرتِ خانہٴ ایام ریخت  
نفسہٴ 'من و دیگرم تو دیگری'  
صد چراغ اندر فضا فروختند  
خیمہٴ زرِ لغت با سہیں طناب  
عالمِ نو زادہ را در بر کشید

ملک آدم خاکدانے بودوس  
 دشت او بے کاروانے بودوس  
 نے بکو ہے آج جوئے درستیز  
 نے بصرائے سما بے ریز ریز  
 نے سرود طائران در شاخا  
 نے رم آہومیان مرغزار  
 بے تجلی ہائے جاں بجز و برکش  
 دو و پچیاں طیلان پیکرش  
 سبزہ باد نسرو دیں نا دیدہ  
 اندر اعماق زمیں خوابیہ  
 طغہ زد چرخ نیلی بر زمیں  
 ”روزگار کس ندیدم این چہ پس  
 چوں تو در پہنائے من کوئے کجا  
 جز بقند یلم ترا نورے کجا  
 روشن و پائندہ چوں افلاک نیست  
 خاک اگر الوند شد جز خاک نیست  
 یا بزی با ساز و برگ دبری  
 یا ہمیر از ننگ و عار کتری  
 شد زمیں از طعنہ گردوں خبل  
 نا امید و دل گران و مضحل

پیش حق از درد بے نوری تپید

تا ندائے ز آنسوے گردوں رسید

اے ایسے از امانت بے خبر  
 روز ہا روشن ز غوغائے حیات  
 نورِ صبح از آفتابِ داغدار  
 نورِ جاں بے جادہ ہا اندر عنبر  
 ششم از لوحِ جاں نقشِ امین  
 عقلِ آدم بر جہاں شبحوں زند  
 راہِ داں اندیشہ او بے دلیل  
 خاک و در پر و ازمانند ملک  
 می خلد اندر وجودِ آسماں  
 داغنا شوید ز دامنِ وجود  
 گرچہ کم تبیح و خونریز است او  
 چشم او روشن شود از کائنات  
 غم مخور، اندر ضمیرِ خود نگر  
 نے ازاں نورے کہ بینی در جہات  
 نورِ جاں پاک از غبارِ روزگار  
 از شعاعِ مہر و مہ ستیا تر  
 نورِ جاں از خاکِ تو آید پدید  
 عشق او بر لامکان شبحوں زند  
 چشم او بیدار تر از جب سٹیل  
 یک رباطِ کمنہ در ریش فلک  
 مثلِ نوکِ سوزن اندر پرنیاں  
 بے نگاہ او جہاں کور و کبود  
 روزگاراں را چو مہینہ است او  
 تا بہ بسند ذاتِ اندر صفت

’ہر کہ عاشق شد جمالِ ذاتِ را  
اوست بید جسمِ موجوداتِ را“

## نغمہ ملائک

فروعِ مشتِ خاک از نوریاں افزوں شود روزے  
زمیں از کوبِ تقیرِ او گردوں شود روزے  
خیالِ او کہ از سیلِ حوادثِ پرورش گیرے  
ز گردابِ سپہِ نیلیکوں بیرون شود روزے!  
یکے درستیِ آدمِ نگر! از ما چه می پرسی  
ہنوز اندر طبیعتِ می خلد موزوں شود روزے!  
چناں موزوں شود این پیش پا افتادہ مضمونے  
کہ یزدانِ رادل از تاثیرِ او پرخوں شود روزے!

# تہذیبی

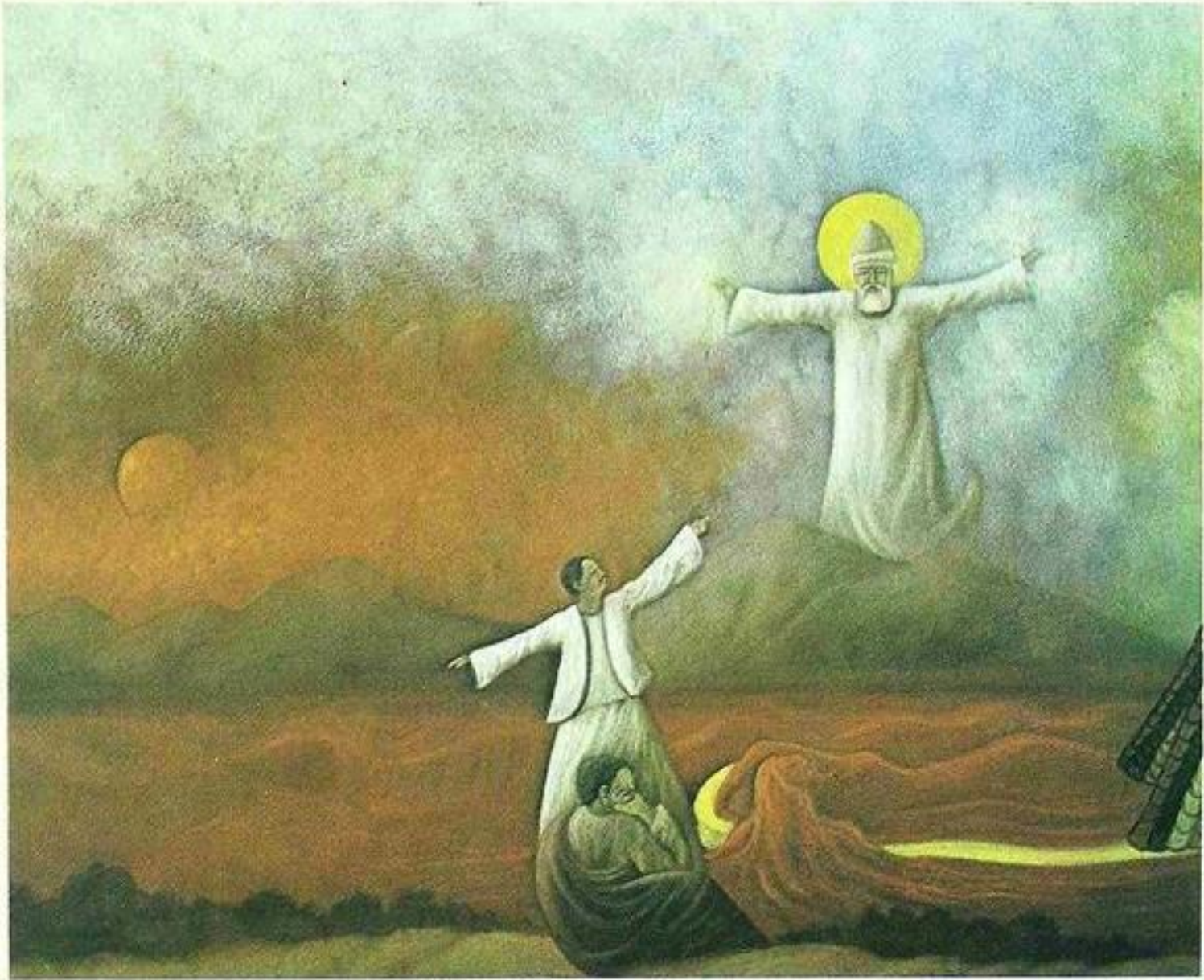
## آشکارا می شود روح حضرتِ وحی شرح می ہد سراسر معراج را

عشقِ شور انگیز بے پروائے شہر      شعلہ او میردا از غوغائے شہر  
 خلوتے جوید بدشت و کوہا      یال ب دریا ئے ناپید اکنا ر  
 من کہ دریا راں ندیدم محرے      بر لب دریا بیا سودم دے  
 بحر و ہنگامِ غروبِ آفتاب      نیلگوں آب از شفق لعل مذا ب  
 کور را ذوقِ نظرِ بخشد غروب      شام را رنگِ سحرِ بخشد غروب!  
 بادلِ خود گفت گویا داشتتم      آرزو ہا جب تجو ہا داشتتم  
 آئی و از جا ودانی بے نصیب!      زندہ و از زندگانی بے نصیب!  
 تشنہ و دور از کنسارِ چشمہ سار      می سرودم این غزل بے اختیار

## غزل

بگشائے لب کہ قند فراوانم آرزوست  
 یک دست جام بادہ و یک دست زلفیاً  
 بنمائے رخ کہ باغ و گلستانم آرزوست  
 آں گفتی زناز بیش مرخاں مرا برو  
 آے عشق نکتہ نائے پریشانم آرزوست  
 رقصِ حنپیں میانه میسرانم آرزوست  
 آے عقل تو ز شوق پر اکنده گوئے شو  
 من ماہیم نهنگم و عمامانم آرزوست  
 آں نور حبیب موسیٰ عمرانم آرزوست  
 کزدیو و دد ملولم وانم آرزوست  
 زین ہمرہان مست غنا صردم گرفت  
 شیر خدا و رستم دستانم آرزوست

گفتم کہ یافت می نشود جستہ ایم ما  
 گفت آنکہ یافت می نشود آنم آرزوست! (رومی)



روح رومی پرده‌ها را بردرید از پس کوه پاره آمد پدید!

موج مضطر خفت بر سنجاب آب  
 شد افق تار از زریان آفتاب  
 از متاعش پارہ ذر و پد شام  
 کو کبے چوں شاہدے بالائے بام!  
 روح رومی پرده ہارا بر درید  
 از پس کہ پارہ آمد پدید!  
 طلعتش رخسندہ مثل آفتاب  
 شیب و فرخندہ چوں عمد شتاب  
 پیکرے روشن ز نور سردی  
 در سراپایش سرور سردی!  
 بر لب او ستر پنهان وجود  
 بندہائے حرف و صوت از خود کشود  
 حرف او آئینہ آویختہ  
 گفتش موجود و ناموجود چیست؟  
 گفت "موجود آنکہ می خواهد نمود  
 زندگی خود را بخویش آراستن  
 اشکارائی تقاضائے وجود  
 بر وجود خود شہادت خواستن  
 انجمن روز الست آراستند  
 بر وجود خود شہادت خواستند!  
 زندہ یا مردہ یا جاں بلب  
 از سہ شاہد کن شہادت رطلب



شاید اول شعورِ خویشتن

شاید ثانی شعورِ دیگرے

شاید ثالث شعورِ ذاتِ حق

پیشِ این نورِ ربانی استوار

بر مقامِ خود رسیدن زندگی است

مردِ مومن در نسا زد با صفات

چسیت معراجِ آرزوے شاید

شاید عادل کہ بے تصدیق او

در حضورش کس نہماند استوا

ذرہ از کفِ مدہ تابے کہ ہست

تابِ خمِ درابر سنو دنِ خورشید است

پیکرِ فرسودہ را دیگر تراش

خویش را دیدن بنورِ خویشتن

خویش را دیدن بنورِ دیگرے

خویش را دیدن بنورِ ذاتِ حق

حی و متائم چوں خدا خود را شمارا

ذاتِ ابے پر وہ دیدن زندگی است

مصطفیٰ رضی اللہ عنہ

امتحانے روبرئے شایدے

زندگی مارا چو گل رارنگ و بو

ور بہماند ہست او کامل عیا

پنختہ گیر اندر گرہ تابے کہ ہست

پیشِ خورشید از نمودنِ خورشید است

امتحانِ خویش کن موجود باش

این چنین موجود محمود است و بس

ورنه نارزندگی دود است و بس

باز گفتم پیش حق رفتن چساں؟	کوه خاک و آب را گفتن چساں؟
آمر و خالق بر اول از امر و خلق	ماز شست و ز کاران خسته خلق
گفت "اگر سلطان ترا آید بدست	می توان افلاک را از هم شکست
باش تا عریاں شود این کائنات	شوید از دامان خود گرد و جہت
در وجود او نه کم بینی نه بیش	خویش را بینی از او را از خویش
بخت "الابسلطان" یاد گیر	ورنه چوں مورد ملخ در گل میسر
از طریق زادن اے مرد نکوے	آمدی اندر جهان چار سوے
ہم بروں بستن بزادن می توان	بند از خود کشادن می توان
لیکن این زادن از آب و گل است	دانداں مرے کہ او صاحب دل است

گفتن - شکافتن + الابسلطان تلمیح بآیہ شریفہ یا معشر الجن

آن ز مجبوری است این از اختیار  
 آن نہاں در پردہ ما این آشکار  
 آن یکے با گریہ این با خندہ است  
 یعنی آن جویندہ این باینندہ است  
 آن سکون و سیر اندر کائنات  
 این سراپا سیر بیرون از جہات  
 آن یکے محتاجی روز و شب است  
 وال دگر روز و شب اورا مرکب است  
 زادین طفل از شکستِ اشکم است  
 زادین مرد از شکستِ عالم است  
 ہر دو زادین را دلیل آمد اذال  
 آن بلب گویند این از عینِ جاں

جان بیدارے چو زاید در بدن

لرزہ ہا افتد دریں دیر کسن

گفتم این ادن نمی دانم کہ چیست؟  
 گفت "شانے از شون زندگی است  
 شیوہ ہائے زندگی غیب و حضور  
 آن یکے اندر ثبات آن در مروت  
 آن یکے بخلوت جمع سازد خویش را  
 گدازد خویش را  
 خلوت اور روشن از نورِ صفات  
 خلوت او مستنیر از نورِ ذات

عقل اور اسوے جلوت می کشد عشق اور اسوے خلوت می کشد

عقل ہم خود را بدیں عالم زند تا سلم آب و گل را بشکند

می شود ہر رنگ رہ اور ادیب می شود برق و حساب و حساب

چشمش از ذوق نگہ بیگانہ نیست لیکن اور اجراتِ ندانہ نیست!

پس ز ترسِ راہ چوں کورے رود نرم ز رنگ صورتِ مورے رود

تا خرد چمپیدہ تر بر رنگ بوست می رود آہستہ اندر راہ دوست

کارش از تدریج می یابد نظام من نہ دائم کے شود کارش تمام!

می نداند عشق سال و ماہ را دیروز و نزدیک و دور راہ را

عقل در کوہے شگافے می کند یا بگرد او طوافے می کند

کوہ پیش عشق چوں کاہے بود دل سیرج اسیر چوں ماہے بود

عشق شبنجھونے زدن بر لامکاں گور را نا دیدہ رقتن از جہاں!

زور عشق از باد و خاک و آب نیست قوتش از سختی اعصاب نیست

عشق بانان جوین خیر کشاد  
 کلمہ نمرود بے ضربے شکست  
 عشق درجاں چوں بحشم اندر نظر  
 عشق ہم خاک ترو ہم انگر است  
 عشق سلطان است برہان مسین  
 لازمان و دوش فر دئے ازو  
 چوں خودی را از خدا طالب شود  
 آشکارا تر مستام دل ازو  
 عاشقان خود را بیزداں می ہند  
 عاشقی؟ از سو بہ بے سوئی خرام  
 اے مثال مردہ در صندوق گو  
 در گلو داری نواہا خوب و نغز  
 عشق در اندام ہم چاکے نہاوا  
 لشکر فرعون بے حربے شکست  
 ہم درون خانہ ہم بیرون در  
 کار او از دین و دانش برتر است  
 ہر دو عالم عشق رازیرنگیں  
 لامکان و زیر و بالائے ازو  
 جملہ عالم مرکب او را کب شود  
 جذبہ میں دیر کین طہل ازو  
 عقل تا ویلی لقب سرباں می ہند  
 مرگ را بر خویش تن گرداں حرام  
 می توواں بر خاستن بے بانگ صوا  
 چند اندر گل بنالی مثل حنیز

بر مکان و بر زمان اسوار شو  
 فارغ از چپاکِ این ز تار شو  
 تیز تر کن این دو چشم و این دو گوش  
 ہر چہ می بینی نبوش از راہ ہوش  
 آن کسے کو بانگِ موراں بشنود  
 ہم زدوراں ستر دوراں بشنود  
 آن نگاہ پر وہ سوز از من بگیر  
 کو چشم اندر نمی گردد اسیر

آدمی دید است باقی پوست است

دید آن باشد کہ دید دوست است

جسہ تن را در گداز اندر بصر

در نظر رود نظر رود نظر (روی)

تو ازین نہ آسماں ترسی؛ مترک  
 از فرا خائے جہاں ترسی؛ مترک  
 چشم بکشا بر زمان و بر مکان  
 این دو یک حال است از احوال جا  
 تا نگہ از جلوہ پیش افتادہ است  
 اختلافِ دوش و سر ازادہ است  
 دانہ اندر گلِ نظمت خانہ  
 از فضا ئے آسماں بیگانہ

۲۰  
ہیچ می دانند کہ درجائے فسّاح می تو ال خود را نمودن شاخ شاخ؛

جوہر اوجھیت؛ یک فوق نموست

ہم مقام اوست این جوہر ہم اوست

اے کہ گوئی محل جان است تن سہر جاں را در نگر بر تن متن

محلے نے، حالے از احوال اوست مملش خواندن فریب گفتگوست!

چیت جان؛ جذب سرور و سوز و در ذوق تسخیر سپہر گرد گرد!

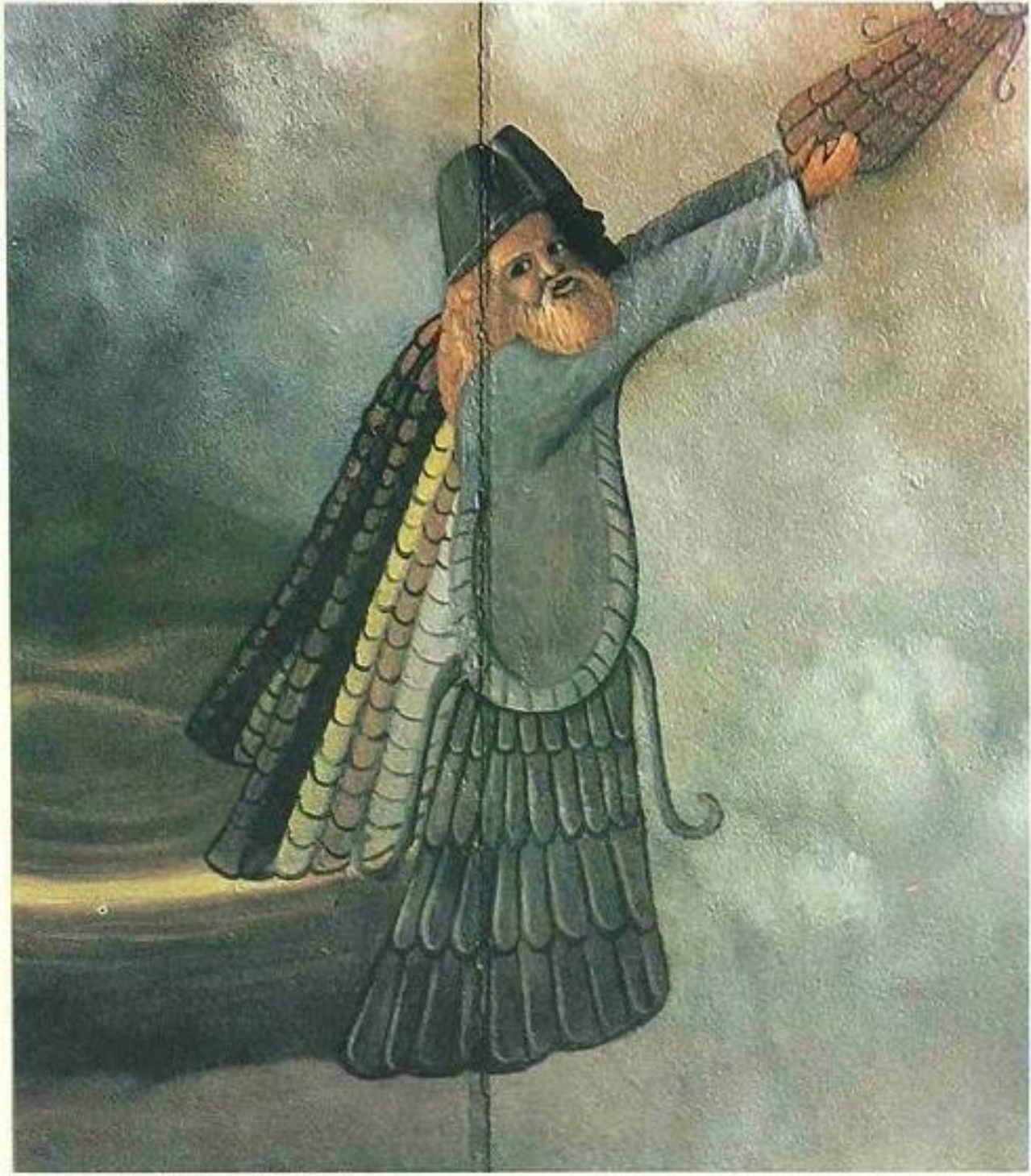
چیت تن؛ بازنگ بوخوردن است بامقام چار سو خو کردن است

از شعور است این کہ گوئی نزد و در چیت معراج؛ انقلاب اندر شعور

انقلاب اندر شعور از جذب و شوق وار ماند جذب و شوق از تحت و فوق

ایں بدن با جان ما انباز نیست

مشت خاک کے مانع پرواز نیست



گفت ز روانم جهان را قاهرم      بهم نهادم از ننگه بهم ظاهرم



# زروان کہ روح زمان و مکان است

## مسافرِ اسیاحتِ عالمِ علوی می برد

از کلامش جان من بے تاب شد	در تنم ہر ذرہ چوں سیلاب شد
ناگہاں دیدم میانِ غرب و شرق	آسماں در یک سحابِ نور غرق
زاں سحابِ فرشتہ آمد فرود	باد و طلعت این چو آتش آں چو دود
آں چو شب تاریک و آں روشن شہاب	چشمم این بیدار و چشمم آں بخواب
بال اور از نگہائے سرخ و زرد	سبز و سہمیں و کبود و لاجورد
چوں خیال اندر مزاج اورے	از زمین تا کہکشاں اور ادے
ہرزماں اورا ہوائے دیگرے	پر کشادن در فضائے دیگرے
گفت زروانم جہاں راقاہرم	ہم نہانم از نگہ ہم ظاہرم

بستہ ہر تذبیر بالتقدیر من  
 غنچہ اندر شاخ می بالد ز من  
 دانہ از پرواز من گرد دہ سال  
 ہم عتاب بے ہم خطاب بے اورم  
 من حیث اتم من ماتم من نشور  
 آدم وافر شتہ در بند من است  
 ہر گلے کز شاخ می چینی منم  
 در طلسم من اسیر است این جہاں  
 لی مع اللہ ہر کردار دل نشست  
 ناطق و صامت ہمہ سخنچیر من  
 مرغک اندر آشیای نالد ز من  
 ہر فراق از فیض من گرد وصال  
 تشنہ سازم تا شراب بے اورم  
 من حساب و روزخ و فردوس و حور  
 عالم شش روزہ فرزند من است  
 اُم ہر چیزے کہ می بینی منم!  
 از دم ہر لحظہ پیر است این جہاں  
 آں جو انورے طلسم من شکست

گر تو خواہی من نباشم در میاں  
 لی مع اللہ باز خوال از عین جاں

لی مع اللہ - تلمیح بہ حدیث لی مع اللہ وقت،

درنگاہِ او نمی دانم چه بود  
 ازنگاہم این کہن عالم ربود  
 یا نگاہم بردگر عالم کشتود  
 یادگر گوں شد ہاں عالم کہ بود  
 مردم اندر کائنات زنگ بود  
 زادم اندر عالم بے ہائے وہو  
 رشتہ من زان کہن عالم گست  
 از زبانِ عالمے جانم تپسید  
 یک جہانِ تازہ آمد بدست  
 تا دگر عالم ز خاکم بردمید  
 تن سبک تر گشت جان سیار  
 چشم دل بیندہ و بیدارتر

پردگی ہا بے حجاب آمد پدید  
 نغمہ انجم گوشش من رسید!

## زمرہ انجم

عقل تو حاصل حیات عشق تو سر کائنات  
 پیکر خاک! خوش بیا این سوے عالم جہات

زہرہ و ماہ و مشتری از تو قریب یک دگر  
 از پئے یک بگاہ تو کشمش تجلیات  
 در رہ دوست جلوہ ہاست تازہ بتازہ نو بہنو  
 صاحب شوق و آرزو دل نہ دہد بجلیات  
 صدق صفاست زندگی نشو و نماست زندگی  
 تا ابد از ازل بتاز ملک خداست زندگی  
 شوق غزل سرائے را رخصت ہائے وہو بدہ  
 باز بہ رند و محتسب بادہ سبب سبب بدہ  
 شام و عراق و مہند و پارس خوبہ نبات کردہ اند  
 خوبہ نبات کردہ را تلخی آرزو بدہ  
 تا بہ یک بلبل موج معرکہ بنا کند  
 لذت سیل تند رو بادل آبجو بدہ

مرد فقیر آتش است، میری و میری خس است

فال و فسر ملوک را حرف بیهنه بس است!

دبدبۀ قلندری طنطنهء سکندری

آں همه جز بۀ کلیم این همه سرسامی

آں بنگاه می کشد این به سپاه می کشد

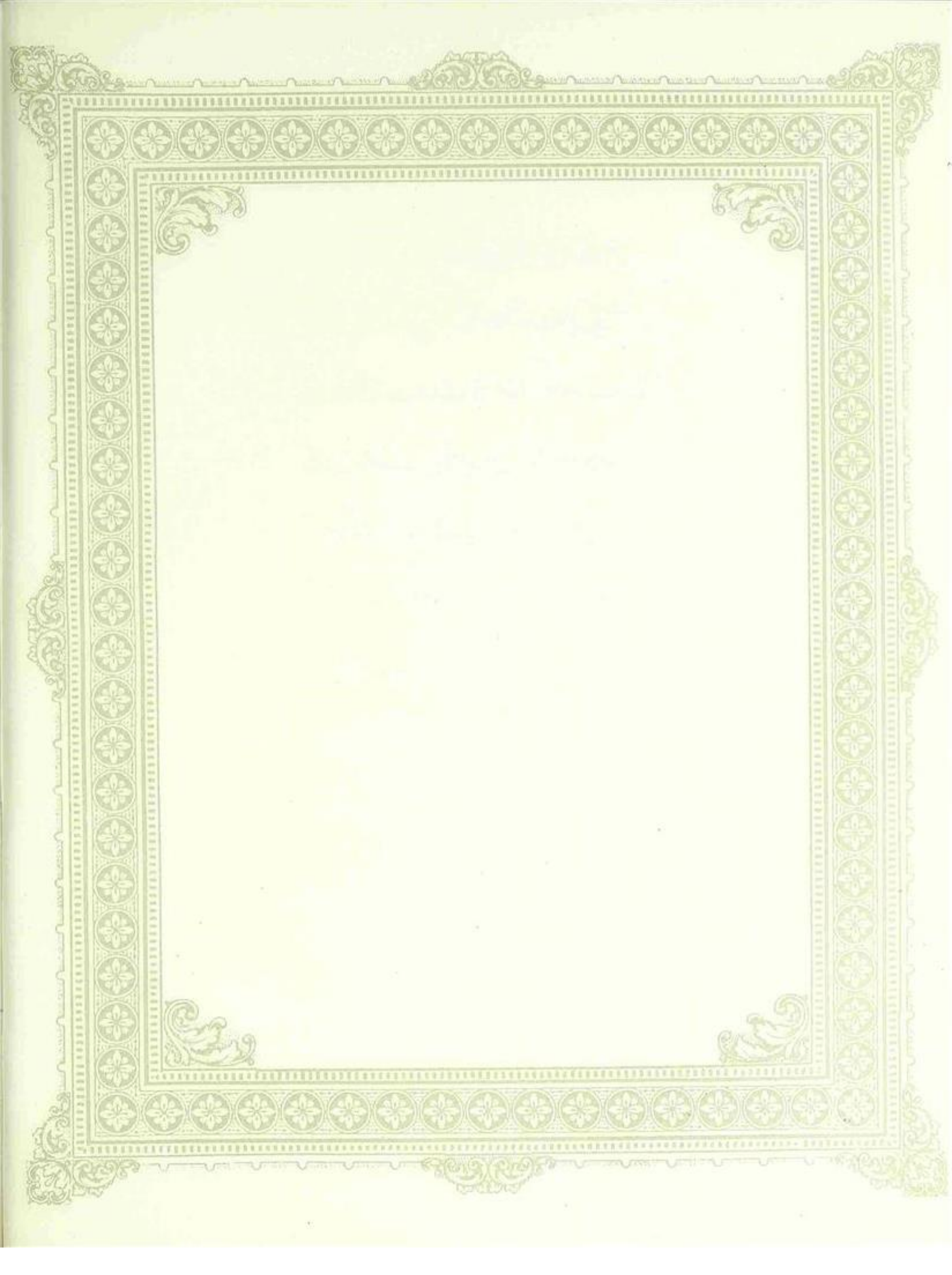
آں همه صلح و آشتی این همه جنگ و داوری

هر دو جهال کشاستند هر دو دوام خواستند

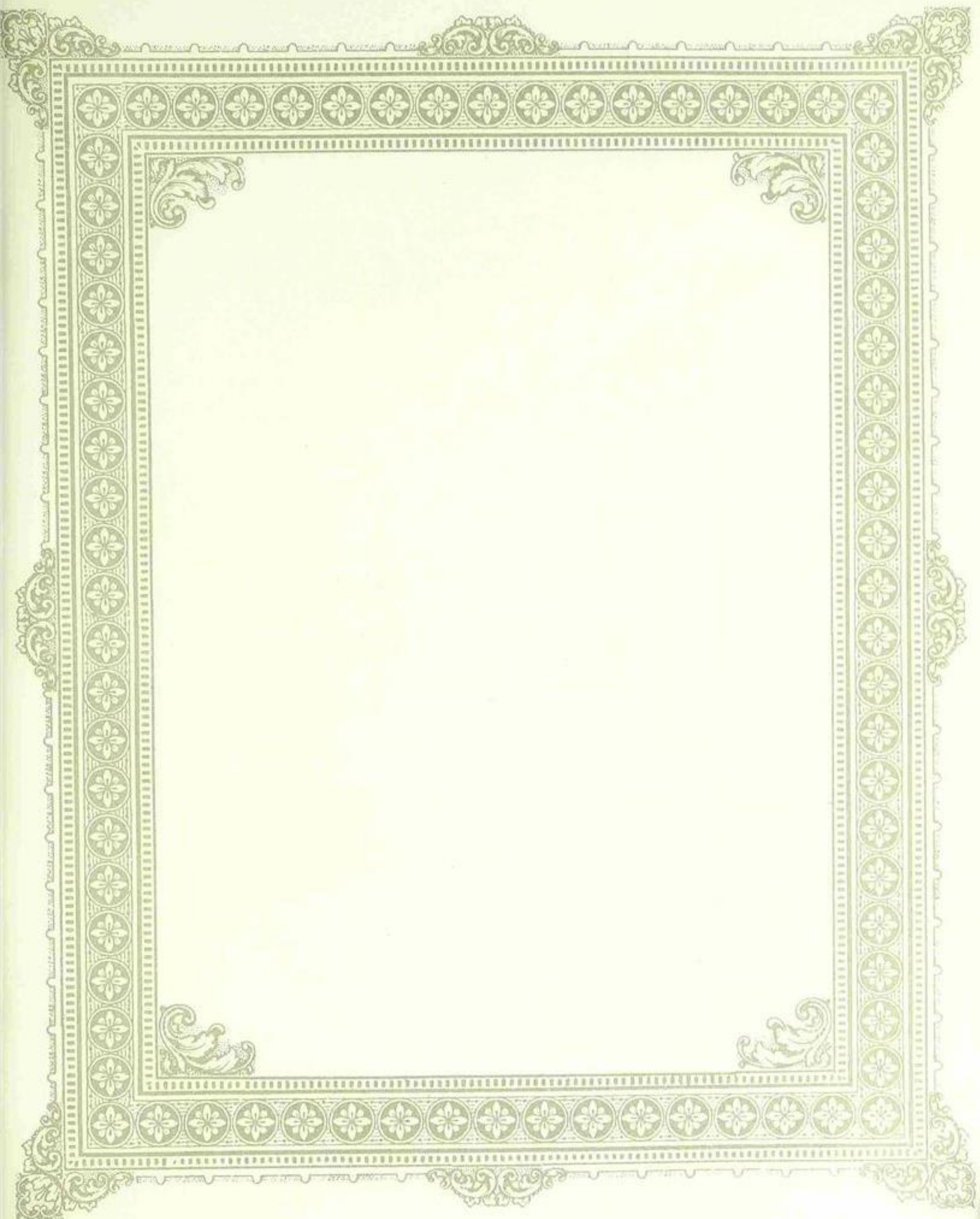
این به دلیل قاهری آں به دلیل دلبری

ضرب قلندری بیارسد سکندری شکن

رسم کلیم تازه کن رونق ساحری شکن!



فلكبتر





# فلکِ قمر

این زمین و آسماں ملکِ خداست  
 اندرین رہ ہرچہ آید در نظر  
 چوں غریباں در دیارِ خود مرو  
 این و آن حکمِ ترا بردل زند  
 نیست عالمِ جزبستانِ چشم و گوش  
 در بیابانِ طلب دیوانہ شو!  
 چوں زمین و آسماں را طے کنی  
 از خدا ہفت آسماں دیگر طلب  
 این مہ و پرویں ہمہ میراثِ ماست!  
 بانگاہِ محرمے اورا نگر  
 اے ز خود گم اند کے بیباک شو!  
 گر تو کوئی این مکن آن کن کہند  
 اینکہ ہر فردائے اوسیس در چودوش!  
 یعنی ابراہیم این تبخانہ شو!  
 این جہانِ آن جہاں را طے کنی  
 صد زمان و صد مکان دیگر طلب

بے خود افتادن لبِ حجّے بہشت      بے نیاز از حربِ ضربِ خوبِ زشت  
گر نجاتِ ناسرِ اع از جستجوست      گورِ خوشتر از بہشتِ رنگِ بوست!

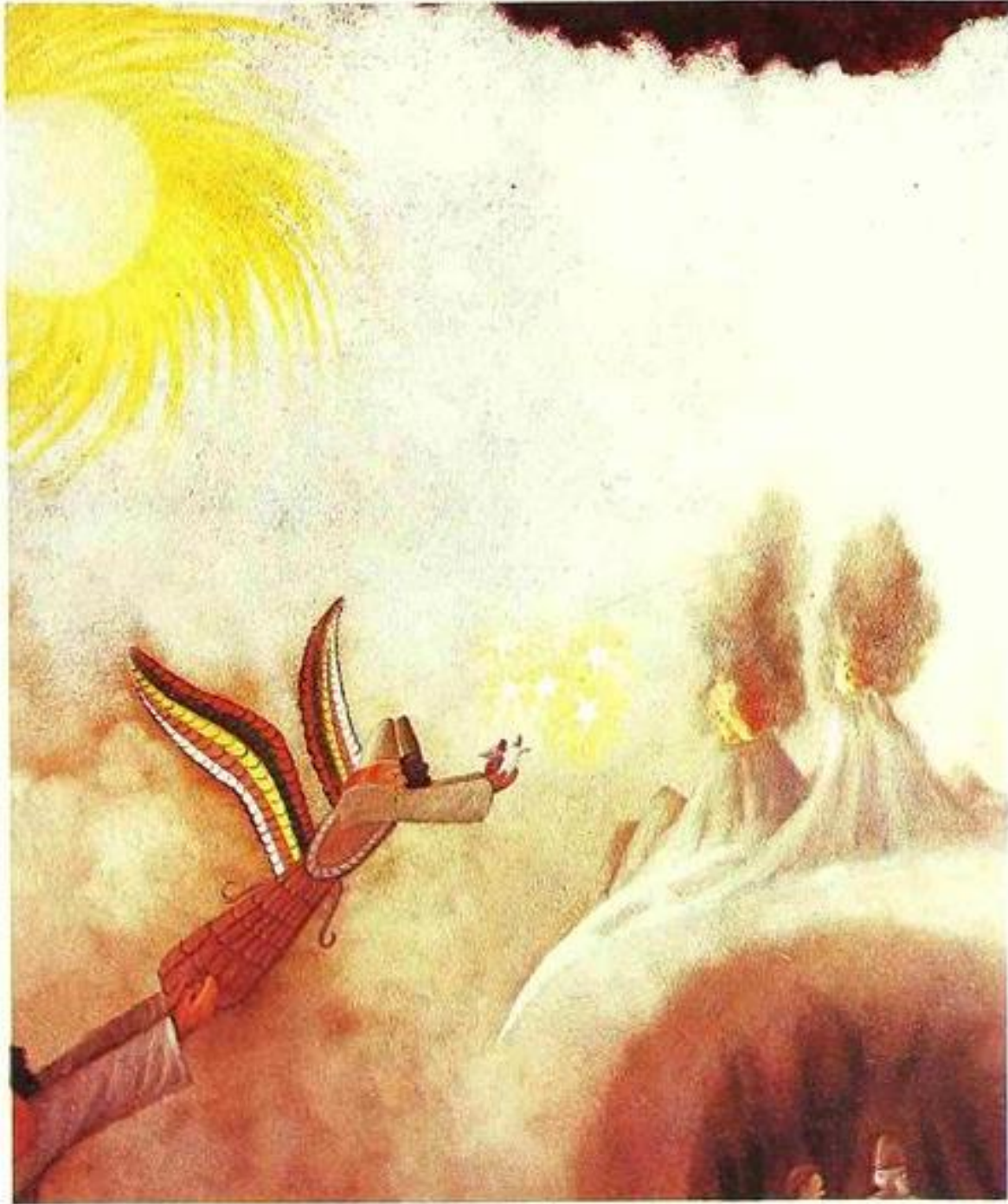
اے مسافر جاں بمیہ سرد از مقام

زندہ تر گردد ز پروازِ مدام!

ہم سفر با احتراں بودن خوش است      در سفر یک دم نیا سودن خوش است  
تا شدم اندر قضا ہا پے سپر      آنچه بالا بود زیر آمد نظر  
تیرہ خاکے بر تر از قندیلِ شب!      سایہ من بر سر من اے عجب!  
ہر زمان نزدیک تر نزدیک تر      تا نمایاں شد کہستانِ قمر  
گفت رومی از گمانہا پاک شو      خوگر رسم و رہِ افلاک شو  
ماہ از ما دور و با ما آشناست      این نخستین منزل اندر راہِ ماست

دیرو زود روزگارش دیدنی است

خار ہائے کوہسارش دیدنی است



ماه از مادورو با آشناست این نخستین منزل اندر راه ماست

آں سکوت آں کوہسار ہولناک  
 اندروں پُرسوز و سپروں چاک چاک  
 صد جہل از خافطین و یلدرم  
 بردہانش دود و نار اندر شکم  
 از درویش سبزہ سر بر نزد  
 طائرے اندر فضائش پر نزد  
 ابرہا بے نم ہوا ہاتھ دستیز  
 با زمین مردہ اندر ستیز  
 عالمے فرسودہ بے رنگ و صوت  
 نے نشان زندگی دروے نہ موت!  
 نے بناش ریشہ نخل جیتا  
 نے بصلب روزگارش حادثا!

گرچہ ہست از دو دمان آفتاب

صبح و شام او زاید انقلاب!

گفت و می خیز و گامے پیش نہ  
 دولت بیدار از کف مدہ  
 باطنش از ظاہر او خوشتر است  
 در قفار او جہانے دیگر است!  
 ہرچہ پیش آید تر اے مرد ہوش  
 گیر اندر حلقہ ہائے چشم و گوش

خافطین و یلدرم - کوہہائے آتش نشانِ قمر - قفار - غار

چشم اگر بینا است ہر شے دیدنی است      در ترازوئے نگہ سنجیدنی است

ہر کج رومی برد آنجبارو      یک دودم از غیبر او بر گمانہ نشو

دست من آہستہ سوئے خود کشید

تندرخت بر سر غارے رسید

عارف ہندی کہہ بیگے از غارے قمر جلوت

گرفتہ و اہل ہند اور اہماں دوست می گویند

من چو کوران دست بردوش رفیق      پانہ سوم اندران غار عمیق

ماہ را از نطلمت شس دل داغ داغ      اندر و خورشید محتاج چراغ!

دہم و شک بر من شہینوں بخت بند      عقل و ہوشم را بدار او بخت بند!

راہ فرستم رہزناں اندر کمیں      دل تہی از لذت صدق و یقین!



من چو کوران دست بردوش رفیق  
پانهدم اندران غار عمیق

تا نگہ را جلوہ باشد بے حجاب  
 وادھی ہر سنگِ اوتار بند  
 از سرشت آبِ خاک است این مقام  
 در ہوائے او چو مے ذوق و سرو  
 نے زمیںش را سپر لاجورد  
 نور در بندِ ظلام آنجا بنود  
 زیرِ نخلے عارف ہند نہی ثاد  
 مٹوے بر سر بستہ و عریاں بدن  
 آدمے از آب و گل بالاتر سے  
 وقت اور اگر روشنی ایام نے  
 گفت بارو می کہ ہمراہ تو کیست؟  
 صبح روشن بے طبع آفتاب!  
 دیوسار از نخلہائے سر بلند  
 یا خیالِ نفثش بند در منام!  
 سایہ از تقبیلِ خاش عین نور  
 نے کنارش از شفقا سرخ و زرد  
 دو دروین صبح و شام آنجا بنود  
 دیدہ ہا از سرمہ اش روشن سواد  
 گرد او مائے سفید سے حلقہ زن!  
 عالم از دیر خیاالش پیکرے!  
 کار او با سپرخ نیلی و نام نے  
 در نگاہش آرزوئے زندگی است!

## رُومی

مردے اندر جستجو آوارہ  
ثابتے بافطرت سیارہ!

پختہ ترکارش زخامی ہائے او  
من شہیدِ ناتمامی ہائے او

شیشہ خود را بگردوں بستہ طاق  
فکرش از جبریل می خواہد صد اقا!

چوں عقاب افتد بصیدِ ماہ و مہر  
گرم رواندِ طوافِ نہ سپہر

حرف با اہل زمین رندانہ گفت  
حور و جنت را بت و بتخانہ گفت

شعلہ با در موجِ دودش دیدہ ام  
کبریا اندر سجودش دیدہ ام!

ہر زماں از شوق می نالد چونال  
می کشد اورا فراق و ہم وصال!

من ندانم چیست در آب و گلش

من ندانم از مقام و منزلش!



## جہاں دوست

عالم از رنگ است و بے رنگی است حق  
 چیست عالم؟ چیست آدم؟ چیست حق؟

## رُومی

آدمی شیره حق شمشیر زن      عالم این شمشیر را سنگِ فن!  
 شرق حق را دید و عالم را ندید      غرب در عالم خزید، از حق مرید  
 چشم بر حق باز کردن بندگی است      خویش را بے پروہ دیدن زندگی است!  
 بندہ چون از زندگی گیرد برات      ہم خدا آن بندہ را گوید صلوات!

ہر کہ از تفتدیر خویش آگاہ نیست

خاک او با سوزِ جاں ہمراہ نیست!

## جہاں دوست

بروجد و بر عدم پچھپیدہ است  
 کار ما افلاکیاں جزوید نیست  
 دوش دیدم بر سر از قشمرود  
 از نگاہش فوق دیدارے چکید  
 گفتمش از محسراں رازے پیش  
 از جہاں زہرہ بگدختی؟  
 گفت "ہنگام طلوع خاور است  
 لعلہا از سنگ رہ آید بروں  
 رتخیزے در کنارش دیدہ ام  
 مشرق این اسرار کم دیدہ است  
 جانم از فروائے او نوید نیست!  
 ز آسماں افروشتہ آمد فرود  
 جز بسوئے خاکدان مانید  
 تو چہ مینی اندر آں خاکِ خموش؟  
 دل بہ چاہ و بابے انداختی؟  
 آفتاب تازہ اورا در بر است  
 یوسف ان اوزچہ آید بروں!  
 لرزہ اندر کوہسارش دیدہ ام

قشمرود نام کوہ ہے از کوہستان قمر

رخت بند از مفتاحم آذری تا شود خود گرز ترک بست گری

اے خوش آں تو کے کہ جان او نپید از گل خود خویش را باز آفرید!

عرشیاں را صبح عید آں ساعتے

چوں شود بیدار چشم ملتے!

پیر ہندی اند کے دم در کشید باز در من دید و بے تابانہ دید

گفت مرگ عقل؟ گفتم ترک فکر گفت مرگ قلب؟ گفتم ترک ذکر

گفت تن؟ گفتم کہ زاد از گز درہ گفت جاں؟ گفتم کہ رمز لا الہ

گفت آدم؟ گفتم از اسرار اوست گفت عالم؟ گفتم او خود رو بہرست

گفت این علم و ہنر؟ گفتم کہ پوست گفت حجت چیت؟ گفتم روئے دوست

گفت دین عامیاں؟ گفتم شنید گفت دین عارفاں؟ گفتم کہ دید

از کلام لذت جانس فرود

نکتہ ہائے دل نشیں بر من کشود

# نُتائِخُن اَز عَارِفِ ہِنْدِی

(۱)

ذاتِ حق را نیست این عالمِ حجاب  
غوطہ را حایل نگردد نقشِ آب!

(۲)

زادن اندر عالمے دیگر خوش است  
تا شبابِ دیگرے آید بدست!

(۳)

حق درائے مرگ و عینِ زندگی است  
بندہ چوں میرد نمی داند کہ چسپیت!

۳۹  
گرچہ ما مرغانِ بے بال و پریم  
از خدا در علمِ مرگِ فسزوں تریم!

(۴)

وقتِ شیرینیِ بزہرا میختر  
رحمتِ عالمی بقہرا میختر!  
خالی از قہرش نہ بسینی شہر و شہنت  
رحمتِ ادا اینکہ کوئی درگذشت!

(۵)

کافر می مرگ است اے روشن نہاد  
کے سز د با مردہ غازی اہم ادا!  
مرد مومن زندہ و با خود جنگ  
بر خود افتد ہموچو براہو پلنگ!

۲۰

(۶)

کافر بیدار دل پیش صنم  
به زویندارے که خفت اندر حرم!

(۷)

چشم کورست اینکے بسیندنا صواب  
ہیچکے شب انہ بسیند آفتاب!

(۸)

صحبت گل دانہ را سازد درخت  
آدمی از صحبت گل تیرہ بخت!  
دانہ از گل می پذیرد پیچ و تاب  
تا کند رسید شعاع آفتاب!

۴۱  
(۹)

من گل گفتم بگو اے سینہ خاک  
چوں بگیرم رنگ بے بواز باد و خاک؟  
گفت گل اے ہونہم در رفتہ ہوش  
چوں پیایم گیری از برقِ خموش؟  
جاں بتن مار از جذب این آں  
جذب تو پیدا و جذب ما نہاں!

## جلوہ سروش

مرد عارف گفت گور اور بہت  
مستِ خجہ دگر دید و از عالم گست!  
ذوق و مشوق اور از دست اور بُوَد  
در وجود آمد ز رنگِ شہود  
با حضورش ذرہ ہا مانندِ طوَر  
بے حضور او نہ نور و نہ ظہور!

نازنینے در طلسم آں شبے ۲۲  
 سنبلستان دوز لفتش تا کر  
 غرق اندر جلموہ مستانہ  
 پیش او گردندہ فانوس خیال  
 اندراں فانوس پیکر رنگ رنگ  
 من بہ رومی گفتم اے دانائے راز  
 گفت این پیکر چو سیم تابناک  
 باز بے تابانہ از ذوق نمود  
 ہچو ما آوارہ و غربت نصیب  
 شان او جبریلی و ناشس سروش  
 غنچہ ما را کشود از شبنمش  
 زخمہ شاعر بسازد دل از وست  
 آں شبے بے کو کبے را کو کبے!  
 تاب گیر از طلعتش کوہ و کر  
 خوش سرود آں مست بے پیمانہ  
 ذوفنون مثل سپردیر سال  
 شکرہ بر کنج شک و بر آہو پلنگ!  
 بر رفیق کم نظیر کج شائے راز  
 زاد در اندیشہ یزدان پاک!  
 در شبستان وجود آمد فرود  
 تو غریبی من غریبم او غریب!  
 می برد از ہوشش و می آرد ہوش  
 مردہ آتش زندہ از سوزدش  
 چاکہا در پردہ محمل از وست



۲۳  
دیدہ ام در نغمہ او عالی  
آتشے گیر از نوائے او دے!

## نوائے سروش

ترسم کہ تو مے رانی ز ورق بسراب اندر  
زادی بجباب اندر میری بجباب اندر!  
چوں سُرْمَه رازی را از دیدہ فرو شستم  
تقدیر اعم دیدم پنہاں بکتاب اندر!  
برکشت و خیا باں پیچ، بر کوہ و بیاباں پیچ  
برقے کہ بخود پیچد میر و بسباب اندر!  
با مغربیاں بودم پر حُجُبتَم و کم دیدم  
مردے کہ مفا تاش ناید بسباب اندر!

۴۴  
 بے درجہ انگیری آن قرب میسر نیست  
 گلشن بگریباں کش اے بو بگلاب اندر  
 اے زاہدِ ظاہر ہیں گیرم کہ خودی فانی است  
 لیکن تو نہ می بینی طوفاں بہ حساب اندر  
 ایں صوتِ لاویزے از زخمہ مطرب نیست  
 مہجورِ جنساں حورے نالہ بہ رباب اندر

حرکت بہ وادی بر غمیب کہ ملائکہ

اورا وادی طواسین می نامند

رومی آن عشق و محبت را دلیل      نشہ کا ماں را کلاش سبیل

’بو بگلاب اندر‘ تلخیص بہ مصرع مشہور غزل صوفیہ ’’ اودرسن ومن در او چون بو بگلاب اندر‘‘

گفت آں شعرے کہ آتش اندرو  
اصل او از گرمی البدن ہوست!

آں نوا گلشن کند خاشاک را  
آں نوا بر ہم زند افلاک را

آں نوا بر حق گواہی می دهد  
با فقیراں پادشاهی می دهد!

خون از و اندر بدن سیارتر  
قلب از روح الامیں بیدارتر

اے بیباک شاعر کہ از سحر ہنر  
رہزن قلب است و ملبیس نظر!

شاعر ہندی! خدایش یار باد  
جان او بے لذت گفتار باد

عشق را خنیب گری آموختہ  
با خلیلاں آذری آموختہ!

حرف او چا ویدہ و بے سوز و درد  
مرد خوانند اہل درد اورانہ مرد

ز اں نوائے خوش کہ نشناسد مقام  
خوشتر آں حرفے کہ گوئی در منام

فطرت شاعر سراپا جستجوست  
خالق و پروردگار آرزوست!

شاعر اندر سینہ تلت چودل  
تلتے بے شاعرے انبار گل!

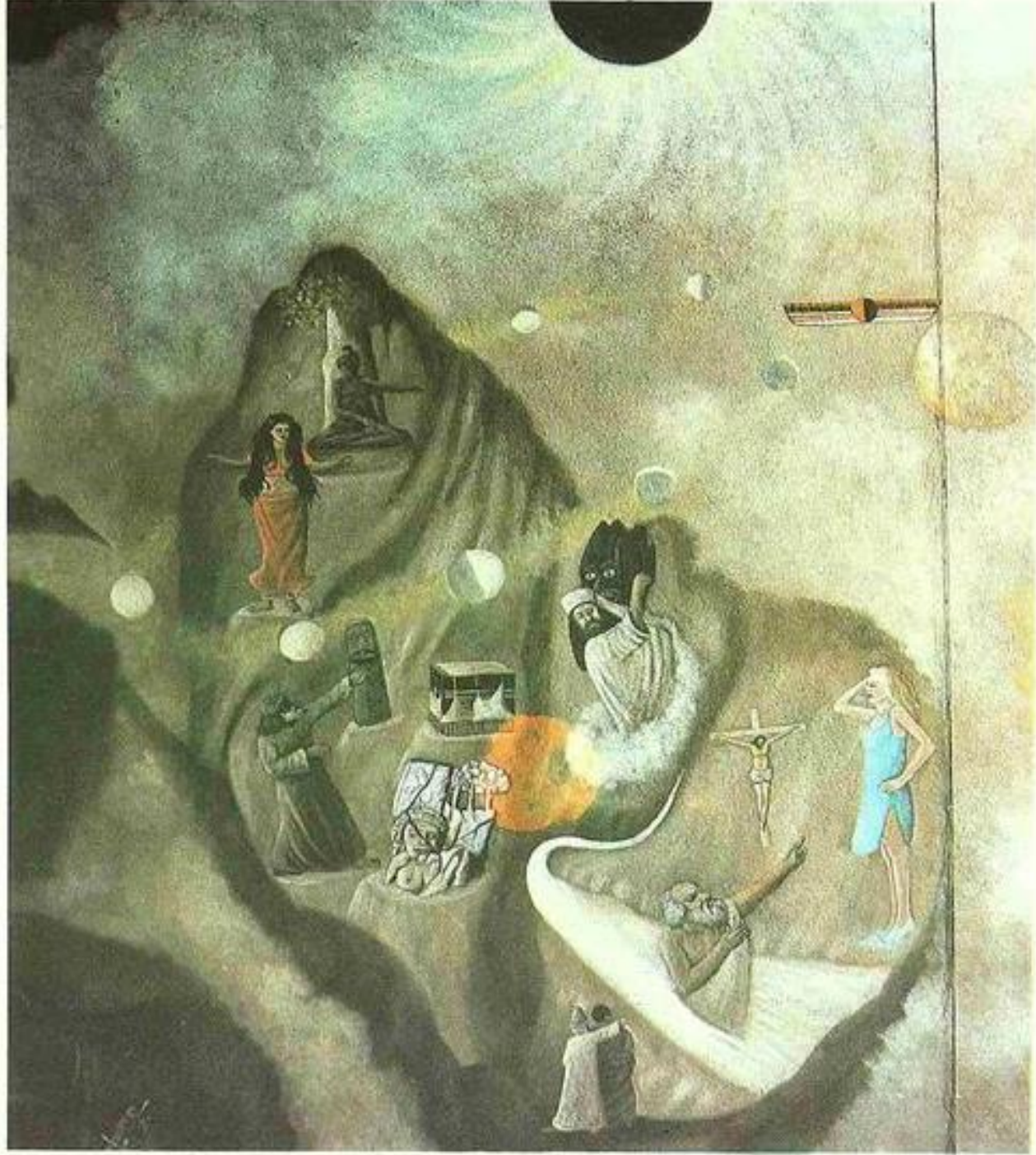
سوز و مستی نقش بند عالمے است  
شاعری بے سوز و مستی ماتمے است!

شعرا مقصودا اگر آدم گری است

شاعری ہم وارثِ پیغمبری است

گفتم از پیغمبری ہم بازگوے	ستر او بامرِ محمد مرم بازگوے
گفت "اقوام و ملل آیاتِ است	عصر ہائے مازِ مخلوقاتِ است
از دم او ناطق آمدنگِ خشت	ماہمہ مانندِ حاصل او چو کشت!
پاک سازد استخوان و ریشہ را	بالِ جبریلے دہد اندیشہ را
ہائے و ہوائے اندرونِ کائنات	از لبِ او نجم و نور و نازعات
افتابش از وائے نیستیت	منکر اور امکائے نیستیت
رحمتِ حقِ صحبتِ حسرا او	قہرِ یزدانِ ضربتِ کرا او
گرچہ باشی عقلِ کل از وے مرم	ز آنکہ او بیسندتن و جاں را ہم
تیز تر نہ پا براہِ یرغمنید	تا بہ سینی آنچہ می بالست دید

نجم و نور و نازعات - اسمائے سورہ ہائے قرآن



کنده بردیوارے از سنگِ قمر  
چارطاسین نبوت رانگر،

۴۷  
کنذہ بردیوارے از سنگِ قمر  
چار طاسین نبوت را نگر،

شوقِ راہِ خویش داند بے دلیل      شوقِ پروازے بسالِ جبریل!  
شوقِ را راہِ دراز آمد دو گام      این مسافر خستہ گرد از مقام  
پازدم ستانہ سوئے غنید      تا بلند رہائے او آمد پدید  
من چہ گویم از شکوہ آن مقام      ہفت کوب در طوافِ اودام  
فرشیاں از نور اور روشن ضمیر      عرشیاں از سرمہ خاکش نصیر  
حق مرا چشم و دل و گفتار داد      جستجوئے عالم اسرار داد

پردہ را برگیرم از اسرارِ کل  
باتو گویم از طواسینِ رسل

سنگِ قمر - قسمے از سنگِ سفید

# طاسین کو تم

## توبہ آوردن زین رفاصہ عشوہ فروش گو تم

مٹے دیرینہ و معشوق جوان چیزے نیست

پیش صاحب نظران حور جناب چیزے نیست!

ہرچہ از محکم و پائیندہ شناسی، گذرد

کوہ و صحرا و بروج و کراں چیزے نیست!

دانش مغربیاں فلسفہ مشرقیاں

ہمہ بیت خانہ و درطوف بناں چیزے نیست

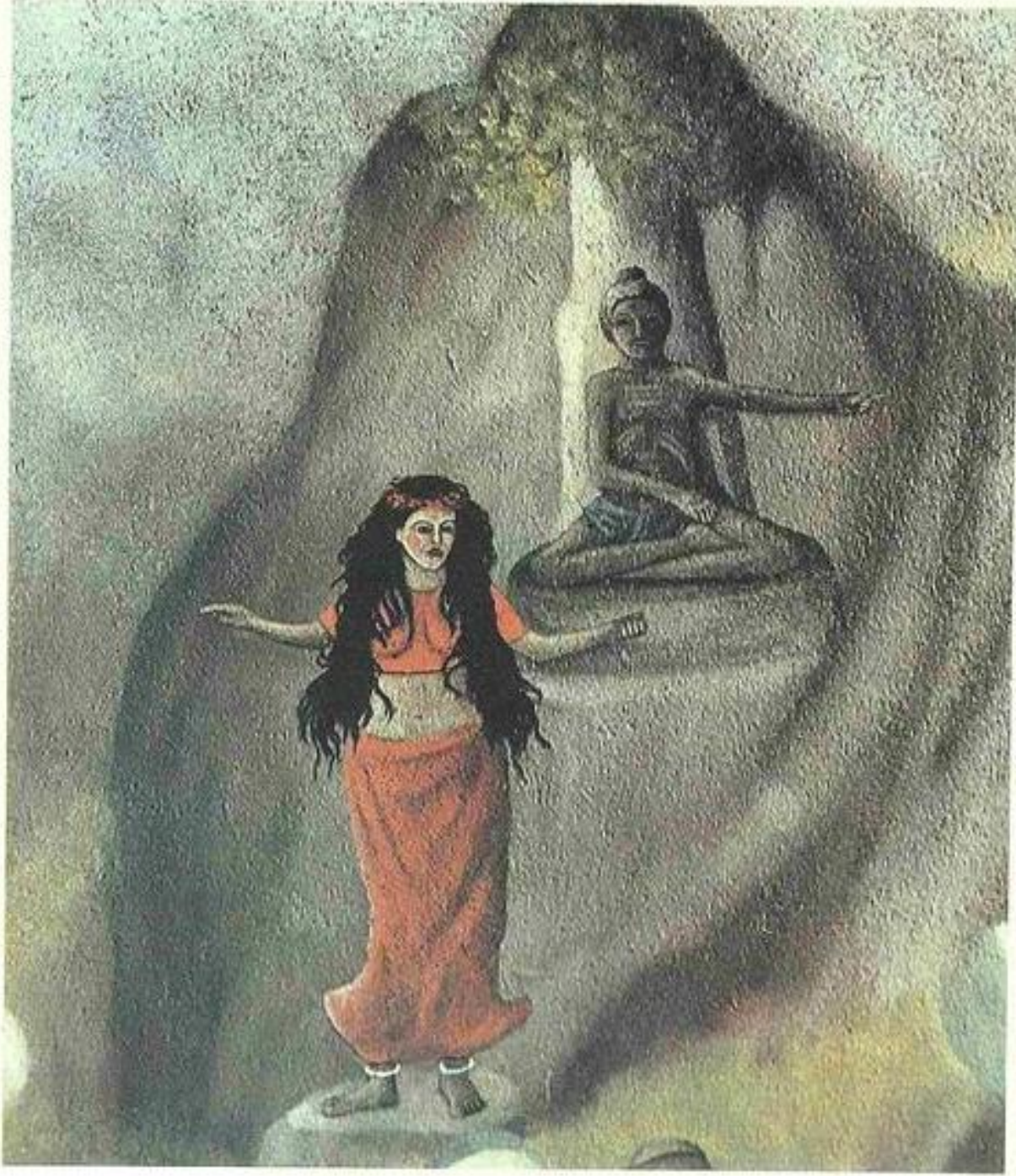
از خود اندیش و ازیں بادیہ ترساں گذر  
 کہ تو ہستی و وجود دو جہاں چیزے نیست  
 در طریقے کہ بنوکبِ مژہ کا ویدم من  
 منزل و قافلہ و ریگے ان چیزے نیست!  
 بگذر از غیب کہ این وہم و گماں چیزے نیست  
 در جہاں بودن و رستن نہ جہاں، چیزے ہست  
 آں ہشتے کہ خدائے تو بخشد ہمہ بیج  
 تا جزائے عمل تست جہاں، چیزے ہست!  
 راحتِ جہاں طلبی؟ راحتِ جہاں چیزے نیست  
 در غم ہم نفساں اشکِ رواں، چیزے ہست  
 چشمِ مخمور و نگاہِ غلط انداز و سرود  
 ہمہ خوب است لے خوشتر از ان چیزے ہست



حسنِ رخسارِ دے ہست و دے دیگر نیت  
حسنِ کردار و خیالاتِ خوشال چیزے ہست!

## رقاصہ

فرصتِ کشمکشِ مدہ این دلِ بے قرار را  
یک دوشکن زیادہ کن گیسوئے تابدار را  
از تو درونِ سینہ ام برقِ تجلی کہ من  
بامہ و مہر دادہ ام تلخی انتظار را  
ذوقِ حضور در جہاں رسمِ صنم گرمی نہاد  
عشقِ فریب می دہد جان امیدوار را!  
تا بفرایغِ خاطرے نغمہ تازہ ز نم  
باز بہ مرغزارِ وہ طائرِ مرغزار را



فرصتِ کشمکشِ مدہ این دلِ بے قرار را  
یک دوشکن زیادہ کن گیسوئے تابدار را

طبع بلند دادہ، بند زپائے من کشائے

تا بہ پلاس تو دہم خلعت شہر یار را

نیشہ اگر بہ سنگ نہ دایں چہ مقام گفتگو است؟

عشق بدوش می کشد این ہمہ کو ہزار را!

## طاسین زرتشت

### آزمایش کردن اہرمن زرتشت را

#### اہرمن

از تو مارا فرودیں مانند دے

نقش خود رنگیں زخونم کردہ

از تو مخلوقات من نالال چوئے

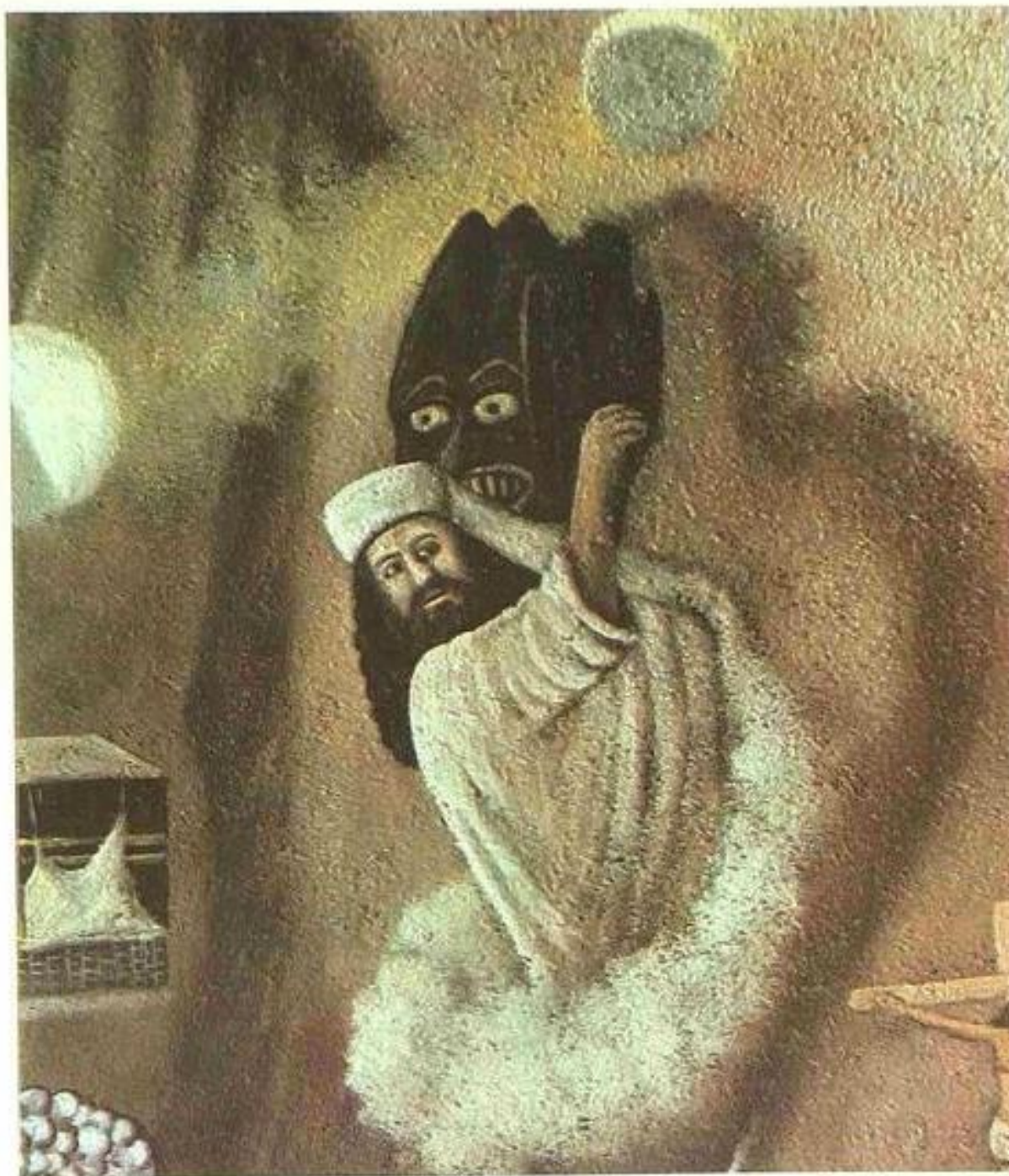
در جہاں خوار و زبونم کردہ

زندہ حق از جلوہ سینائے تست

مرگ من اندرید بیضائے تست!

بمیکہ بر میثاق یزدان ابلہی است	بر مردش راه رفتن گم رہی است
زہر باد در بادہ کلف ام اوست	ازہ و کرم و صلیب انعام اوست!
جز دعا ما نوح تدبیرے نہ داشت	حرف آں بیچارہ تاثیرے نہ داشت!
شہر را بگذار و در خاکے نشین	ہم خیل نوریاں صحبت گزین
از نگاہے کمپا کن خاک را	از مناجاتے بسوز افلاک را
در کتال چوں کلیم آوارہ شو	نیم سوز آتش نظر آوارہ شو
لیکن از سنجیب سری باید گذشت	از چنیں ملاگری باید گذشت!
کس میان ناکساں ناکس شود	فطرش گر شعلہ باشد خس شود
تا نبوت از ولایت کمتر است	عشق را پیغمبری درد سراسر است!

ازہ، کرم، صلیب، تلیمحات، قصص، سنجیب سراں



تانبوت از ولایت کتر است      عشق را پیغمبری درد سر است!

خیز و در کاشائے وحدت نشین  
ترکِ جلوت گوے و در خلوت نشین!

## زندگیت

نور دریائے است ظلمت ساحلش ہم چو من سیلے نزا و اندر دلش  
اندر و نم موجہائے بہتیراہ سیل راجز غارت ساحل چہ کا؟  
نقشِ بیرنگے کہ اور اکس ندید جز بخون اہرمن نتواں کشید!  
خوشین را و نمودن زندگی است  
ضربِ خود را آزمودن زندگی است!

از بلا ما پختہ تر گرد خودی تا خدا را پرده در گرد خودی  
مرد حق میں بسزجی خود را ندید لالہ می گفت درخوں می پسید!  
عشق را درخوں تمپین آبروست ارہ و چوب و رسن عیدین است!

در رہ حق ہر چہ پیش آید نکوست

مرجا نامہ را نہایت دوست !

جلوہ حق چشم من تنہا نحو است	حسن را بے انجمن دیدن خطاست
چیت خلوت بہ رد و سوز و آرزوست	انجمن دیدارست خلوت جستجو است
عشق در خلوت کلیم الہی است	چون جلوت می خرامد شاہی است !
خلوت و جلوت کمال سوز و سائ	ہر دو حالات و مقامات نیاز
چیت آں بہ بگذشتن از دیرو کینشت	چیت آں بہ تنہا نہ رفتن در ہشت !
گر چہ اندر خلوت و جلوت خداست	خلوت آغاز است و جلوت انتہاست
گفتہ پیغمبری در در سراسر است	عشق چوں کمال شود آدم گراست !

راہ حق با کارواں رفتن خوش است

ہمچو جاں اندر جہاں رفتن خوش است !

# طالین مسیح

## رویائے حکیم طالسٹائی

وادی بے طارو بے شاخ و برگ!	در میان کوہسارِ مہفت مرگ
آفتاب اندر فضائش تشنہ میرا	تابِ مہ از دو دگر داو چو تیسر
خمِ نجم مانند جوئے کمکشاں	رودِ سیما باندراں وادی وال
تند سیر و موجِ موج و پیچ پیچ	پیش او پست و بلندِ راہِ پیچ
باہزاراں نالہ ہائے بے اثر!	غرق در سیما بمر دے تا کر
تشنہ و آب بے بحبِ زسیما بنے!	قسمتِ او ابرو باد و آب نے

طالسٹائی۔ نام حکیم و صلح روسیہ



برکراں دیدم ز نے نازک تنے  
 چشم او صد کارواں رارہ ہرنے  
 کافر می آموز پسران کنشت  
 از گناہش ز رشت خوب و خوب رشت  
 گفتش تو کیتی نام تو چیست؟  
 این سراپا ناله و سر یاد کیست؟  
 گفت در چشم منون سامری است  
 نامم افزنگین و کارم ساحری است!  
 ناگماں آں جوئے سمیں رخ بست  
 استخوان آں جواں در تن شکست  
 بانگ ندائے برقت دیر من  
 وائے بر سر یاد بے تاثیر من!  
 گفت افزنگین "اگر داری نظر  
 اندکے اعمال خود را ہم نگر  
 پور مریم آں چراغ کائنات  
 نور او اندر جہات بے جہات!  
 آں فلاطوس آں صلیب آں روئے زرد  
 زیر گردوں تو چہ کردی او چہ کرد!  
 اے بجان لذت ایماں حرام  
 اے پرستار بتان سیم خام

قیمت روح القدس شناختی

تن خریدی نقد جاں در باختی!

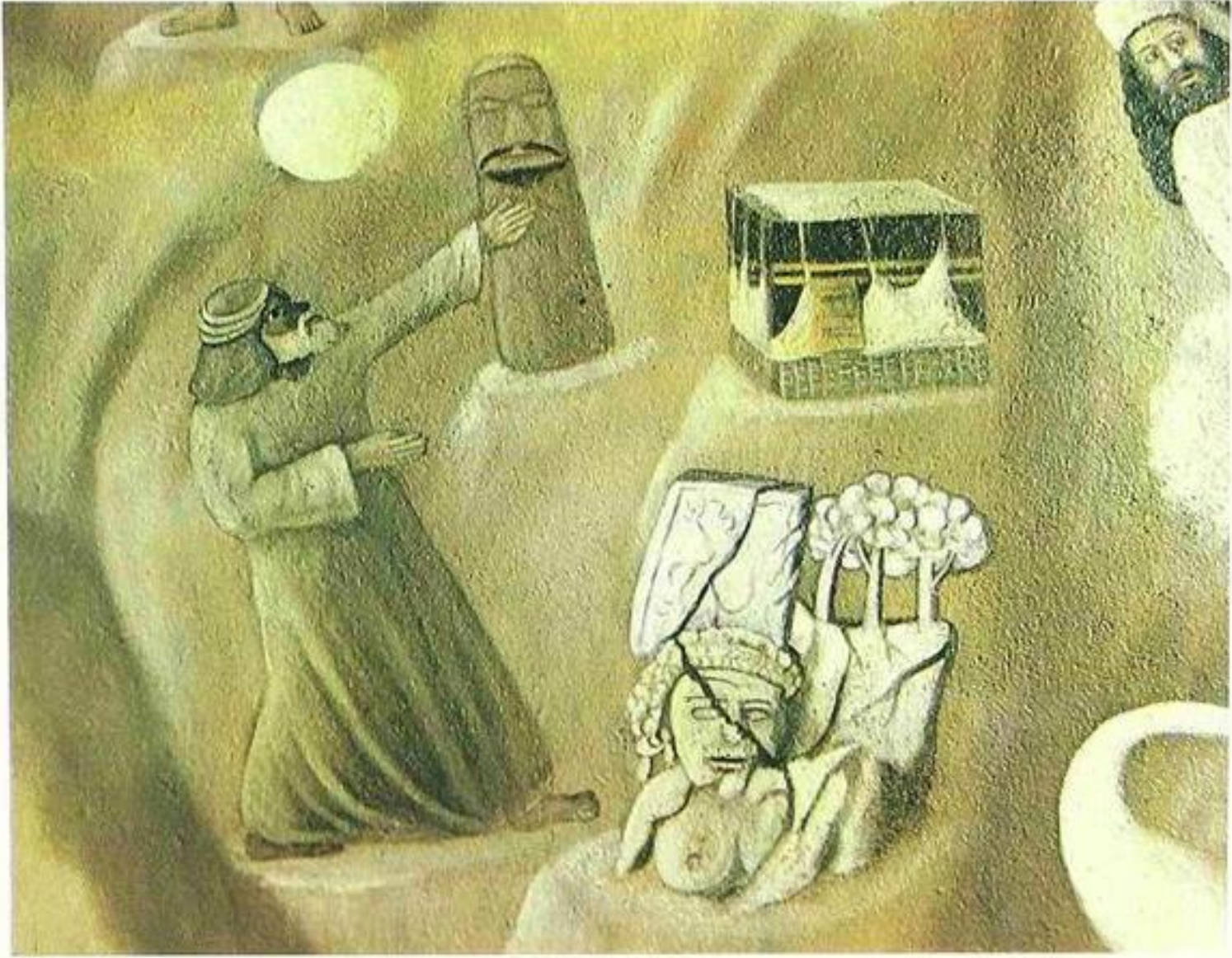
طغنه آں نازنینِ جلوہ مست      آں جواں را نشتر اندر دل شکست  
 گفت اے گندم نمائے جو فروش      از تو شیخ و برہمن ملت فروش!  
 عقل و دین از کافر بیائے تو خوار      عشق از سوداگر بیائے تو خوار!  
 مہر تو آزار و آزارِ نہال      کین تو مرگ است و مرگِ ناگہاں!  
 صحبتے با آب و گل و رزیدہ      بندہ را از پیشِ حقِ درویدہ  
 حکمتے کو عفتدہ اشیا کثاد      با تو غیر از من کہ چنگیزی نداد  
 داند آں مردے کہ صاحبِ جہت ہے      جرم تو از جرم من سنگیس تراست  
 از دم اورفتہ جاں آمد بن      از تو جاں را دخمہ می گردد بدن  
 آنچه ما کردیم با تا سوتِ او      ملتِ او کرد بالا ہوسِ او

مرگ تو اہلِ جہاں از زندگی است  
 باش! تا بسنی کہ انجامِ تو چہیت!

# طایسن محمد

## نوحہ روح ابوہبل در عرم کعبہ

سینہ ما از محمد داغ داغ!	از دم او کعبہ را گل شد چران!
از ہلاک قیصر و کسراے سرود	نوجوانان را زدست ما ربود
ساحر و اندر کلاش ساحری است	این و صرف لاله خود کافری است
تا بساط دین آبا در نور	با خداوندان ما کرد آنچه کرد!
پاش پاش از ضربتیش لات و منات	انتقام از وی بگیر ای کائنات!
دل بغائب بست از حاضر گسست	نقش حاضر انسون او شکست
دیدہ بر غائب فرو بستن خطاست	آنچه اندر دیدی ناپید کجاست!



سینه ما از محمد داغ داغ! از دم او کعبه را گل شد چرانغ!

پیشِ غائبِ سجدہ بردنِ کوری است ۵۹  
دینِ نو کور است و کوریِ دوری است

خم شدن پیشِ خدائے بے جہتا!

بندہ را ذوقے نہ بخشد این صلوات!

از قریش منکر از فضلِ عرب!	مذہبِ اوقاطع ملک و نسب
با غلامِ خویش بر یک خمِ ان نشست!	دُرنگاہِ او یکے بالا و پست
با کلفتِ ان حبش در ساختہ	قدرِ اسرارِ عرب نشناختہ
آبروئے دو دمانے رنجیتند!	احمرال با سوداں آمیختند
خوب می دانم کہ سلمانِ مزدکی است	این مساوات این مواخاتِ اعجمی است
رستخیزے بر عرب آورده است!	ابن عبد اللہ فریبش خورده است
از دور کعتِ چشمِ شاں بے نور گشت	عسرتِ ہاشم ز خود مہجور گشت
گنگِ گفتارِ سبانی کجاست	اعجمی را اصلِ عدنانی کجاست

کلفت - فریب و بدگل - سلمان - حضرت سلمان فارسی - عدنان - جدِ عرب - بجان - سیکے از نصیبانِ عرب

چشمِ خاصانِ عربِ گردیدہ کو ۶۰  
برینائی اے زہیر از خاکِ گور؛

اے تو مارا اندریں صحرا دلیل

بشکن افسونِ نوائے حبِ سبیل!

بازگو اے سنگِ اسود بازگوے  
آنچہ دیدیم از محمد بازگوے

اے سہل اے بندہ را پوششِ پذیر  
خانہ خود را ز بے کیشاں بگیر

گلدے شاں را بجرگاں کن سبیل  
تلخ کن خرمائے شاں را برخیل!

صرصرے وہ باہوائے باد یہ  
انہم اَعْجَازُ نَحْلِ حَاوِيَةٍ

اے منات اے لات ازین منزل مرو  
گزر منزل می روی از دل مرو

اے ترا اندر دو چشمِ ما و شاق

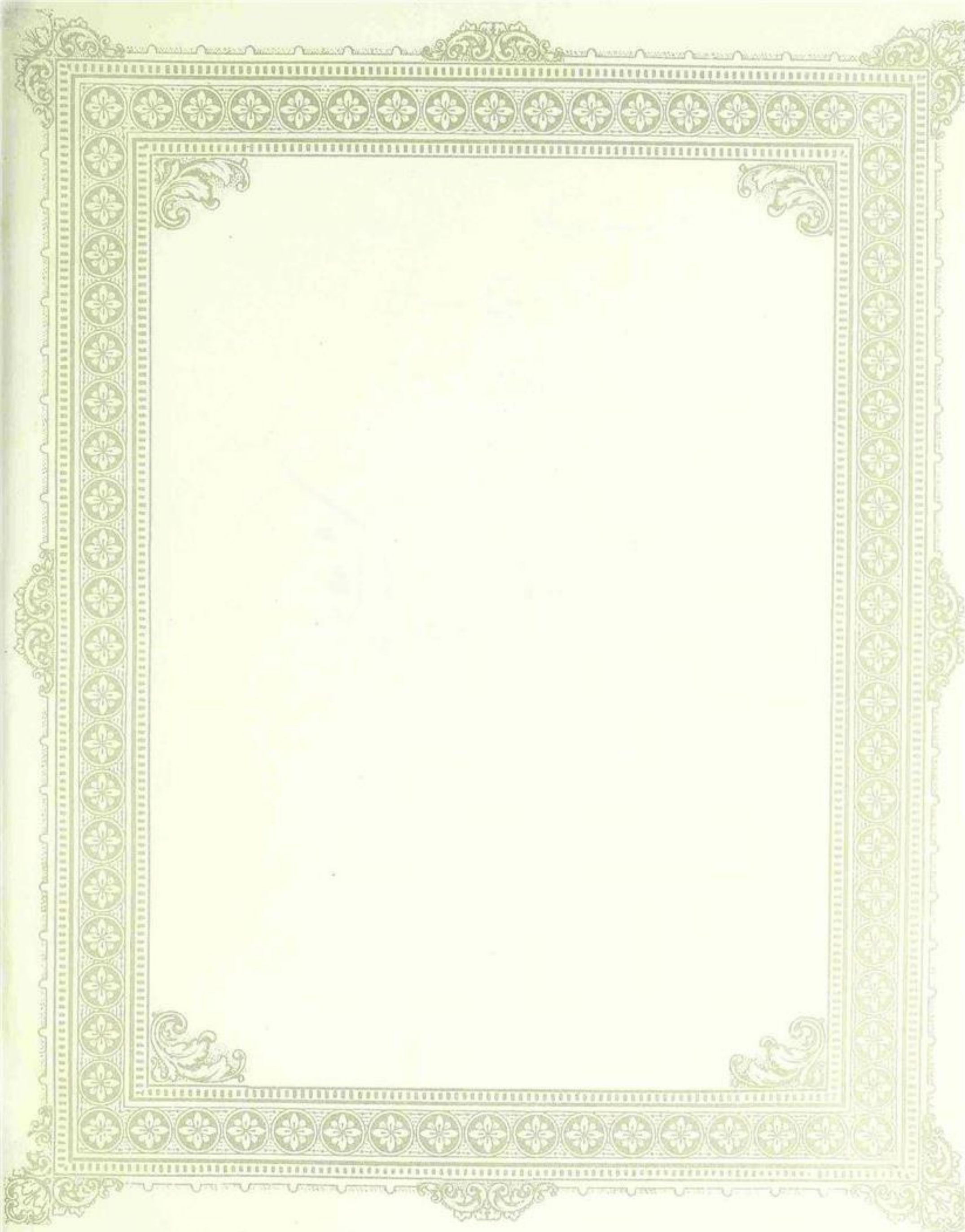
مہلتے ان کنت از مَعْتِ الْفِرَاقِ

زہیر۔ شاعر مشہور عرب

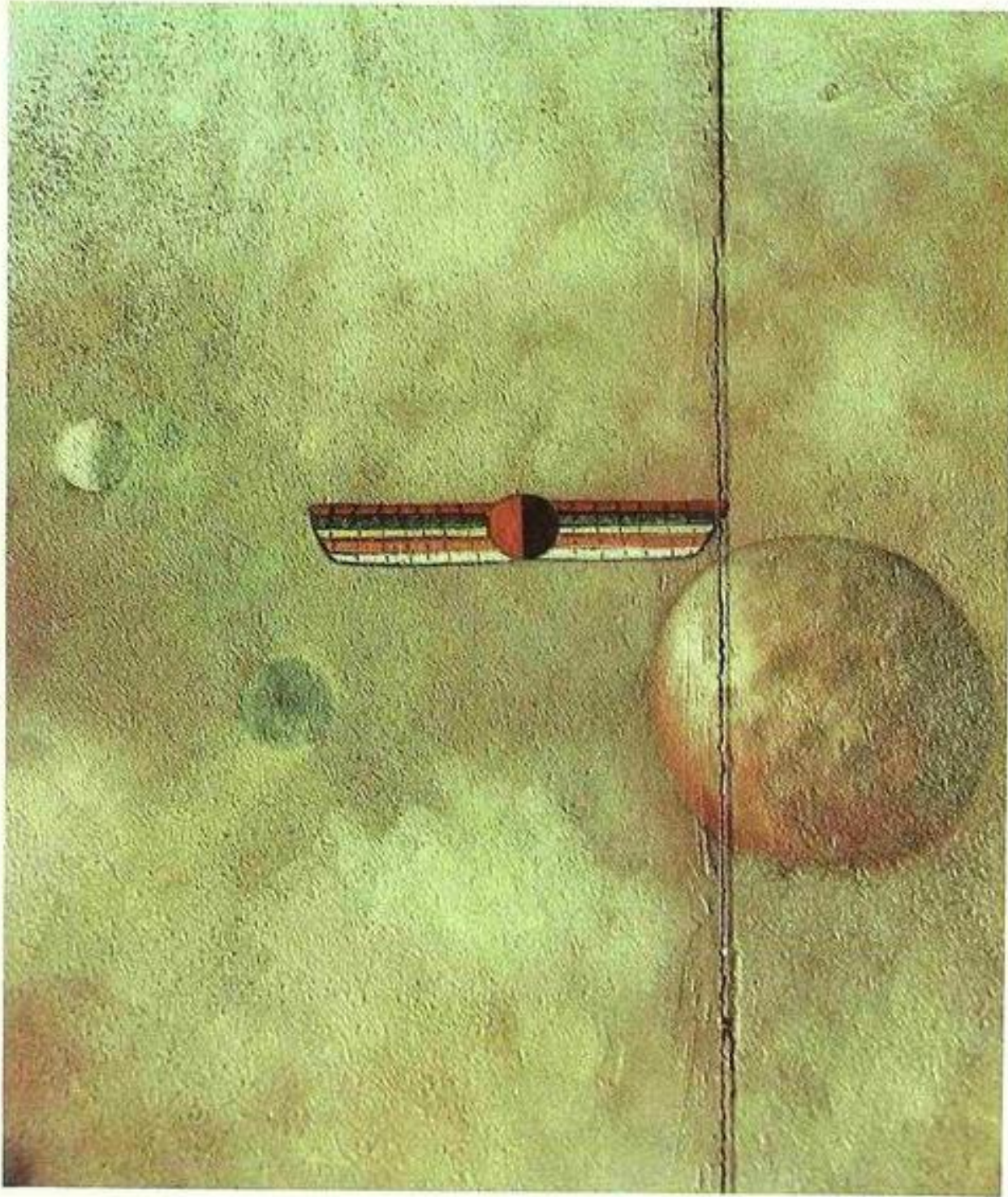
انہم اَعْجَازُ نَحْلِ حَاوِيَةٍ

ان کنت از مَعْتِ الْفِرَاقِ۔ پارہ از شعر امر القیس یعنی مہلتے بدہ اگر قصدِ جدائی کردہ

# فلك عطارد







گفت رومی "این مهت ام اولیا  
آشنا این خاکدراں با خاکِ مهت

# زیارتِ ارواحِ جمالِ الدین

## افغانی و سعیدِ حلیم پاشا

مشت خاک کے کارِ خود را بردہ پیش      در تماشاے تجلی ہائے خویش!

یا من افتادم بدام ہست بود      یا بدام من اسیر آمد وجود!

اندریں نیلی تنق چاک از من است؟      من ز افلاکم کہ افلاک از من است؟

یا ضمیرم را فلک زبر گرفت      یا ضمیر من فلک را در گرفت!

اندرون است این کہ بیرون است چہیت؟      آنچہ می بیند نگہ چون ہست چہیت؟

پرزخم بر آسمانے دیگرے      پیش خود بسنم تہانے دیگرے

عالے باکوہ و دشت و بحر و بر      عالے از خاکِ مادیرینہ تر

عالے از ابر کے بالیدہ      دست برد آدے ناویدہ

نقشہ انابستہ بر لوح وجود

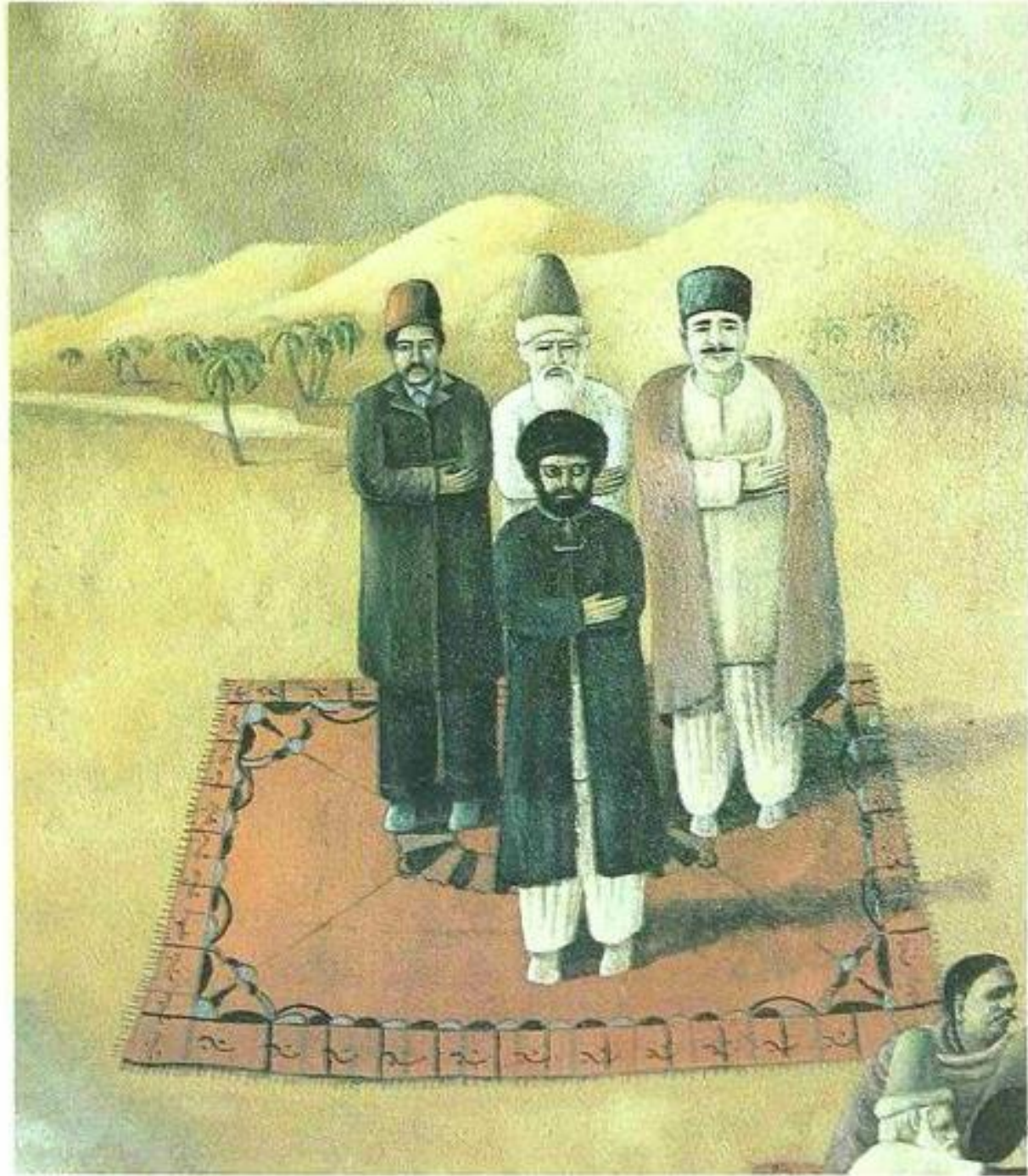
خردہ گیر فطرت آنجا کس نبویا

من بہ رومی گفتم این صحرا خوش است	در کستان شورش دریا خوش است
می نیایم از حیات این جانثا	از کجا می آید آواز اذان؟
گفت رومی "این مقام اولیا	آشنا این خاکدان با خاک ہست
بوالبشر چون سخت از فردوس است	یک دوروزے اندرین عالم نشست
این فضا ہا سوز آہش دیدہ است	نالہ ہائے صبحگاہش دیدہ است
زائران این مقام ارجمند	پاک مرداں از مقامات بلند
پاک مرداں چون فضیل و بوسعید	عارفاں مثل حبسید و بایزید

خیز تا ما را من از آید بدست

یک ددم سوز و گداز آید بدست

رفتم و دیدم دو مرد اندر قیام      مقتدی تا تار و افغانی امام



زَنَمِ وَدِيدِم دَوْمَرْدَانْدَرَقِيَامِ      مَقْتَدِي تَاتَارِ وَافغانِي امام

پیر رومی ہر زمان اندر حضور  
 طلعتش بر تافت از ذوق و سوز  
 گفت "مشرق زین دو کس بہتر نژاد  
 ناخن شاں عقدہ ہائے ماکشاد  
 سید السادات مولانا جمال  
 زندہ از گفتار او سنگ و سفال  
 ترک سالار آں حلیم در دامنہ  
 فکر او مثل مقام او بلند  
 با چنین مرواں دو رکعت طاعت است  
 ورنہ آں کائے کہ مزدش جنت است"

قرات آں پیردے سخت کوش  
 سورہ والنجم و آں دشت خموش  
 قرأتے کروئے خلیل آید بوجد  
 روح پاک حب سبیل آید بوجد  
 دل از درد سینہ گردد ناصبوس  
 شور الا اللہ خیر نزد از قبورا  
 اضطراب شعلہ بخشد دودرا  
 سوز و مستی می دہد داؤدرا

آشکارا ہر غیاب از قرائت  
 بے حجاب ام الكتاب از قرائت

من ز جابر خاستم بعد از نماز دست او بوسیدم از راه نیان  
گفت رومی "ذره گر دوں نور و! در دل او یک جهان سوز و درد و!  
چشم جز بر خویش تن بکشاده دل بکس ناداده آزاده

تند سیر اندر فرا خائے وجود  
من ز شوخی گویم اورا زنده رود

## افغانی

زنده رود! از خاکدانِ ما بگوے از زمین و آسمانِ ما بگوے  
خاکی و چوں قدسیاں روشن بصر! از مسلماناں بدہ ما را خبر!

## زنده رود

در ضمیر ملت گیتی شکن دیدہ ام آویزش دین و وطن!

روحِ درتنِ مُردہ از ضعفِ نفسِ  
 نامید از قوتِ دینِ بس  
 ترکِ ایرانِ عربِ مستِ فزنگ  
 ہر کے را در گلو شستِ فزنگ  
 مشرق از سلطانی مغربِ خراب  
 اشتراک از دینِ ملتِ بردہ تاب!

## افغانی

### دین و وطن

لُردِ مغربِ آن سراپا مکر و فن  
 اہلِ دینِ را دادِ تعالیمِ وطن  
 او بکرمِ مرکز و تو در فناء  
 بگذر از شام و فلسطین و عراق  
 تو اگر داری تمیزِ خوب و زشت  
 دل نہ بندی با کلونج و سنگ و خشت  
 چیتِ دینِ برخاستنِ از روئے خاک  
 تاز خود آگاہ گرد د جانِ پاک!  
 می گنجید آنکہ گفت اللہ ہو  
 در حد و دایں نظامِ چار سُو  
 پر گہ از خاک و بر خیزد ز خاک  
 حیف اگر در خاک می در جانِ پاک!

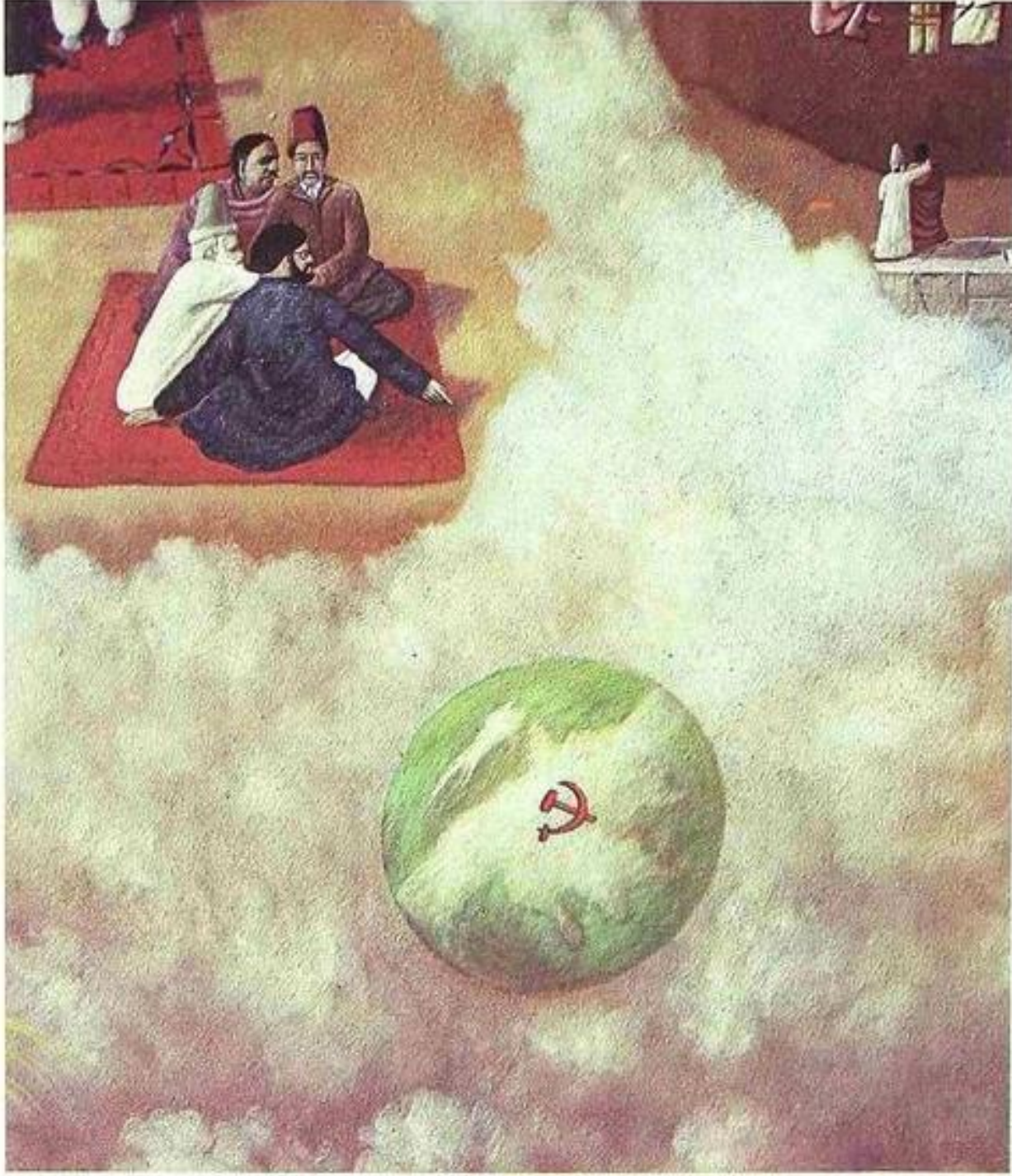
گر چہ آدم بر دمید از آب و گل  
 رنگ نم چوں گل کشید از آب و گل  
 حیف اگر در آب و گل غلطدم  
 حیف اگر بر تر نپزد زین مفتام!  
 گفت تن در شو بنجا کبہ کند  
 گفت جاں پہنائے عالم را نگر!  
 جاں ننگند در جہات اے شہوند  
 مردِ حُر بیگانہ از ہر قید و بند

حُر ز خاک تیرہ آید در غروش

زانکہ از بازاں نیاید کارِ موش!

اں کفِ خاک کے نامیدی وطن  
 این کہ گوئی مصر و ایران و یمن  
 با وطن اہل وطن را نسبت است  
 زانکہ از خاکش طلوع ملتے است  
 اندرین نسبت اگر داری نظر  
 نکتہ بیسی ز موبار یک تر  
 گر چہ از مشرق بر آید آفتاب  
 با تجلی ٹائے شوخ و بے حجاب  
 در تب و تاب است از سوزِ دروں  
 تاز قیدِ مشرق و غرب آید بروں  
 برود از مشرقِ خود جلوہ مست  
 تا ہمہ آفاق را آرد بدست!





زندہ رود! از خاکدانِ ما بگوے      از زمین و آسمانِ ما بگوے

فطرتش از مشرق و مغرب بری است  
گر چه او از روئے نسبت خاوری است!

## اشتراک و ملوکیت

صاحب سرمایہ از نسلِ خلیل	یعنی آلِ سمنپیرِ بے جبرئیل
ز آنکہ حق در باطلِ او مضمر است	'قلبِ او مومن و غمش کافر است'
غریباں گم کرده اند افلاکِ ا	در شکمِ جویند جانِ پاکِ ا!
رنگِ دُبو از تنِ بگمرد جانِ پاک	جز نین کاسے ندارد اشتراک
دینِ آلِ سمنپیرِ حق ناشناس	بر مساواتِ شکم دارد اساس

تا اخوت را مقام اندر دل است

نیخ او در دل نہ در آب و گل است!

صاحب سرمایہ - کارل مارکس مصنف کتاب سرمایہ کہ اصول اشتراک ادر این کتاب بی وضع کرده

ہم ملوکیت بدن رات سہی است  
 سینہ بے نور اور از دل تھی است!  
 مثل زنبورے کہ بر گل می چسبند  
 برگ را بگذار دو شمشادش برد  
 شاخ و برگ و رنگ و بوئے گل ہما  
 برجالش نالہ ربیل ہما  
 از طلسم و رنگ و بوئے او گذر  
 تزک صورت گوے و درستی

مرگ باطن گرچہ دیدن مشکل است

گل مخواں اورا کہ در معنی گل است!

ہر دور اجاں ناصبور و ناشکیب  
 ہر دوریزواں ناشناس آدم فریب!  
 زندگی این را خروج آں را خراج  
 در میان این دو سنگ آدم زجاج!  
 این بعلم و دین و فن آرد شکست  
 آں بردجاں از تن ناں از دست  
 غرق دیدم ہر دور اورا در آب و گل  
 ہر دور اتن روشن و تاریک دل!

زندگانی سوختن با سختن

در گلے تخم دے انداختن!

# سعید حلیم پاشا

## شرق و غرب

غربیاں را زیر کی سازِ حیات	شرقیان! عشق را ز کائنات
زیر کی از عشق گرد حق شناس	کارِ عشق از زیر کی محکم اساس
عشق چوں با زیر کی مہر شود	نقش بندِ عالم دیگر شود
خیز و نقشِ عالم دیگر بند	عشق را با زیر کی آمیزند
شعلہ افروغی سِلم خورده آیت	چشمِ شان صاحبِ نظر دل مرده آیت!
زخمها خوردند از شمشیرِ خویش	بسمِ افتادند چوں نخنخِ خویش!
سوز و مستی را مجواز تا کِ شان	عصرِ دیگر نیست در افلاکِ شان!

زندگی را سوز و ساز از نارتست

عالم نو آفرین کارتست!

مصطفیٰ کو از تجدیدی سرود

گفت نقشِ کهنه را باید زدود

نو نگردد کعبه را ز خستِ حیات

گر ز آفرنگ آیدش لات و منات

ترک آهنگ نو در چنگ نیست

تازه اش جز کهنه آفرنگ نیست

سینه اورادمی دیگر نبود

در ضمیرش عالمی دیگر نبود

لاجرم با عالم موجود ساخت

مثل موم از سوز این عالم گداخت

ظرفکیها در نهاد کائنات

نیست از تقلید تقویم حیات

زنده دل خلاق اعصار و دهور

جانش از تقلید گدرد بجز حضور

چون مسلمانان اگر داری جگر

در ضمیر خویش و در تیراں بگر

صد جهان تازه در آیات اوست

عصر با پیمیده در آفات اوست!

یک جهانش عصر حاضر ایں است

گیر اگر در سینه دل معنی رس است

بندۂ مومن تر آیتِ خداست ہر جہاں اندر بر او چوں قباست!

چوں کہن گرد و جہا نے در برش

می دہت سزاں جہا نے دگرش!

زندہ رود

ز ورقِ ما خاکیاں بے نا خدا

کس نداند عالمِ تراں کجاست!

افغانی

عالمے در سینہ ما گم ہنوز

عالمے بے آسپاز خون رنگ

عالمے پاک از سلاطین و عبید

عالمے رعنا کہ فیض یک نظر

عالمے در انتظارِ تم ہنوز

شام اور روشن تر از صبحِ فرنگ

چوں دل مومن کرانش نا پدید

تخم او افکنند در جانِ عمر!

لا يزال وواردا تشس نو بنو ۷۴ برگ وبارِ محماتش نو بنو  
باطن او از تغیر بے غمے ظاہر او انقلاب ہر دے

اندرون تست آل عالم نگر  
می دہم از محمات او خبر!

## محکات عالم قرآنی

### اخلافت آدم

در دو عالم ہر کجا آثار عشق  
سر عشق از عالم ارحام نیست  
کو کبے بشرق و غرب بے غروب  
حرف را تہی جاعل و تقدیر او  
ابن آدم سرے از اسرار عشق  
اوز سام و حام و روم و تمامیت  
در مدارش نے شمال و نے جنوب  
از زمین تا آسمان تفسیر او!  
مرگ و قبر و حشر و نشر احوال است  
نور و نار آل جہاں اعمال اوست

او امام و او صلوات و او حرم  
 خردہ خوردہ غیب او گرد و حضور  
 از وجودش اعتبار ممکنات  
 من چہ گویم از یم بے سائش  
 غرق اعصار و دہر اندر دوش  
 آنچہ در عالم گنج آدم است  
 آشکارا مہر و مہ از جلوتش  
 اعتدال او عیار ممکنات  
 نیست رہ جبریل را در خلوتش  
 غرق اعصار و دہر اندر دوش  
 آنچہ در عالم گنج آدم است  
 نیست رہ جبریل را در خلوتش

بتر از گردوں مہم آدم است

اصل تہذیب اجہتم آدم است

زندگی اے زندہ دل انی کہ صیت  
 مردوزن وابستہ یک دیگر اند  
 عشق یک بین رہنما شائے دوی است  
 کائنات شوق را صورت گراند  
 زن نگہ دارندہ نارحیات  
 فطرت اولوح اسرار حیات  
 آتش ما را بجان خود زند  
 جوہر او خاک را آدم کند



در ضمیرش ممکن است زندگی  
 از تب و تابش ثباتِ زندگی  
 شعله کز وے شررها در گسست  
 جان تن بے سوز او صورتِ نسبت  
 ابرج ما از ارجبت دیباے او  
 ماہمہ از نقش بند یہاے او!

حق ترا داد است اگر تابِ نظر

پاک شوقِ نسبتِ او را نگر

اے ز دینت عصر حاضر برده تاب  
 فاش گویم با تو اسرارِ حجاب  
 ذوقِ تخلیق آتشی اندر بدن  
 از فروغ او فروغِ انجمن!  
 ہر کہ بردارد ازیں آتش نصیب  
 سوز و سازِ خویش را گرد و رقیب  
 ہر زماں برفتش خود بندِ نظر  
 تا بگیرد لوح او نقشِ دگر  
 مصطفیٰ اندر صراحتِ خلوت گزید  
 مدتے جز خویش تن کس را ندید  
 نقش ما را در دل اور نختند  
 ملتے از خلوتش ایگختند  
 می توانی مسنک بریزدال شدن  
 منکر از شانِ نبی نتوان شدن

گرچہ داری جان روشن چون کلیم ، هست افکار تو بے خلوت عقیم!

از کم آمیسنی تخیل زنده تر

زنده تر جوینده تر یا بنده تر!

علم و ہم شوق از مقامات حیات

علم از تحقیق لذت می برد

صاحب تحقیق را جلوت عزیز

چشم موئے خواست دیدار وجود

لن ترانی نکتہ با دارد دقیق

ہر کجا بے پردہ آثار حیات

در نگر ہنگامہ آفاق را

ز حمت جلوت مدہ خبلاق را

حفظ ہر نقش آفرین از خلوت است

خاتم اور انگین از خلوت است

## ۲۔ حکومتِ الہی

بندۂ حق بے نیاز از ہر مقام	نہ غلام اور نہ او کس را غلام
بندۂ حق مردِ آزاد است و بس	ملک آئینش خدا داد است و بس
رسم و راہ و دین و آئینش ز حق	زشت خوب و تلخ و نوشینش ز حق
عقل خود میں غافل از ہبوطِ غیر	سود خود پسیند نہ بلیند سودِ غیر
وحی حق بسیندۂ سودِ ہم	درنگا ہش سود و بہبودِ ہم
عادل اندر صلح و ہم اندر مصافحہ	وصل و فصلش لایراعی لایخاف
غیر حق چوں ناہی و آمر شود	زور و برنا تو اوں ت ساہر شود

زیر گردوں آمری از قاہری است

آمری از اسوا اللہ کافری است

قاہر آمر کہ باشد سچتہ کار      از قوانین گرد خود بند حصاً

حجرہ شاہیں تیز چنگ و زود گیزا صنوہ رادر کار ماگیر دمشیر

قاہری را شرع و دستوے دہد بے بصیرت سرمہ باکورے دہدا

حاصل آئین و دستورِ ملوک؛

دہ خدایاں فریب و دستقان چو دوک!

واسے بردستورِ جمہورِ فرنگِ مروت تر شد مردہ از صورتِ فرنگ!

حقہ بازاں چوں سپہر گرد گرد از اہم بر تختہ خود چیدہ زرد!

شاطران این گنج و رآں بیخ بر ہر زمان اندر کمین یک دگر

فاش باید گفت سربلبراں مامتلع و این ہمہ سوداگراں!

دیدہ ہا بے نم ز حسیب سیم وزہ مادران را بار دوش آمد سپر

جائے بر قوے کہ از بیم شہر می بردنم را ز اندامِ شہر!

تا نیار دزختمہ از تاش سرود می کشد نا زادہ را اندر وجود!

گرچہ دارد شیوہ ہاے زنگ رنگ من بجز عبرت نجیم از فرنگ!

اے بقلیدش اسیر آزاد شو

دامنِ تیراں گمیر آزاد شو!

۳۔ ارضِ ملکِ خداست

سگدشتِ آدم اندر شرق و غرب	بہر خاکِ فتنہ ہائے حرب و ضرب!
یک عروس و شوہرِ او ماہمہ	آں فسوگم کہ بے ہمہ ہم باہمہ!
عشوہ ہائے او ہمہ مکرو فن است	نے ازان تو نہ ازان من است!
در ساز و باتو ایں سنگ و حجر	ایں ز اسبابِ حضرت تو در ہنرا!
اختلاطِ خفتہ و بیدارِ حسیت؟	ثابتے را کار باستیارِ حسیت؟
حق ز میں را جز متاعِ مانگفت	ایں متاع بے بہا مفت است
دہ خدا یا انکتہ از من پذیر	رزق و گور ازو بے بگیری اورا مگیر
صحبتش تا کے تو بود و او نبود	تو وجود و او نمود بے وجود
تو عقابی طائفِ افسلاک شو	بال و پر بکشتا و پاک از خاک شو

باطن الارض للذخاہر است

ہر کہ این ظاہر نہ بیند کافر است

من نگویم در گذر از کلخ و کوے	دولت تست این جہان رنگ و بوے
دانه دانه گوہر از خاکش بگیر	صید چوں شاہیں ز افلاکش بگیر
تیشہ خود را بھارش بزین	نویے از خود گیر و برناش بزین
از طریق آفری بیگانہ باش	بر مراد خود جہان تو تراش!
دل بزنگ و بویے و کلخ و کو مدہ	دل صحریم اوست جز با او مدہ!
مردن بے برگ و بے گور و کفن؟	گم شدن در تشرہ و فرزندوزن!
ہر کہ حرفے لا الہ از بر کند	علی را گم بخویش اندر کند

فقیر جمع و رقص و عریانی کجاست

فقیر سلطانی است ہیبانی کجاست

## ۴- حکمت خیر کثیر است

گفت حکمت را خدا خیر کثیر	هر کجا این خیر را بینی بگیر!
علم حرف و صوت را شهپر دهد	پاکی گوهر به نا گوهر دهد
علم را براوج افلاک است ره	تا ز چشم مهر بر کند دنگه
نسخه او نسخه تفسیر کُل	بسته تدبیر او تفسیر کُل
دشت را گوید جابے ده دهد	بحر را گوید سرابے ده دهد!
چشم او بر واردات کائنات	تابه بنید محکمت کائنات
دل اگر بند و به حق، پیغمبری است	ورز حق بیگانه گردد کافری است!
علم را بے سوز دل خوانی شر است	نور او تاریکی بحر و بر است
عالمے از غازه او کور و کبود	فرو دیش برگ ریز مهست و بود
بحر و دشت و کوہ سار و باغ و راغ	از بیم طیاره او داغ و داغ!

سینہ افزنگ راتکے از دست لذت شیخون ویلغاکے از دست

سیر و اثر و نئے دھم دایم را می برد سرمایہ اقوام را !

قوتش ابلیس رایا کے شود نور نار از صحبت ناکے شود

کشتن ابلیس کاکے مشکل است زانکہ او گم اندر اعماق دل است !

خوشتر آں باشد مسلمانش کئی کشتہ شمشیر قرآنش کئی

از جلال بے جمالے الاماں از فراق بے وصالے الاماں !

علم بے عشق است از طاغوتیاں علم باعشق است از لاهوتیاں !

بے محبت علم و حکمت مردہ عقل تیرے بر ہدف ناخوردہ

کور را بیستندہ از دیدار کن

بُولہب را حیدر کرار کن !

زندہ رود

محکمتش وانمودی از کتاب ہست آں عالم ہنوز اندر حجاب !



۸۴  
 پرده را از چهره نکشاید چپرا  
 از ضمیر با برون ناید چپرا  
 پیش مایک عالم فرسوده است  
 ملت اندر خاک او آسوده است  
 رفت سوز سینه تا تار و گرد  
 یا مسلمان مرویات سراں برودا

## سعید سلیم پاشا

دین حق از کافر می رسوا تراست  
 زانکه ملا مومن کافر گراست!  
 شبنیم مادر نگاه مایم است  
 از نگاه اویم ما شبنیم است!  
 از شکر فیہاے آں قرآن فروش  
 دیدہ ام روح الایں را در خروش!  
 زانسوئے گردوں دلش بیگانہ  
 نزد او ام الکتاب افسانہ  
 بے نصیب از حکمت دین نبی  
 آسمانش تیرہ از بے کو کبی!  
 کم نگاه و کور ذوق و ہرگز  
 ملت از قال و اقوالش فرودا  
 مکتب و ملا و اسرار کتاب  
 کور مادر زاد و نور آفتاب!

دینِ کافر نکر و ندبیر حید

دینِ ملائی سبیل اللہ فساد!

مردِ حق جانِ جهانِ چار سوے

آں بخلوت رفتہ را از من بگوے

اے ز افکارِ تو مومن را حیات

از لفسہائے تو ملت را ثبات

حفظِ قرآنِ عظیم آئینِ تست

صرفِ حق را افکاش گفتنِ دینِ تست

تو کلیمی چند باشی سرنگوں

دستِ خویش از آستین آور بروں

سرگذشتِ ملتِ بیضابگوے

باغزال از وسعتِ صحرا بگوے

فطرتِ تو مستنیر از مصطفیٰ است

باز گو آخر مفتاحِ ما کجاست؟

مردِ حق از کس بگیر درنگ و بو

مردِ حق از حق پذیر درنگ و بو

ہرزماں اندر تنش جانے دگر

ہرزماں اورا چو حق شانے دگر

رازِ ما با مردِ مومن باز گوے

شرحِ رمزِ کلِ یوم، باز گوے

۸۶  
جز عرم منزل ندارد کاروان  
غیر حق در دل ندارد کاروان

من نمی گویم که راهش دیگر است  
کاروان دیگر گاهش دیگر است!

## افغانی

از حدیث مصطفیٰ داری نصیب؟  
با تو گویم معنی این حرف بکر  
بهر آن مردی که صاحب جستجو است  
غربت دین هر زمان نوع دیگر  
دل بآیات مبسوس دیگر بند  
کس نمی داند ز اسرار کتاب  
روسیا نقش نوی انداختند  
دین حق اندر جهان آمد غریب!  
غربت دین نیست فقر اهل ذکر  
غربت دین ندرت آیات اوست  
نکته را در یاب اگر داری نظر  
تا بگیر می عصر نور اور کمند!  
شرقیاں هم غریباں در پیچ و تاب  
آب نان کردند و دین در باختند!

۸۷  
حق بہیں حق گوے وغیر از حق مجوے  
یک دو حرف از من باں ملت بجوے

## پیغامِ افغانی با ملتِ روسیہ

منزل و مقصود قرآن دیگر است  
رسم و آئین مسلمان دیگر است  
وردِ او آتشِ سوزندہ نیست  
مصطفیٰ در سینہ او زندہ نیست!  
بندۂ مومن ز قرآن بر نخورد  
در ایامِ او نہ مے دیدم نہ دُرد  
خود تسلیمِ قیصر و کسری شکست  
خود سر تختِ ملوکیت نشست!  
تا نہالِ سلطنت قوت گرفت  
دین او نقشِ از ملوکیت گرفت

از ملوکیت نگہ گردو دگر

عقل و ہوش در رسم و رہ گردو دگر!

تو کہ طرحِ دیگرے انداختی  
دل زدستور کہن پر داختی

ہچو ما اسلامیال اندبہاں <sup>۸۸</sup> قیصریت را شکستی استخوان  
 تا بر افروزی چراغی در ضمیر عبرتے از سرگذشتت با بگیر  
 پائے خود محکم گذار اندر نبرد گرد این لات و ہیل دیگر مگرد  
 ملتے می خواہد این دنیا تے پیر آنکہ باشد ہم بشیر و ہم نذیر!  
 باز می آئی سوے اقوام شرق بستہ ایام تو با ایام شرق  
 تو بجاں انگندہ سوزِ دگر در ضمیر تو شب و روزے دگر!  
 کہنہ شد افرنک را آئین دین سوے آن دیر کہن دیگر مہیں  
 کردہ کار خد او نداں تمام بگذر از لا جانبِ الا خرام  
 در گذر از لا اگر جویندہ تا رہ اثبات گیری زندہ

اے کہ می خواہی نظام عالمے

جستہ اور اساس محکمے؟

داستان کہنہ شستی باب باب فکر را روشن کن از اتم الکتاب

باسیہ فاماں یدِ بختِ کاکہ داد؟  
 درگذر از جلوہ ہائے رنگِ رنگ  
 گرز بکرِ غریباں باشی خیر  
 چیست رو باہی تلاش ساز و برگ  
 جز بقرآن ضیغی رو باہی است  
 فقرِ قرآن اختلاطِ ذکر و نکر  
 ذکر؛ ذوق و شوق را دادن ادب  
 خیزد ازوے شعلہ ہائے سینه سوز  
 مزدہ لاقیصر و کسری کہ داد؟  
 خویش را در یاب از ترکِ فرنگ!  
 رو بہی بگذار و شیری پیشہ گیر  
 شیر مولا جوید آزادی و مرگ،  
 فقرِ قرآن اصلِ شاہنشاہی است  
 فکر را کامل ندیدم جز بذر  
 کارِ جان است این نہ کارِ کام و لب  
 با مزاج تو نمی سازد ہنوز

اے شہیدِ شاہدِ رعناے فکر

با تو گویم از تجلی ہائے فکر

چیست قرآن؟ خواجہ را پیغامِ برگ  
 دستگیر بندہ بے ساز و برگ!  
 بیچ خیر از مردکِ زرکشِ مجو  
 لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا

از ربا آخر چه می زاید؟ فتن! کس نداند لذتِ قرضِ حسن!  
 از ربا جاں نیرہ دل چون خشت و سنگ آدمی در زندہ بے دندان و چنگ!  
 رزقِ خود را از زمین بردن روستا این متلع' بندہ و ملکِ خداست  
 بندہٴ مومن امیں، حق مالک است غیر حق ہر شے کہ بینی ہالک است  
 رایتِ حق از ملوک آمدنگوں قریہ ہا از دخلِ شاں خوار و زبوں

آب و نان ماست از یک مادہ

دودہٴ آدم کنفس" واحدہ

نقشِ تیراں تا درین عالم نشست نقشِ تھامے کاہن و پاپا شکست!  
 فاش گویم آنچه در دل مضمر است این کتابے نیست چیزے دیگر است!  
 چوں بجاں در رفت جاں دیگر شود جاں چو دیگر شد جہاں دیگر شود

مالک - تبلیغ بایہ شریفہ کل شئی ہالک الا وجہہ'

قریہ ہا از دخل الخ تبلیغ بایہ شریفہ ان الملوک اذا دخلوا الخ

کنفس واحدہ تبلیغ بایہ شریفہ ما خلقکم ولا بعثکم الخ

مثل حق پنهان و ہم پیدا است این زندہ و پایندہ و گویا است این  
اندرو تقدیر ہائے غرب و شرق سرعت اندیشہ پیدا کن چو برق  
با مسلمان گفت جاں بر کف بنہ ہر چہ از حاجت فزوں اری بدہ  
آفریدی شرع و آئینے دگر اند کے بانور قرآنش بگم

از ہم وزیر حیات آگہ شوی

ہم ز تقدیر حیات آگہ شوی

مخمل مابے مے و بے ساقی بہت ساز قرآن را نواہا باقی است  
زخمہ مابے اثر افتد اگر آسمان دارد ہزاراں زخمہ ور  
ذکر حق از امتاں آمد غنی از زمان و از مکاں آمد غنی!  
ذکر حق از ذکر ہر ذکر جداست احتیاج روم و شام اورا کجاست  
حق اگر از پیشش با بردارش پیش تو مے دیگرے بگذارش  
از مسلمان دیدہ ام تقلید و وطن ہر زماں جانم بلرز و در بدن!



۹۲  
ترسم از روزے کہ محرومش کنند  
آتش خود بر دل دیگر زنند!

## پیر رومی بہ زندہ رود می گوید کہ شعر ہے بیا

پیر رومی آں سراپا جذب و درد  
از دروں آہے جگر دوزے کشید  
آنکہ تیرش جز دل مرواں نُسفت  
دل بخوں مثل شفق باید زون  
جاں ز امید است چوں جئے روال  
باز در من دید و گفت "اے زندہ رو  
ناقہ ما خستہ و محمل گراں  
امتحان پاک مرواں از بلاست

ایں سخن دانم کہ با جانش چہ کرد  
اشک او ز نگین تر از خون شہید  
سوئے افغانی نگاہے کرد و گفت  
دست در فتر اکِ حق باید زون  
ترک امید است مرگ جاوداں  
باد و بیتے آتش افکن در وجود  
تلخ تر باید نواے سارباں!  
تشنگال راتشنہ تر کردن روست

درگذر مثل کلیم از رود نیل سوے آتش گام زن مثل خلیل!

نغمہ مردے کہ دارد بچے دوست

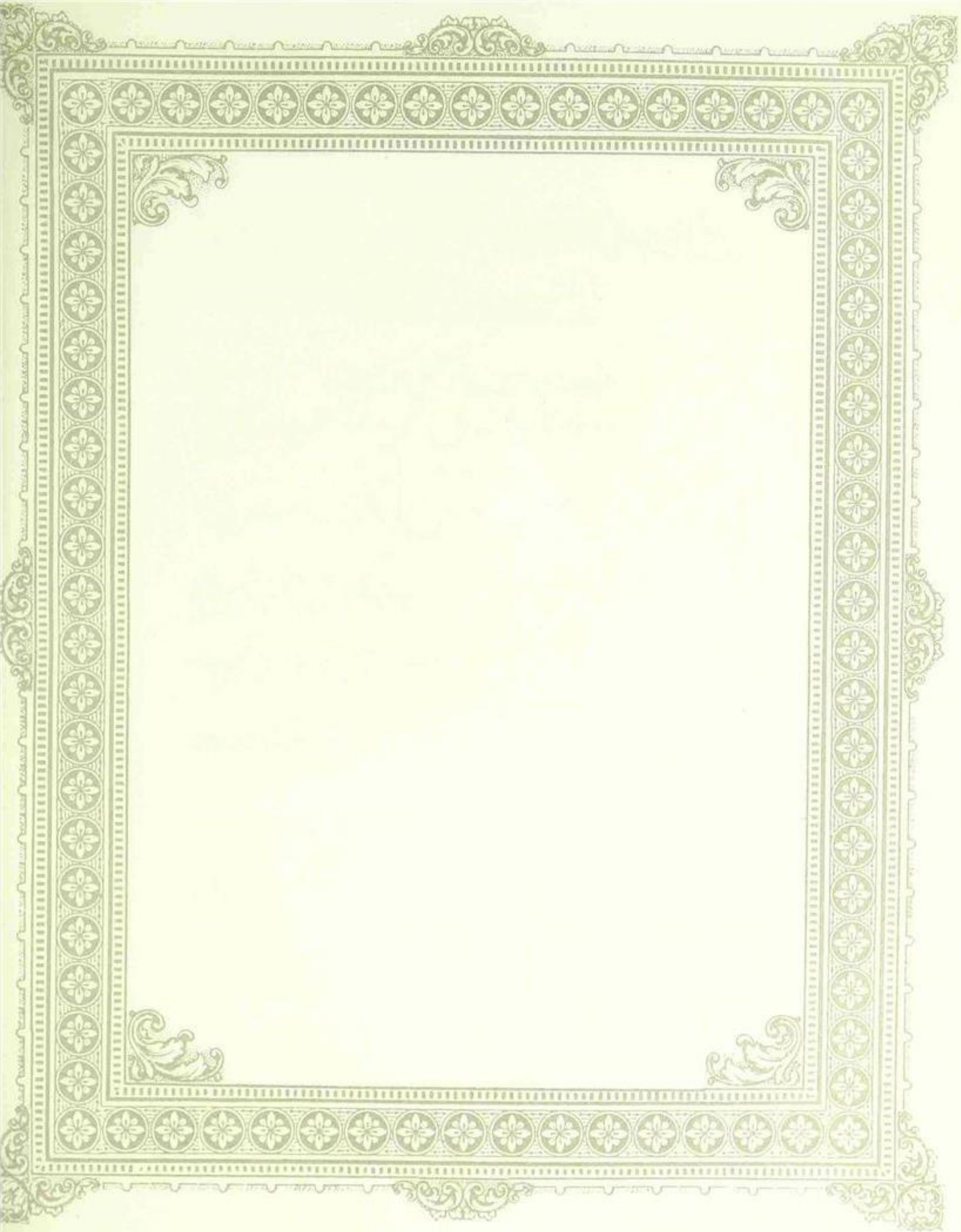
ملتے رامی بردتا کوے دوست!

## غزل زندہ رود

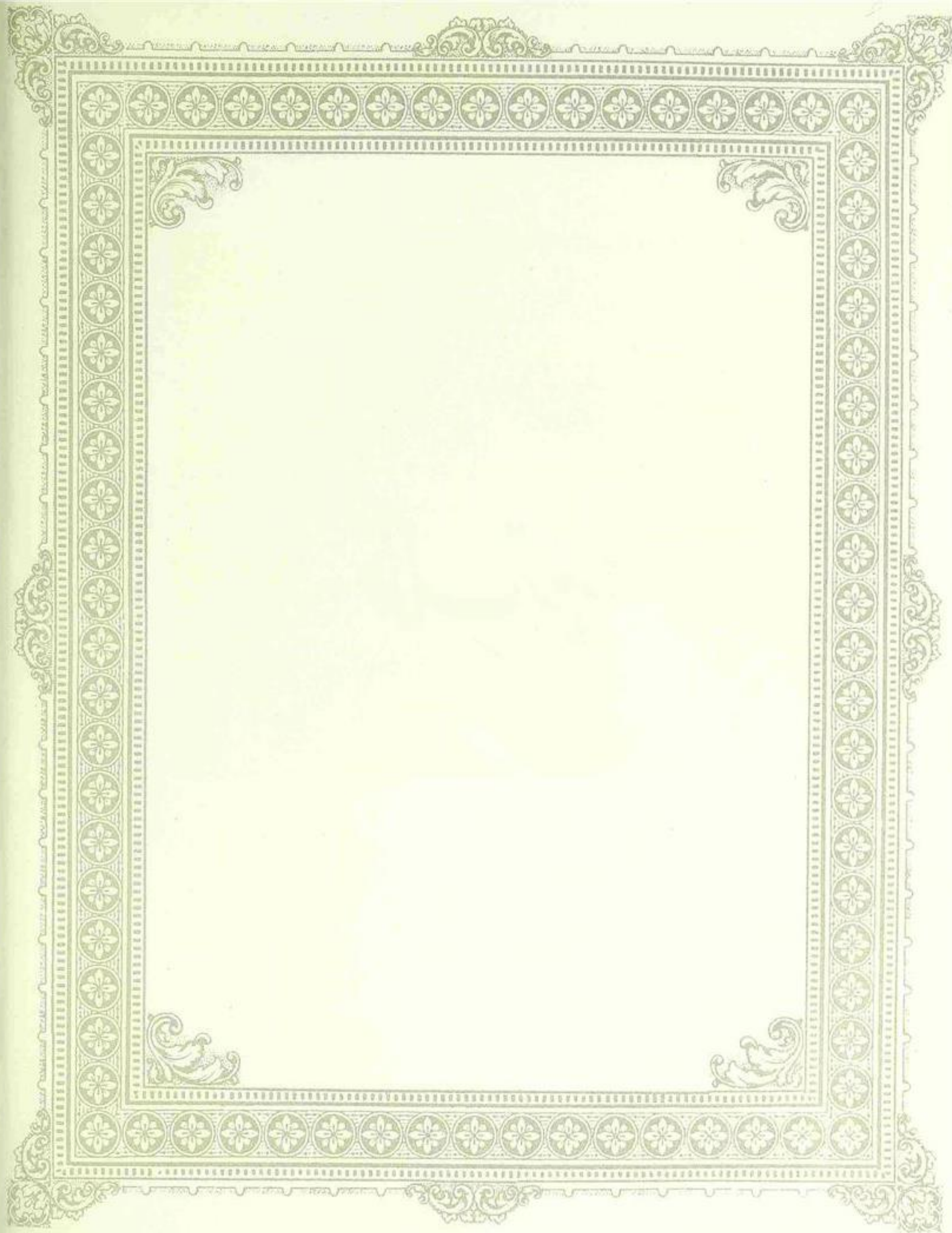
این گل دلالت تو کوئی کہ مقیم اندہمہ  
 راہ پیمیا صفت موج نسیم اندہمہ  
 معنی تازہ کہ جو نیم و نیا بیم کجاست  
 مسجد و مکتب می خانہ عقیق اندہمہ  
 حرفے از خوشن آموزد در آن حرف لبونہ  
 کہ دریں خالقہ بے سوز کلیم اندہمہ  
 از صفا کوشی این تکیہ نشیناں کم گوی  
 موے ژولیدہ و ناشتہ کلیم اندہمہ  
 چہ حرما کہ درون حرے ساختہ اند  
 اہل توحید یک اندیش و دو نیم اندہمہ

مشکل این نیست کہ بزم از سر نگامہ گذشت

مشکل این است کہ بے نقل و ندیم اند



# قلکِ زہرہ





عالمے از آب و خاک اور اقوام چوں حرم اندر غلافِ مشک فام

# فلکِ زہرہ

در میان ما و نورِ آفتاب  
 پیش ما صد پردہ را آنختند  
 تا ز کم سوزی شود دل سوز تر  
 از تبِ او در عسرو قِ لاله خوں  
 ہم چناں از خاک خیزد جانِ پاک  
 در رہِ او مرگ و حشر و حشر و مرگ  
 در فضاے صد پہرِ نیلگون  
 خود حریمِ خویش و ابراہیمِ خویش  
 از فضاے تو تو چندیں حجاب!  
 جلوہ ہائے آتشیں را پختند  
 سازگار آید شاخ و برگ و بر  
 آہجوا زرقص او سیلاب گوں  
 سوے بے سوئی گریزد جانِ پاک  
 جز تب و تابے ندارد ساز و برگ  
 غوطہ پیم خوردہ باز آید بروں  
 چوں ذیح الصدر تسلیم خویش!

پیش او نہ آسمان نہ خیر است      ضربتِ او از مقامِ حیدر است  
 این ستیز و مبدم پاکش کند      محکم و ستیاری و چالاکش کند!  
 می کند پرواز در پهنائے نور      نخلبش گیرندہ جب سیریل و حور!

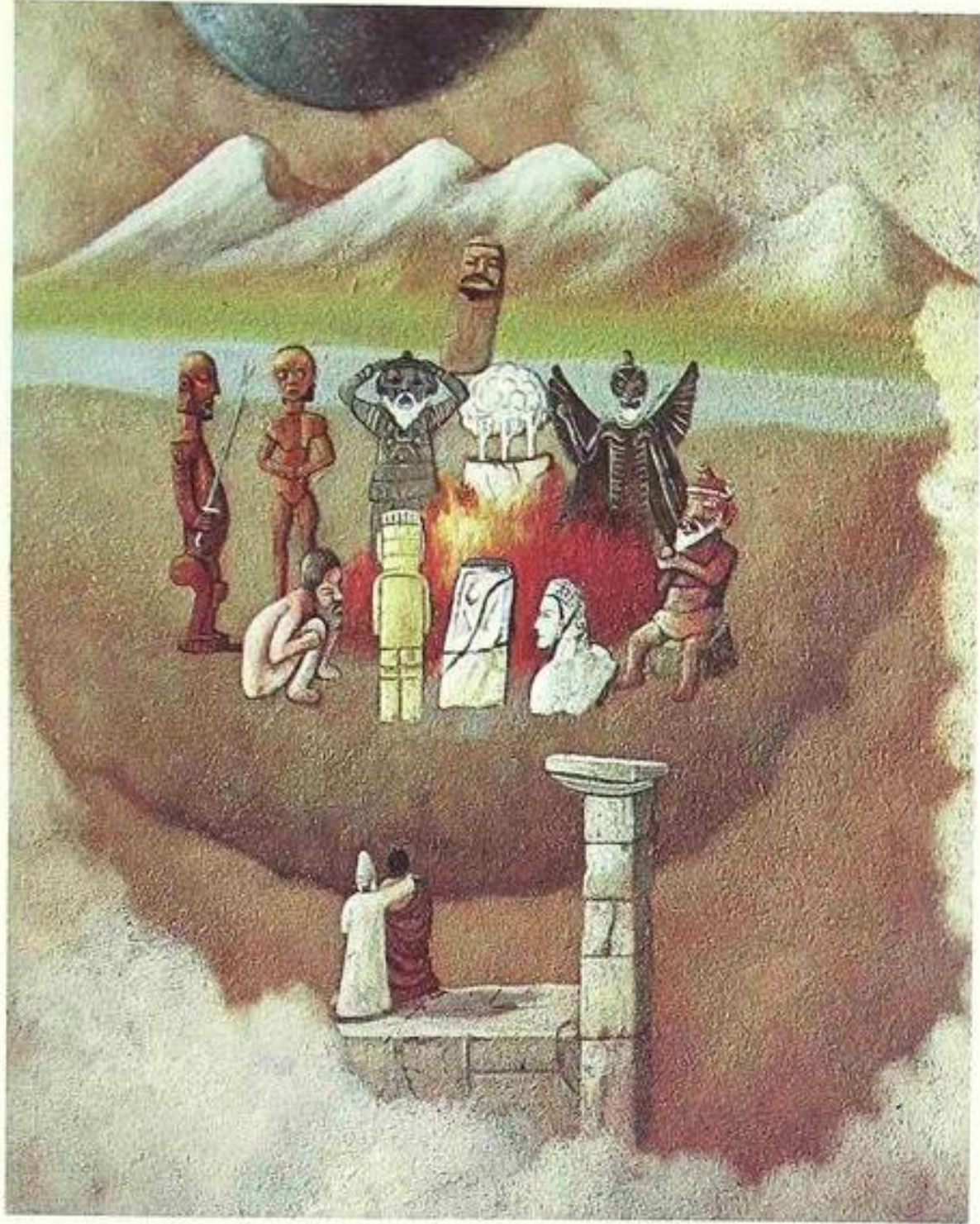
ماز ما زاغ البصر گیر و نصیب

بر مقامِ عبدا، اگر دور قیب!

از مقامِ خود نمیدانم کجاست      این قدر دانم که از یاریاں جد است  
 اندرونم جنگ بے خیل و سپہ      بیند آن کو ہم چو من دارد نگہ  
 بے خبر مرداں ز رزم کفر و دین      جان من تنها چو زین العابدین!  
 از مقام و راه کس آگاہ نیست      جز نوای من چراغِ راه نیست!  
 غرق دریا طفلک و برنا و پیر      جاں بسا حل برده یک مرد فقیر!  
 بر کشیدم پرده های این وثاق      ترم از وصل و بنالم از فراق!

مازاغ البصر تلخیص بایہ شریفہ ماززاغ البصر و ما طغی





اندرو بپنی خدایان کهن      می شناسم من همه راتن به تن

وصل اگر پایاں شوق است الخد  
 اے خنک آہ و فغانِ بے اثر!  
 راہِ رواںز جادہ کم گیر و سراغ  
 گر بجانش سازگار آید فراغ  
 آن دے دارم کہ از ذوقِ نظر  
 ہر زمانِ خواہد جہاں تے تازہ تر!  
 رومی از احوالِ جانِ من خبیر  
 گفت "ومی خواہی دگر عالم؟ بگیر!  
 عشقِ شاطر ما بدستش مہرہ ایم  
 پیشِ یسگر در سوادِ زہرہ ایم  
 عالمے از آب و خاک اورا قوم  
 چوں حرم اندر غلافِ مشک فام  
 بانگاہِ پردہ سوز و پردہ در  
 از درونِ میخ و مانع او گذر  
 اندر و بینی خدایاں کہن  
 می شناسم من ہمہ راتن بہ تن

بعل و مردوخ و یعوق و نسروفر

رمخن ولات و منات و عسروغر

برقیاسمِ خویش می آرد دلیل

از مزاجِ این زمانِ بے خلیل

## مجلس خدیایان اقوام قدیم

آن ہوائے تندو آں شنگوں سحاب  
 برق اندر ظلمت شگم کردہ تاب  
 قلزمے اندر ہوا آو نختہ  
 چاک دامان و گہر کم رختہ!  
 ساحلش ناپید و موجش گرم خیز  
 گرم خیز و باہوا ہاکم ستیز!  
 رومی و من اندر آں دریائے قیر  
 چوں خیال اندر شہستانِ ضمیر!  
 او سفر با دیدہ و من نو سفر  
 درد و چشم نا صبور آمد نظر  
 ہرزماں گفت ہم نگاہم نارست  
 آں دگر عالم نمی بینم کجاست  
 تا نشان کو ہزار آمد پدید  
 جو تبار و مرغزار آمد پدید!  
 کوہ و صحرا صد بہار اندر کنا  
 مشکبار آمد نسیم از کوہ سار!  
 نغمہ ہائے طائران ہم نفس  
 چشمہ زار و سبز ٹائے نیم رس

تن ز فیض آں ہوا پابیندہ تہ  
 از سر کہ پارہ کردم نظر  
 وادی خوش بے نشیب بے فراز  
 اندرین وادی خدا یان کہن  
 آں زار باب عرب این از عراق  
 این ز نسل مسرود اماند قمر  
 آں یکے دردست او تیغ دور  
 ہر یکے ترسندہ از ذکر جمیل  
 گفت مردوخ "آدم ازیزوال گنجیت  
 تا بیفزاید بادراک و نظر  
 می برد لذت ز آثار کہن  
 روزگار افسانہ دیکر کشاد  
 جان پاک اندر بدن بینندہ تہ  
 خرم آں کوہ و کمر آں دشت و دریا  
 آب خضر آرد بجاک اونیا از  
 آں خداے مصر و این رب الیمین  
 این الہ الوصل و آں رب الفراق  
 آں بہ زوج مشتری دارد نظر  
 وال دگر چپیدہ ماے در گلو  
 ہر یکے آزرده از ضرب خلیل  
 از کلیسا و صرم نالان گرجیت  
 سوے عہد رفتہ باز آید نگرا  
 از تجلی ہلے ما دارد سخن!  
 می وزد زان خاکداں باد مراداً

بعل از فرطِ طرب خوش می سرو

بر خدایاں رازہائے ما کشود!

## نغمہ بعل

آدم این نیلی تنق را بر درید  
 آنسوے گردوں خدایے را ندید  
 دردِ آدم چہ بزا فکارِ چسیت  
 ہچو موج این سر کشید و آن رسید  
 جانش از محسوس می گیر دسترا  
 بوکہ عمد رفتہ باز آید پدید  
 زندہ باد انگریزگی مشرق شناس  
 آنکہ مارا از لحد بیرون کشید  
 اے خدایان کہن وقت است وقت!

دزگر آن حلقہ وحدت شکست  
 آل ابراہیم بے ذوق الست!  
 صحبتش پاشیدہ جاش بیزرین  
 آنکہ بود از بادۂ جبریل مست!  
 مردِ افتاد در بندِ جہات  
 با وطن پیوست ازیزدال گست!

خونِ اوسردازِ شکوہِ دیریاں      لاجرمِ پیرِ حرمِ زنا ربست!

اے خدایانِ کهنِ وقت است وقت!

درجہاں باز آمد ایامِ طرب      دینِ ہزیمتِ خوردہ از ملک و نسب!

از چراغِ مصطفیٰ اندیشہِ حسیت؟      زانکہ اوراپف ز نصد بولہب!

گرچہ می آید صدائے لا الہ      آنچہ از دلِ رفت کے ماند لب!

اہرمن را زندہ کرد افسونِ غرب      روزِ یزدال زرد و از بیمِ شب!

اے خدایانِ کهنِ وقت است وقت!

بندِ دین از گردنش باید کشود      بندۂ ما بندۂ آزاد بود

تا صلوات اورا گراں آید ہے      رکعتے خواہیم و آل ہم بے سجود

جذبہ ہا از نغمہ می گرد بلند      پس چہ لذت در نماز بے سرو!

از خداوند کے کہ غیب اور اسزد      خوشتر آل دیوے کہ آید در شہود!

اے خدایانِ کهنِ وقت است وقت!

# فرورفتن بدریائے زہرہ و

## دیدن ارواح فرعون و کشترا

پیرِ روم آں صاحبِ ذکرِ جمیل؛      ضربِ اورا اسطوتِ ضربِ خلیل  
 ایں غزل در عالمِ مستی سرود      ہر خدائے کہنہ آمد در سجود!

### غزل

”باز بر رفتہ و آئینہ نظر باید کرد      پہلہ بر خیزند کہ اندیشہ دگر باید کرد  
 عشق بر ناقہ ایام کشت محلِ خویش      عاشقی؟ را حلقہ از شام و سحر باید کرد  
 پیر با گفت جہان بر روشنی محکم نیست      از خوش و ناخوش او قطع نظر باید کرد  
 تو اگر ترک جہاں کردہ سرِ اوداری      پس نخستین ز سرِ خویش گذر باید کرد

۱۰۵  
گفتش در دل من لات منات ایستے

گفت این بت کدہ راز پروزیر باید کرد

باز با من گفت "برخیز اے پسر  
آں کہستاں آں جبال بے کلیم  
در پس اوقلمزم الماس گوں  
نے بموج و نئے بسیل اوراں  
ایں مقام سرکشان زورست  
آں یکے از شرق و آں دیگر غرب  
آں یکے برگردنش چوب کلیم  
ہر دو فرعون این صغیر آں کبیر  
ہر کسے باتلخی مرگ آشناست  
در پے من پابندہ از کس متسرس

جز بداما تم میاویز اے پسر  
آنکہ از برف است چوں انبار سیم!  
آشکارا تر و روش از بروں!  
در مزاج او سکون لم یزید  
منکران غائب و حاضر پرست!  
ہر دو بامردان حق در حرب و ضرب!  
واں و گر از تیغ درویشے دونیم  
ہر دو در آغوش دریا نشنہ میر!  
مرگ جباراں ز آیات خداست!  
دست در دستم بدہ از کس متسرس

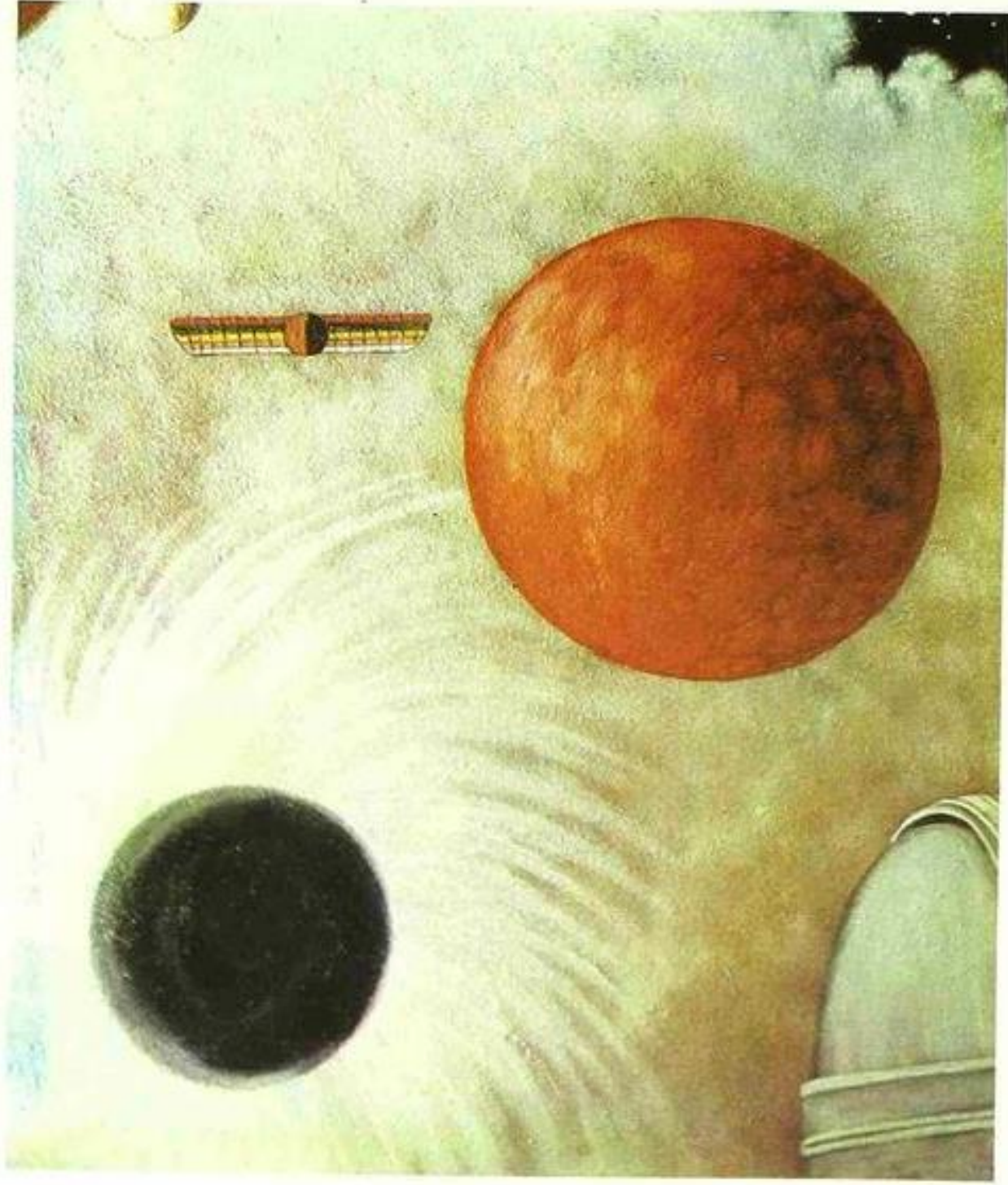


سینہ دریا چو موسیٰ بر درم  
من ترا اندر ضمیر او برم

بحر بر ما سینہ خود را کشود  
یا ہوا بود و چو آبے و انمود  
قعر او یک وادی بے رنگ و بو  
وادی تاریکی او تو بتو  
پیر رومی سورۃ طہ سرود  
زیر دریا ماہتاب آمد و روا  
کوہ ہائے شستہ و عریان سرد  
سوی رومی یک نظر نگریستند  
باز سوی یک دگر نگریستند  
گفت فرعون این سحر این جوئے نورا  
از کجا این صبح و این نور و ظہور؟

## رُومی

ہر چہ پنهان است از و پیداستے  
اصل این نور از یدِ بیضاستے!



چوں جهانِ ماظلمِ رنگِ و بویست      صاحبِ شهر و دیار و کلخ و کوست!

## فرعون

آہ نقیہ عقل و دین در باہتم      دیدم و این نور را نشناختم!  
 اے جہاں داراں سوے من بنگرید      اے زیاں کاراں سوے من بنگرید!  
 و اے قومے از ہوس گردید کور      می برد لعل و گہرا ز خاک گور!  
 پیکرے کو در عجائب خانہ ایست      برب خاموشی و افسانہ ایست!  
 از ملوکیت خبر ہا می دہد      کو چشماں را نظر ہا می دہد  
 چہست تقدیر ملوکیت؟ شقاق      محکمہ جستن ز تدبیر نفاق!  
 از بد آموزی زبوں تقدیر ملک      باطل و آشفتہ تر تدبیر ملک!

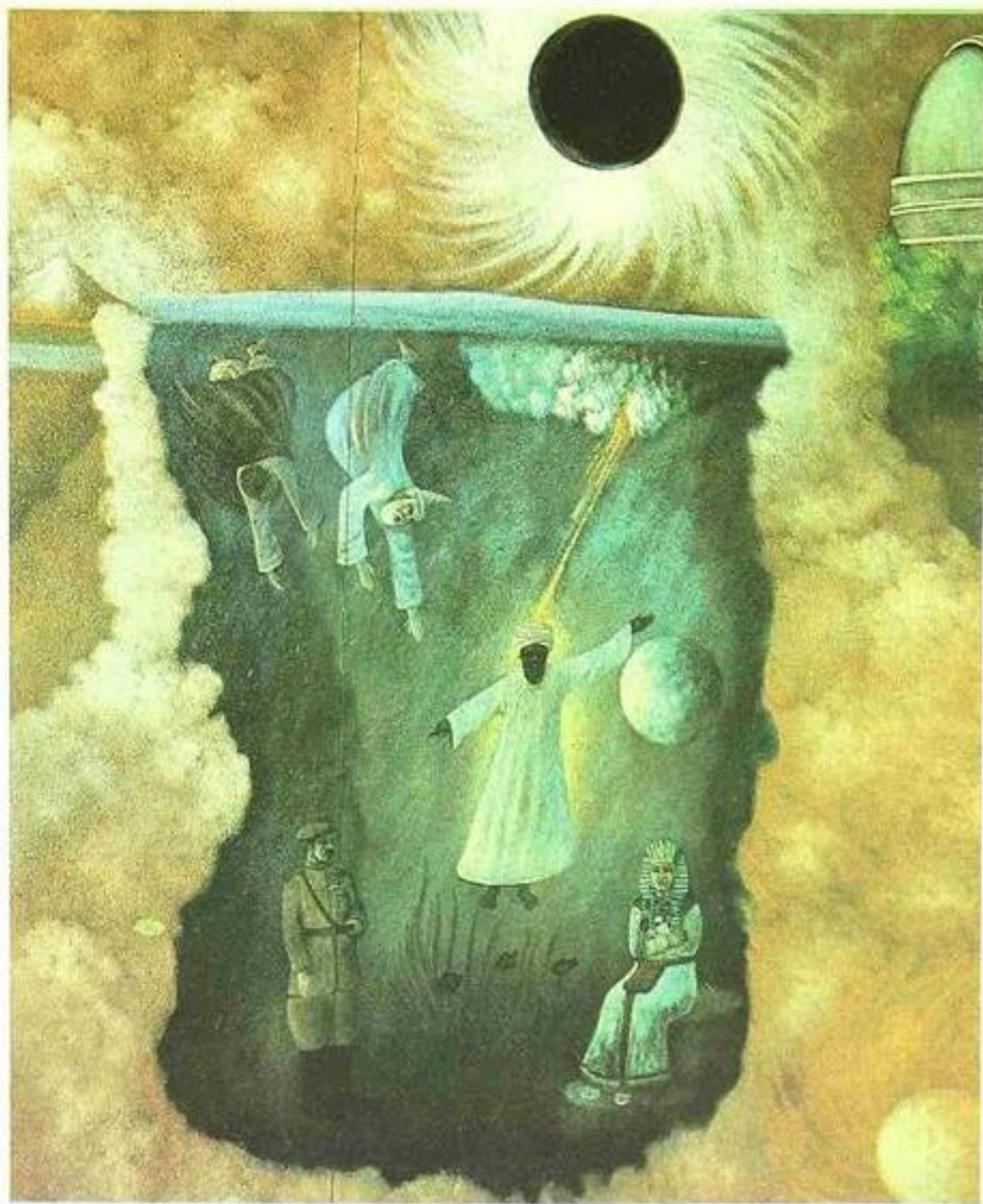
باز اگر بینم کلیم اللہ را  
 خواہم ازوے یک دل آگاہ را

## رُومی

حاکمی بے نورِ جاں خام است خام	بے یدِ بیضا ملکیتِ حرام
حاکمی از ضعفِ محکوماں قوی است	بیش از حرمانِ محروماں قوی است!
تاج از باج است و از تسلیمِ باج	مرداگر رنگ است می گردوز باج!
فوج و زندان و سلاسل رہزنی است	اوست حاکم کز چنین سامان غنی است

## ذوالخِطوم

منقصدِ قومِ فرنگ آمد بلند	از پئے لعل و گهر گورے نکند
سرگذشتِ مصر و فرعون و کلیم	می توواں دیدن ز آثارِ قسیم!
علم و حکمت کشفِ اسرار است و بس	حکمتِ بے جستجو خوار است و بس!



قبر ما را علم و حکمت برکثود  
لیکن اندر تربت مهدی چه بود؟

# فرعون

قبر ما را علم و حکمت بر کشود  
لیکن اندر تربتِ مهدی چه بود؟

## نمودار شدنِ درویشِ سودانی

برق بے تابانہ رخسید اندر آب	موجہا بالید و غلطید اندر آب
بوجے خوش از گلشنِ جنت رسید	روح آلِ درویشِ مصر آمد پدید
در صدف از سوزِ او گوہر گداخت	سنگ اندر سینہ کشت گداخت
گفت "اے کشتراگرداری نظر	انتقامِ خاکِ درویشے نگر!
آسماں خاکِ ترا گورے ندا	مرقدے جز در یمِ شورے ندا
باز حرف اندر گلوے او شکست	از لبش آہے جگر تاجے گست!

گفت اے روح عرب بیدار شو  
چوں نیاگاں خالق اعصار شو!  
اے فواد اے فیصل اے ابن سعود  
تا کجا بر خویش پیچیدن چو درود!  
زندہ کن در سینہ آں سوزے کہ رفت  
در جہاں باز آوراں روزے کہ رفت!  
خاک بطحا خالدے دگر بزاے  
نغمہ توحید در ادگیر سراے  
اے نخیل دشت تو بالندہ تر  
بر خیزد از تو فاروقے دگر؟  
اے جہان مومنان مشک فام  
از تو می آید مرا بوسے دوام!  
زندگانی تا کجا بے ذوق سیر  
تا کجا تقدیر تو در دست غیر!  
بر مقام خود نیائی تا کجے  
استخوانم در بیے نالہ چونے!

از بلا ترسی؟ حدیث مصطفیٰ است

مرد را روزِ بلا روزِ صفاست

سارباں یاراں بہ شرب ما بہ شجد  
آں حدی کونا قہ را آرد بہ وجد!  
ابر بارید از زمیں ہا سبزہ بست  
می شود شاید کہ پائے نا قہ بست!

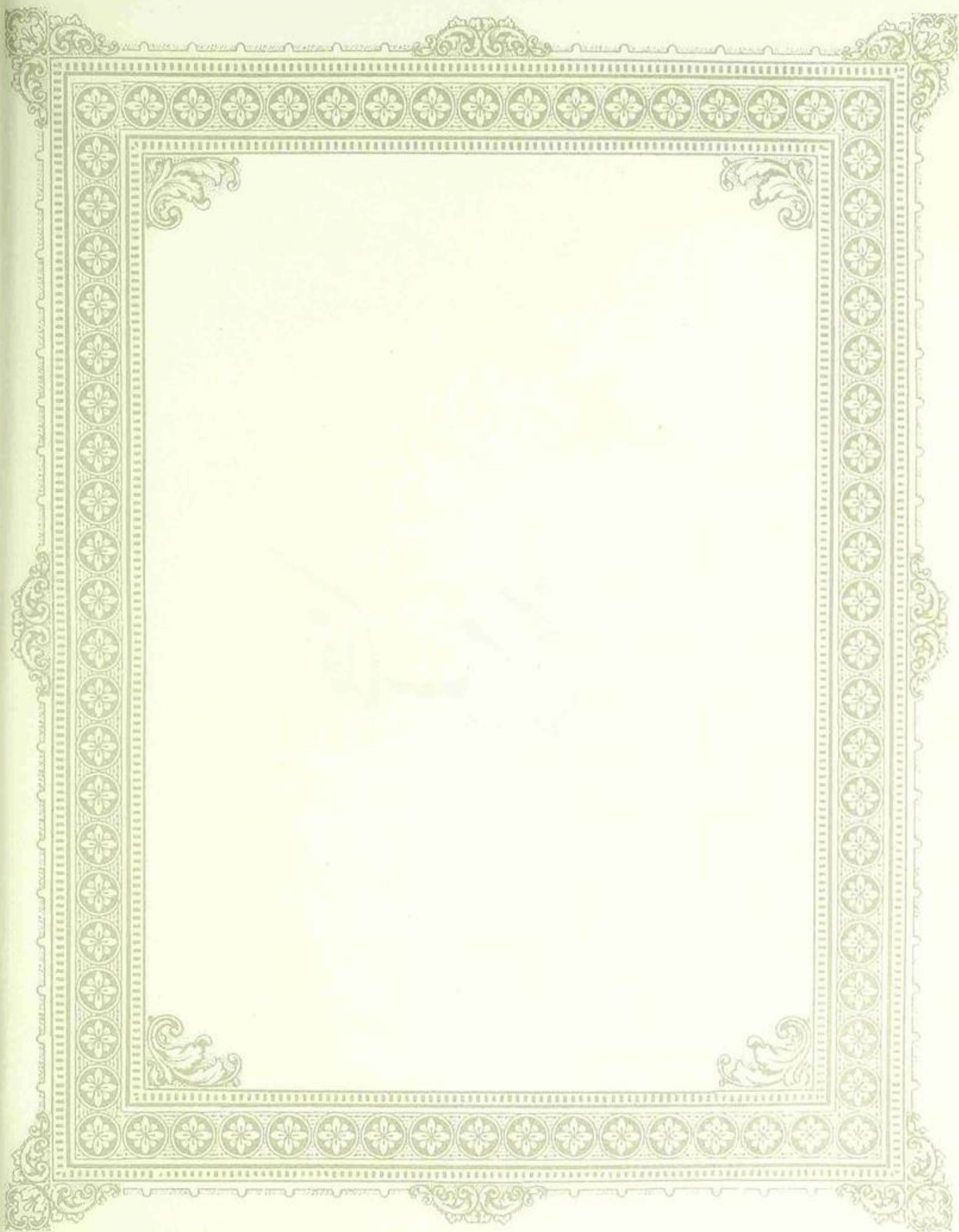
جانم از دردِ جدائی در نفیر  
آل ہے کو سبزہ کم دارد بگیر!  
ناقہ مستِ سبزہ و من مستِ دوست  
او بدستِ تستِ من در دستِ دوست  
آب را کردند بر صحرا بیل  
بر جبلِ ہاشستہ اوراقِ شخیل!  
آں دو آہود در قفاے یکِ دگر  
از فرازِ تلِ نر و آید نگہ!  
یک دم آب از چشمہ صحرا خورد  
باز سوئے راہِ پیمابن کرد!  
ریگِ دشت از نمِ مثالِ پرنیا  
جادہ بر اشتر نمی آید گراں  
حلقہ حلقہ چوں پر تہو عنمام  
ترسم از باران کہ دوریم از مقام!

سارباں یاراں بہ شرب ما بہ نجد

آں حدی کو ناقہ را آرد بہ وجد!



# فلك سیرخ



# اہلِ مریخ

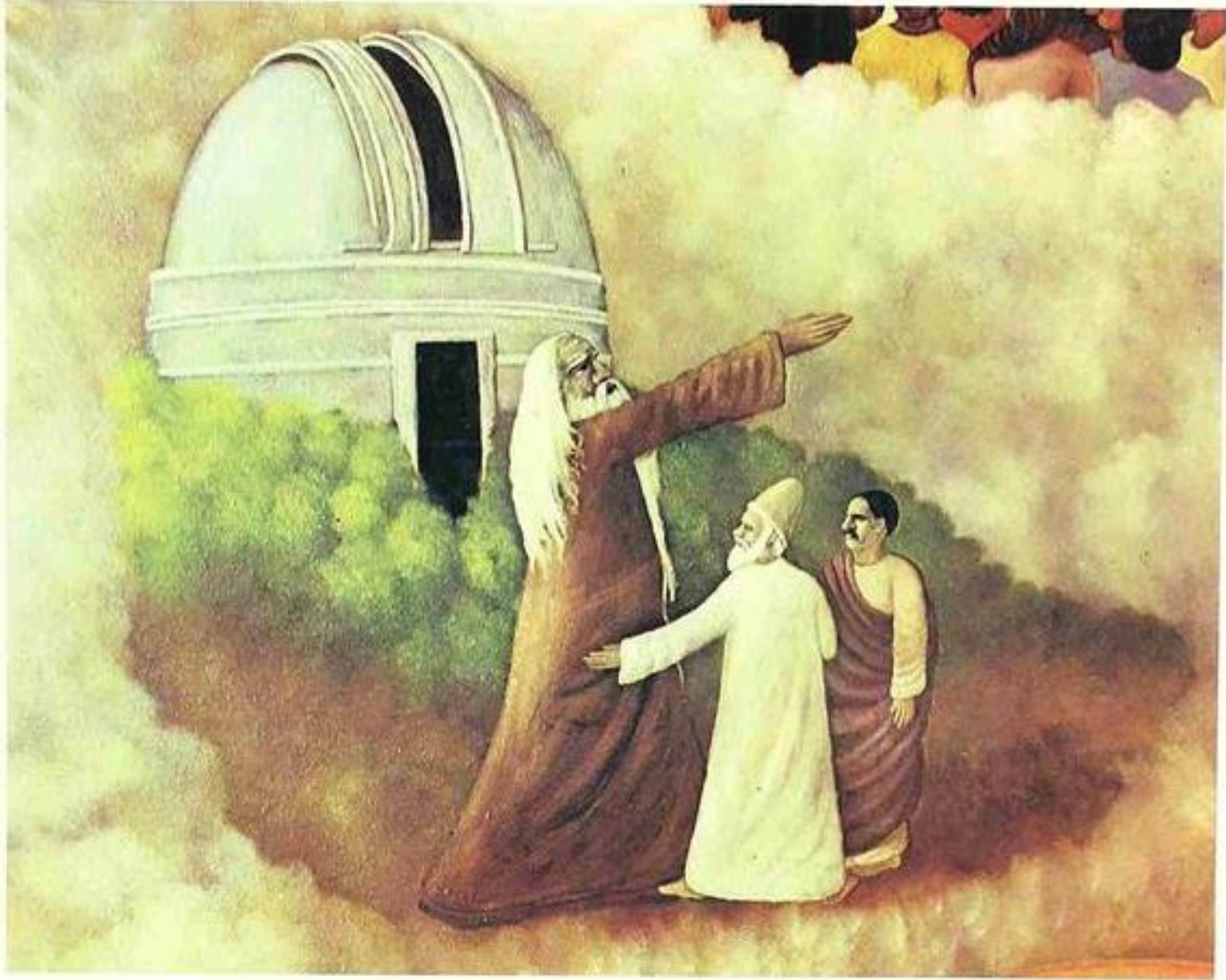
چشمِ رایک لحظہ بستم اندر آب      اندکے از خود گسستم اندر آب!  
 رخت بردم ز می جہانے دیگرے      با زمان و با مکان دیگرے!  
 آفتابِ ما با فاقش رسید      روز و شب را نوع دیگر آفرید!  
 تن رسم و راہِ جاں بیگانہ آیت      در زمان و از زمان بیگانہ آیت!  
 جانِ ما سازد بہر سوزے کہ ہست      وقتِ او خرم بہر سوزے کہ ہست!  
 می نگر دو کہنہ از پروازِ روز      روزہا از نورِ او عالم فر روز!

روز و شب را گردشِ سپیم از دست

سیرِ او کن نہ آنکہ ہر عالم از دست!

مرغزارے با رصد گاہِ بلند      دور بینِ او ثریا در کند!

خلوتِ ننگِ بندِ خضر است این  
 گاہِ جستمِ وسعتِ اورا کراں  
 پیرِ رومِ آنِ مرشدِ اہلِ نظر  
 چوں جہانِ ماطلمِ رنگِ و بخت  
 ساکنانش چوں فرنگانِ و فنون  
 بر زماں و بر مکاں قاہر تر اند  
 برو جودش آلِ چناں چھپیدہ اند  
 خاکیاں را دل بہ بندِ آبِ و گل  
 چوں دے در آبِ و گل منزل کنند  
 مستی و ذوق و سرور از حکمِ جاں  
 در جہانِ ما دو تا آمد وجود  
 خاکیاں را جان و تن مرغِ و قفس  
 یا سوادِ خاکدانِ ماست این؟  
 گاہ دیدم در فضا تے آسماں!  
 گفت "مریخ" است این عالمِ نگر!  
 صاحبِ شہر و دیار و کلخ و کوست!  
 در علومِ جان و تن از ما سنو!  
 زانکہ در علمِ فضا ماہر تر اند  
 ہر خم و پیچ، فضا را دیدہ اند  
 اندرین عالمِ بدن در بندِ دل!  
 ہر چہ می خواهد آب و گل کنند  
 جسم را غیب و حضور از حکمِ جاں!  
 جان و تن، آں بے نمود آں بانو!  
 فکرِ مریخی یک اندیش است پس!



طلعتش تا بنده چون ترکان مرو

دیر سال وقتش بالا چومرو

چوں کسے رامی رسد روز فراق      چست ترمی گردد از سوز فراق!  
 یک دوروزے پیشتر از آن مرگ      می کند پیش کساں اعلان مرگ!  
 جانِ شاں پروردہ اندام نیست      لاجرم خو کرده اندام نیست!  
 تن بخوش اندر کشیدن مردن است      از جہاں در خود رسیدن مردن است!  
 بزر از فکر تو آید این سخن      ز اں کہ جان تست محکوم بدن!

رخت این جا یک دو دم باید کشاد  
 این چنین فرصت خدا کس را نداد!

## بر آمدن انجم شناسِ مریخی از صد گام

پیر مرے ریش او مانند برف      سالہا در علم و حکمت کردہ صرف  
 تیز ہیں مانند انا یاںِ غرب      کسوتش چوں پیر ترسیانِ غرب  
 دیر سال وقتش بالا چوسرو      طلعتش تابند چوں زرکانِ مرو

آشناے رسم و راہ ہر طریق  
 آدمی را دید و چون گل بترنگفت  
 ”پیکر گل آں اسپر چند و چوں  
 خاک را پر و از بے طیارہ داد  
 نطق و ادراکش رواں چو آبجو  
 این ہمہ خواب است یا افسونگری  
 گفت ”بود اندر زمان مصطفیٰ  
 بر جہاں چشم جہاں میں رکشا  
 پر کشود اندر فضا نامے وجود  
 آنچه دید از مشرق و مغرب نوشت  
 بودہ ام من ہم با یران و فرنگ  
 دیدہ ام امریکہ ہم تراپون و چین  
 آشکار از چشم او نکر عمیق  
 در زبان طوسی و خیام گفت  
 از مقام تخت و فوق آمد بروں!  
 ثابتاں را جوہر سیارہ داد!  
 محو حیرت بودم از گفتار او  
 برب مریخیال حرف درسی!  
 مردے از مرتخیان با صفا  
 دل بہ سیر خطہ آدم نہاد  
 تا بصحرای حجاز آمد سرود  
 نقش اورنگیں تر از باغ بہشت!  
 گشتہ ام در ملک نیل و رود گنگ  
 بہر تحقیق فلز است زمیں

از شب و روز زمین دارم خبر کرده ام اندر بر و بحر شش سفر

پیش ما ہنگامہ ہائے آدم است  
گرچہ او از کار ما نامحرم است!

## رُومی

من ز افلاکم رفیق من ز خاک  
سرخوش و ناخوردہ از رگہائے تاک!  
مردی بے پروا و نانش زندہ رود  
مستی او از تماشاے وجود!  
ماکہ در شہر شمشاد افتادہ ایم  
در جہاں و از جہاں آزادہ ایم  
در تلاش جلوہ ہائے نو بنو  
یک زمان ما را رفیقِ راہ شو

## حکیم مریخی

این نواح مرعیدین بر خیا است  
بر خیا نام ابو الآبائے ماست



فرزندِ آں امرِ کردارِ زرشنت  
 رفت پیشِ برخیا اندر بہشت  
 گفت: تو این جا چساں آسودہ؟  
 عمر ہا محکوم یزدان بودہ!  
 از مقامِ تو نکوتر عالمے است  
 پیشِ او جنت بہار یکدے است  
 آں جہاں از ہر جہاں بالاتر است  
 آں جہاں از لامکاں بالاتر است  
 نیست یزدان را از اں عالمِ خبر  
 من ندیدم عالمے آزاد تر!  
 نے خدائے در نظامِ او دخیل  
 نے کتابِ و نے رسول و جبرئیل!  
 نے طوائف نے سجودے اندر  
 نے دعائے نے درودے اندر!  
 برخیا گفت: اے فسوں پر داز خیز  
 نقشِ خود را اندراں عالمِ بریز!  
 تا ابوالآبا فریبِ او نخورد  
 حق جہانے دیگرے باماسپر

اندریں ملکِ خدا دادے گذر

مرغدین و رسم و آئینش بنگو!



اندریں ملکِ خدا دادے گھر  
مرعدین ورسم و آئینش بنگرا!

# گردش در شہر مرغین

مرغین و آن عمارت بلند  
 ساکنانش در سخن شیریں چونوش  
 من چہ گویم ز اں مقام ارجبند  
 فکر شاں بے درد و سوز کتاب  
 خوب روئے وزم خجے و سادہ پوش  
 ہر کہ خواهد سیم وزد گیرد ز نور  
 رازدان کیمیائے آفتاب  
 خدمت آمد مقصد علم و ہنر  
 چوں نمک گیریم ما از آب شور  
 کس ز دینار و درم آگاہ نیست  
 کار ہا را کس نمی سجد بزر  
 بر طبیعت دیو ماشیں چیرہ نیست  
 این بتاں را در حرما راہ نیست  
 از نہاب دہ خدایاں ایمن است  
 سخت کش دہقان، چرخش روشن است  
 حاصلش بے شرکت غیرے ازوست  
 کشت و کارش بے نزاع آبجوست

مرغین - نام شہرے در مرغ

انڈیاں عالم نہ لشکر نے قمشوں  
 نے کسے روزی خمرو از کشت و خوں!  
 نے قلم در مرغیں گیر و منورغ  
 از فن تحریر و تشبیر دروغ!  
 نے بازاراں زبے کاراں خروش  
 نے صداہائے گدایاں در و گوش!

## حکیم مریخی

کس دیں جا سائل و محروم نیست  
 عبد و مولا حاکم و محکوم نیست!

## زندہ رود

سائل و محروم تقدیر حق است  
 حاکم و محکوم تقدیر حق است  
 جز خدا کس خالق تقدیر نیست  
 چارہ تقدیر از تدبیر نیست!

۱۲۳  
حکیم مرینی

گر ز یک تقدیر خوں گردد جگر  
خواه از حق حکم تقدیر دیگر  
تو اگر تقدیر تو خواهی رواست  
زانکه تقدیرات حق لا انتهاست  
ارضیاں تقدیر خودی در باخستند  
نکته تقدیر را شناختند  
ریز بار بکیش بجر فی مضمراست  
تو اگر دیگر شوی او دیگر است!  
خاک شوند رهواسا زد ترا  
سنگ شور شیشه اندازو ترا!  
شبنمی؟ افتندگی تقدیرت است  
هر زمان سازی ہماں لات و منات  
تا بخودنا ساختن ایمان تست  
ازبتاں جوئی ثبات اے بے ثبات؟  
عالم افکار تو زندان تست  
بنج بے گنج است، تقدیر این چنین  
می شود محتاج ازو محتاج تر!  
اصل دین این است اگر اے بے خبر

وائے آن دینے کہ خواب آرد ترا باز در خوابِ گراں دارد ترا!

سحر و افسون است یا دین است این؟

حَبِّ افیون است یا دین است این؟

می شناسی طبعِ ذراک از کجاست؟ حوئے اندر بنگهٔ خاک از کجاست؟

قوتِ فکرِ حکیمان از کجاست؟ طاقتِ ذکرِ کلیمیاں از کجاست؟

این دل و این وارداتِ اوزکیست؟ این فنون و معجزاتِ اوزکیست؟

گرمیِ گفتارِ داری؛ از تو نیست شعلهٔ کردارِ داری؛ از تو نیست

این همه فیض از بهارِ فطرت است فطرت از پرورگارِ فطرت است!

زندگانیِ چسبیت؛ کانِ گوهر است تو امینی صاحبِ او دیگر است!

طبعِ روشنِ مروحی را آبروست خدمتِ خلقِ خدا مقصود اوست!

خدمت از رسمِ درهٔ پهنیبری است

مزدِ خدمتِ خواستنِ سوداگری است

ہم چناں این باد و خاک و ابر و کشت  
 اے کہ می گوئی متسع از ماست  
 ارض حق را ارض خود دانی بگو  
 ابن آدم دل بابلسی نهاد  
 کس امانت را بکار خود نبرد  
 برده چیزے کہ از آن تو نیست  
 گر تو باشی صاحب شی، می سزد  
 ملک یزداں را بیزداں بازده  
 زیر گردوں فقر و مسکینی چراست؟  
 بندہ کز آب و گل بیرون نجست  
 اے کہ منزل را نمی دانی زره  
 باغ و راغ و کاخ و کوی و سنگ و خشت  
 مرد ناداں این ہمہ ملک خداست  
 چسیت شرح آیہ لَا تُفْسِدُوا  
 من بابلسی ندیدم جز فساد!  
 اے خوش آن کو ملک حق با حق سپرد  
 داغم از کاسے کہ شایان تو نیست!  
 ورنہ باشی، خود بگو کہ می سزد  
 تا ز کار خویش بکشائی گره  
 آنچه از مولا است می گوئی ز ماست!  
 تیشہ خود را بسنگ خود شکست!  
 قیمت ہر شی ز اندازہ نگہ!

لَا تُفْسِدُوا - تلیح آیہ شریفہ لَا تُفْسِدُوا فِی الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا۔

تامتار تست گوہر گوہر است در رنگ است از پیشیزے کمتر است

نوع دیگر ہیں جہاں دیگر شود

ایں زمین و آسمان دیگر شود

## احوال و شیزہ مریخ کہ دعوائے رسالت و کرم

در گذشتیم از ہزاراں کوی و کاخ  
بر کنار شہر میدان فراخ !

اندراں میدان ہجوم مردوزن  
در میاں یک نون قدش چونارون

چہرہ اش روشن وے بے نور جاہا  
معنی او بر بیان او گراں !

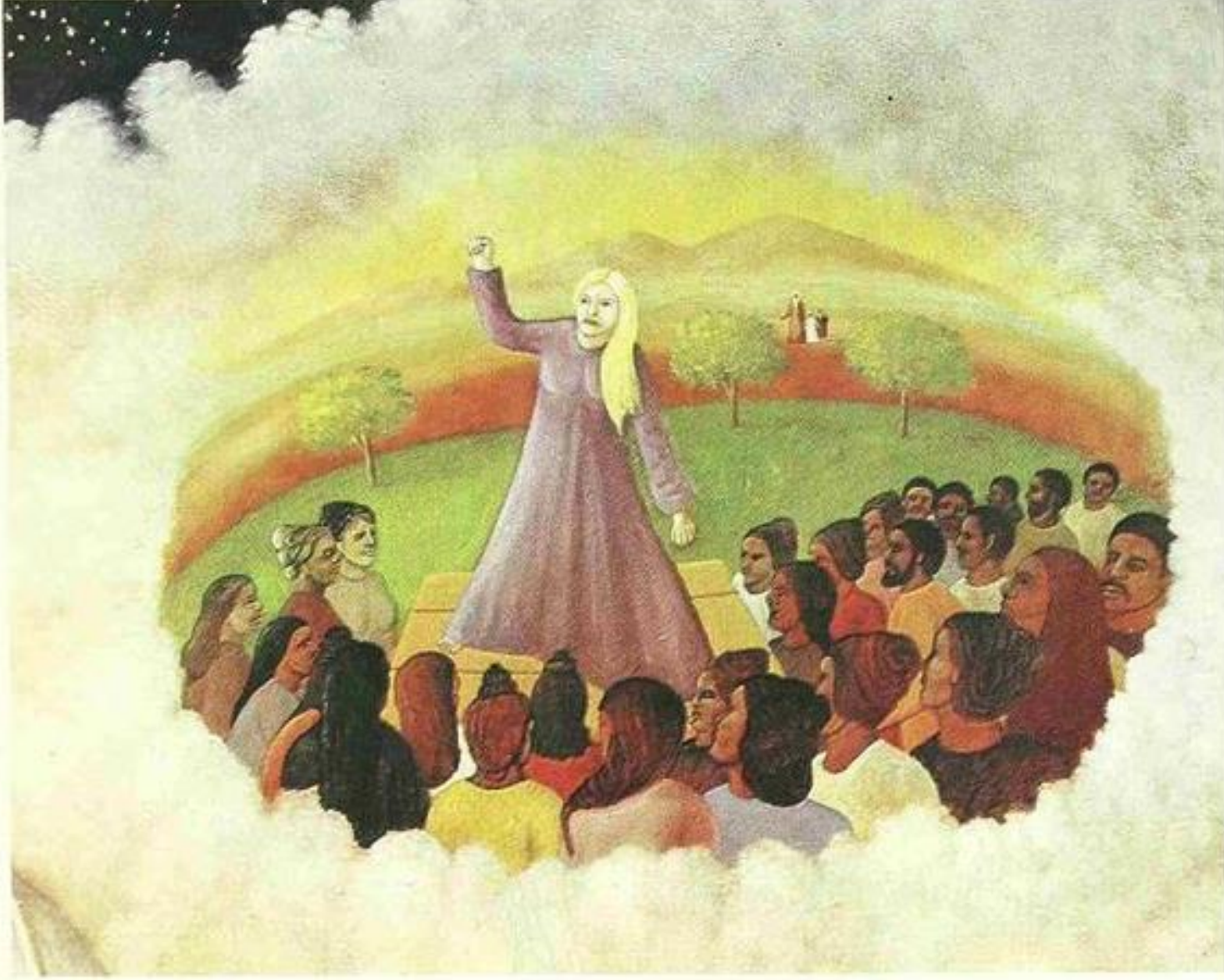
حرف او بے سوز و چشمش بے نے  
از سرور آرزو نامحرے !

فارغ از جوش جوانی سینہ اش  
کور و صورت نا پذیر آئینہ اش !

بے خبر از عشق و از آئین عشق  
صحوۂ رد کردہ شاہین عشق !

گفت با ماں حکیم نکتہ داں  
"نیت ایں دوشیزہ از مریخیاں"





اے زناں! اے ماوراں! اے خواہراں!  
زیستن تا کے مشال دُبراں؟

۱۲۶

سادہ و آزادہ و بے ریو و رنگ  
 فرزندِ او را بدزدید از فرنگ  
 پختہ در کارِ نبوت ساختش  
 اندرین عالم فرو انداختش!  
 گفت نازل گشتہ ام از آسمان  
 دعوتِ من دعوتِ آخرِ زمان!  
 از مقامِ مرد و زن وارد سخن  
 فاش ترمی گوید اسرارِ بدن!

نزدِ این آخرِ زمان تقدیرِ زیست

در زبانِ ارضیاں گویم کہ صیت

## تذکیرِ بدبختِ مرغ

اے زناں! اے ماوراں! اے خواہراں!  
 زیتن تا کہ مشالِ دلبراں!  
 دلبری اندر جہاں مظلومی است  
 دلبری محکومی و محرومی است!  
 در دو گیسو شانہ گردانیم ما  
 مرد را پنچیرِ خود دانیم ما  
 مرد صیادی بہ پنچیری کند  
 گرد تو گرد کہ ز پنچیری کند!

خود گداز یہائے او مکرو فریب  
 درود دلغ و آرزو مکرو فریب!  
 گرچہ آں کافر حرم سازد ترا  
 مبتلائے درود و غم سازد ترا  
 ہمیر او بودن آزار حیات  
 وصل او زہر و فسراقِ اوبت  
 ماریچاں! از خم و پچیش گریز  
 زہر ہائش را بخون خود مریز!

از اموست زرد روئے مادراں!

اے خنک آزادی بے شوہراں!

وحی یزداں پئے بہ پئے آید مرا  
 لذت ایماں معینزاید مرا  
 آمد آں وقتے کہ از اعجازِ فن  
 می تو ال دیدن جنسین اندر بد!  
 حاصلے برداری از کشتِ حیات  
 ہرچہ خواہی از بنین و از بنا!  
 گر نباشد بر مراد ما جنسین  
 بے محابا کشتن او عینِ دیں!  
 در پس این عصر اعصارِ دگر  
 آشکارا اگر دد اسرارِ دگر  
 پرورش گیرد جنسین نوعِ دگر  
 بے شبِ ارحام دریا بد سحر!

تا بگرد آں سراپا اہرمن  
 بچو حیواناتِ ایام کمن!  
 لالہ بے داغ و با دامن پاک  
 بے نیاز از شبنمِ خیزد ز خاک!  
 خود بخود بیرون فتد اسرارِ زلیست  
 نغمہ بے مضرب بخشد تارِ زلیست!  
 آنچه از نیساں سروریزد مگیر  
 اے صدف در زیر دریا نشنیر  
 خیز و با فطرت بیا اندر ستیز  
 تاز پیکار تو حر گردد کنیز!

رستن از ربطِ دوتن تو حیدر زن

حافظ خود باش و بر مرداں متن!

## رُومی

نہیبِ عصیرِ نو آئینے نگر  
 حاصلِ تہذیبِ لا دینے نگر!  
 زندگی را شرع و آئین است عشق  
 اصلِ تہذیبِ بہت دین است عشق!  
 ظاہر او سوزناک و آتشیں  
 باطن او نور رب العالمیں!

۱۳۰

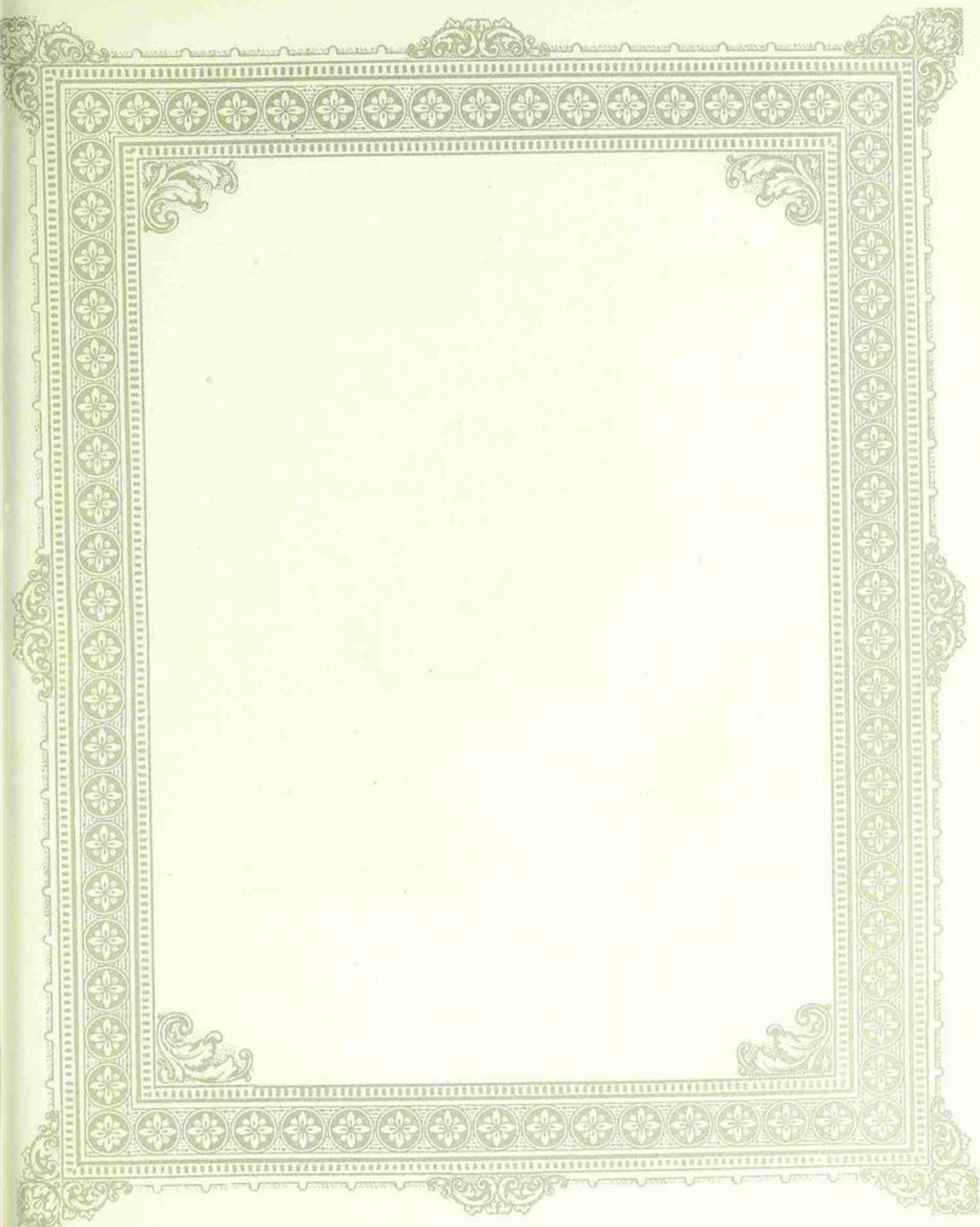
از تب و تابِ روش علم و فن از جنونِ ذوقِ فنونش علم و فن!

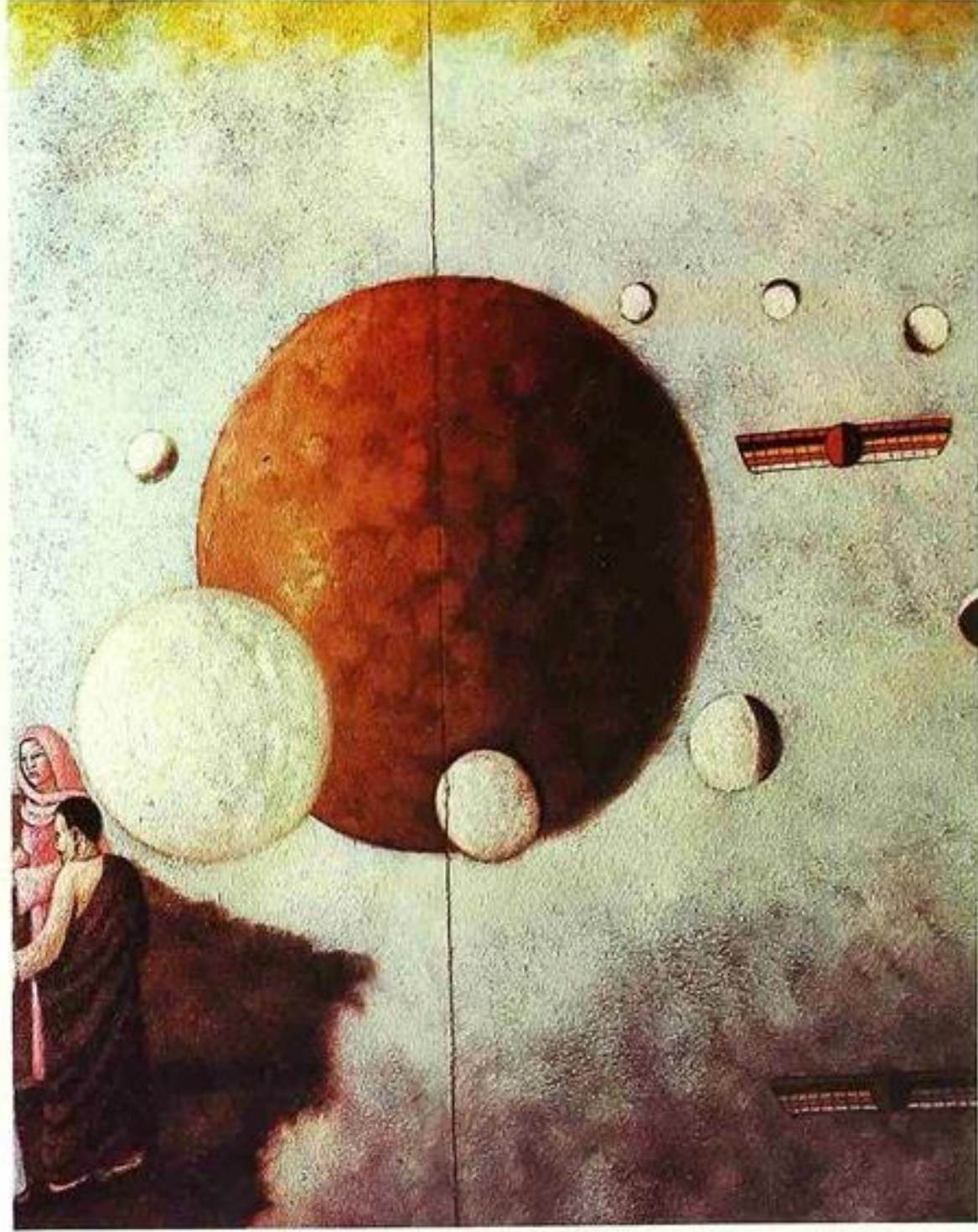
دیں نگر دو پختہ بے آدابِ عشق

دیں بگیر از صحبتِ آدابِ عشق!



# فکلی مشق





کاروانِ این دو بینا سے وجود برکنارِ شتری آمد فرود!



ارواحِ جلیدہ حلاج و غالب

قرۃ العین طاہرہ کہ نشمین ہستی

نگر ویند و بگردش جاوداں گم آیند

من فدایے این دل دیوانہ	ہر زمان بخشد دگر ویرانہ
چوں بگیم منز لے گوید کہ خیر!	مرد خود رس کج بر ادا ند قفیز
زانکہ آیات خدالا انتہاست	اے مسافر جاہدہ را پایاں کجاست؟
کارِ حکمت دیدن و فرسودن است	کارِ عرفاں دیدن و افزودن است!
آں لسخہ در ترازوئے ہنر	این لسخہ در ترازوئے نظر!
آں بدست آورد آب خاک!	این بدست آورد جان پاک!

آن نگہ را بر تجلی می زند

این تجلی را بخود گم می کند!

دزدلاش جلوہ ہائے پے پے  
 این ہمہ از فیض مرے پاک نہ اد  
 کاروان این دو بینا سے وجود  
 آن جہاں آن خاکدانے نام تمام  
 خالی از می شیشہ تا کش ہنوز  
 نیم شب! از تابِ ماہاں نیم روز  
 من چو سوائے آسماں کردم نظر  
 ہمیت نظارہ از ہوشم بود  
 پیش خود دیدم سہ روح پاکباز  
 در بر شاں حلہ ہائے لالہ گوں  
 کھے کتم افلاک و می نالم چونے!  
 آنکہ سوز او بجان من فتاد!  
 بر کنارِ شتری آمد فرود!  
 در طوائف او قمر ہا تیز گام  
 آرزو نارستہ از خاکش ہنوز  
 نے برودت در ہولے او نہ سوز  
 کو کبش دیدم بخود نزدیک تر  
 شد دگر گوں نزد دور و دیر و زود!  
 آتش اندر سینہ شاں گیتی گزار!  
 چہرہ ہا رخشنده از سوزِ دروں!



شوره‌ها افکنده در جانِ حرم!

غالب و حلاج و خاتونِ عجم

در تب و تاب بے زہنگام است  
از شرابِ نغمہ ہائے خویش مست است  
گفت رومی "این قدر از خود مر  
از دم آتش نوایاں زندہ شو!  
شوقِ بے پروا ندیدستی نگر!  
زور این صہب اندیدستی نگر!  
غالب و صلاح و خاتونِ عجم  
شور ہا انگندہ در جانِ حرم!

این نوا ہا روح را بخشد ثبات  
گرمی او از درون کائنات!

## نواے صلاح

ز خاکِ خویش طلب آتشی کہ پیدا  
تجلی دگرے در خور تقاضا نیست!  
نظرِ خویش چنان بستہ ام کہ جلوہ دوست  
جہاں گرفت و مرا فرصت تماشا نیست  
بملکِ جم نہ ہم مصرعِ نظیری را  
(کسے کہ کشتہ نشد از قبیلہ ہایت)  
اگر چہ عقلِ منوں پیشہ لشکرے نگنجت  
تو دل گرفته نباشی کہ عشقِ تنہایت

تورہ شناس نہ وز مقام بے خبری  
 چہ نغمہ ایست کہ در بر بط سلیحے نیست  
 ز قید و صید ننگال حکایتے آور  
 لگو کہ ز ورق مار و شناس دریا نیست  
 مرید سمیت آں رہروم کہ پانگذاشت  
 بہ جادہ کہ در و کوہ و دشت دریا نیست

شکر یک حلقہ رندان بادہ پیمایش  
 حذر ز سمیت پیرے کہ مرد و غوغا نیست!

## نوائے غالب

”بیا کہ قاعدہ آسمان بگردانیم  
 قضا بگردش رطل گراں بگردانیم  
 اگر ز شخنے بود گیر و دارندیشم  
 و گر ز شاہ رسد ارمغان بگردانیم  
 اگر کلیم شود ہمہ زبان سخن بکنیم  
 و گر خلیل شود ہمہ ماں بگردانیم  
 بجنگ باج ستانان شاخساری  
 تہی سبز در گلستان بگردانیم  
 بصلح بال فشانان صبحگاہی را  
 ز شاخسار سوے آتیاں بگردانیم

زجیدریم من و تو زما عجب نبود  
 گرا آفتاب سوتے خاوراں بگردانیم

## نوائے طاہرہ

”گر بتو افتدم نظر چہرہ بہ چہرہ رُو بَرُو  
 شرح دہم غم ترا نکتہ بکتہ موبہو!  
 از پئے دیدن رخت ہمچو صبہ افتادہ ام  
 خانہ بجانہ در بدر کوچہ بکوچہ کو بکو!  
 می رود از فراق تو خون دل از دو دیدہ ام  
 وجہ بدجلہ یم بہ یم چشمہ بہ چشمہ جو بجو!  
 مہر ترا دل حزین بافتہ برمت اش جاں  
 رشتہ برشتہ سخ بیخ تار بہ تار پو بہ پو!

در دل خویش طابره گشت و ندید جز ترا  
صفحه به صفحه لایه لایه پرده به پرده توبه تو!

سوز ساز عاشقان دردمند      شورهای تازه در جانم فگند  
مشکلات کمنه سر بیرون زدند      باز بر اندیشه ام شجوں زدند!  
قلزم من کرم سرا پا اضطراب      سحش از زور طوفانے خراب!  
گفت رومی وقت از کف مدہ      اے کہ می خواهی کشود ہر گره!

چند در افکار خود باشی اسیر

این قیامت ابروں ریز از ضمیر!

زنده و مشکلات خود در پیش ارواح بزرگ میگوید

از مقام مومناں دوری چرا؟

یعنی از فردوس مہجوری چرا؟

## حلاج

مرد آزادے کہ داند خوب زنت  
 جنتِ نلامی و حور و غلام  
 جنتِ ملاخور و خواب و سرود  
 حشرِ ملائقتِ قبر و بانگِ صور  
 علم بر بیم و رجاء و اساس  
 علم ترساں از جلالِ کائنات  
 علم را بر رفتہ و حاضر نظر  
 علم پمیاں بستہ با آئینِ جبر  
 عشق آزاد و غیور و ناصبور  
 عشقِ ما از شکوہ ہایگانہ است  
 می ننگد روح او اندر بہشت!  
 جنتِ آزادگان سیرِ دوام!  
 جنتِ عاشق تماشاے وجود!  
 عشقِ شور انگیز خود صبحِ نشور!  
 عاشقانِ رائے امید نے ہراس!  
 عشقِ غرق اندر جمالِ کائنات  
 عشقِ گوید آنچہ می آید نگر!  
 چارہ او چیت غمیز از جبر و صبر  
 در تماشاے وجود آمد جسور!  
 گرچہ او را گرہِ مستانہ است



این دل مجبورِ ما مجبورِ نیست  
 آتشِ ما را بعینِ تراید فراق  
 بے خلشها ز لیستن ناز لیستن  
 ز لیستن این گونه تقدیر خودی است  
 ذرّہ از شوقِ بے حد رشکِ نهر  
 گنجد اندر سینه او نہ سپهر  
 ناوکِ ما از نگاهِ حور نیست!  
 جانِ ما را سازگار آید فراق!  
 باید آتشِ در تیرِ پا ز لیستن!  
 از ہمیں تقدیر تمییر خودی است!

شوقِ چوں بر عالمے شبحوں زند  
 آنیاں را جاودانی می کند!

## زندہ رود

گردشِ تقدیر مرگ و زندگی است  
 کس نداند گردشِ تقدیر چیست!

## حلاج

ہر کہ از لقت دیدار دسازو برگ      لرزد از نیروے او ابلیس و مرگ!  
 جبر دین مرد صاحب ہمت است      جبر مرداں از کمال قوت است!  
 پختہ مردے پختہ تر گم دوز جبر      جبر مرد خام را آغوشش قبر!  
 جبر خالد عالمے بر ہم زند      جبر مانج و بن ما بر کند!  
 کار مردان است تسلیم و رضا      بر ضعیفاں راست ناید این قبا!  
 تو کہ دانی از مہت ام پیر روم      می ندانی از کلام پیر روم؟

”بود گبرے در زمان با یزید“

گفت اور ایک مسلمان سعید

خوشتر آں باشد کہ ایماں آوری

تا بدست آید نجات و سروری

۱۴۲

گفت این ایمان اگر بہت اے مرید

آنکہ دارد شیخ عالم با یرید

(رومی)

من ندارم طاقت آن تاب آن

کال فزوں آمد ز کوششہائے جا!

کار ما غیر از امید ہم نیست      ہر کسے را بہت تسلیم نیست!

اے کہ گوئی بودنی این بود، شد      کار ہا پابند آئیں بود، شد

معنی تقدیر کم فہمیدہ      نے خودی را نے خدا را دیدہ

مرد مومن با خدا دارد نیاز      ہا تو ما سازیم تو با ما ساز

عزم او خلاق تقدیر حق است

روز ہر بیجا تیر او تیر حق است!

زندہ رود

کم نگاہاں فتنہ ہا بگنختند      بندہ حق را بدار آونختند!

۱۴۳  
آشکارا بر تو پنهان وجود  
بازگو آخر گناه تو چه بود؟

## حلج

بود اندر سینه من بانگِ صورت	تنتی دیدم که دارد قصه گورا!
مومنان باخوے و بوی کافران	لااله گویند و از خود متکراں!
امر حق گفتند نقشِ باطل است	زانکه او وابسته آب و گل است
من بخود افروختم نار حیات	مردہ را گفتم ز اسرار حیات!
از خودی طرح جهانے رختند	دلبری با قاهری آسختند!
هر کجا پیدا و ناپیدا خودی	بر نمی تابد نگاه ما خودی!
نار با پوشیده اندر نور است	جلوه مانے کائنات از طور است
هر زمان هر دل درین دیر کهن	از خودی در پرده می گوید سخن
هر که از نارکش نصیب خود نبرد	در جهان از خویشتن بیگانه مرد

۴۴  
 ہندو ہم ایراں ز نورش محرم است  
 آنکہ نارکش ہم شناسد آں کم است!  
 من ز نور و نار او دادم بسر  
 بندہ محرم! گناہ من نگر!  
 آنچه من کردم تو ہم کردی بترس!  
 محشرے بر مردہ آوردی بترس!

## طاہرہ

از گناہ بندہ صاحب جنوں  
 کائنات تازہ آید بروں!  
 شوق بے حد پرده ہار ابرورد  
 کنگی را از متاشامی برد!  
 آخر از دار و رسن گیر نصیب  
 بزنگرد و زندہ از کوئے حبیب!  
 جلوہ او بنگراند شہر و دشت  
 تانہ پنداری کہ از عالم گذشت!

در ضمیرِ عصرِ خود پوشیدہ است  
 اندرین خلوت چساں گنجیدہ است؟

۱۴۵

## زندہ رود

اے ترا دادند دردِ جستجوے معنی یک شعرِ خود با من بگوے

”قمری کفِ خاکسترو بلبلِ قفسِ رنگ

اے نالہ نشانِ جگر سوختہ پر چیست؟“

## غالب

نالہ کو خیند از سوزِ جگر ہر کجا تاثیر او دیدم دگر !

قمری از تاثیر او دا سوختہ بلبل از دے رنگہا اندوختہ !

اندر و مرگے با غوشِ حیات یک نفس اینجا حیاتِ آنجا مات !

آنچنان رنگے کہ از رنگی از دست آنچنان رنگے کہ سیرنگی از دست

توندانی این مقامِ رنگ و بوست قسمت ہر دل بقدرِ نائے وہوست !

۱۴۶  
یا بزنگ آیا بہ بیرنگی گذر  
تا نشانے گیری از سوزِ جگر!

## زندہ رود

صد جہاں پیدا میں نیلی فضا  
ہر جہاں را اولیا و انبیا است؟

## غالب

نیک بنگر اندریں بود و نبود  
پے پے آید جہاں ہاں وجود!  
ہر کجا ہنگامہ عالم بود  
رحمۃ للعالمین ہم بود!

## زندہ رود

فاش تر گو ز آنکہ نہم ناراست

۱۴۷

غالب

این سخن را فاش تر گفتن خطاست!

زنده رود

گفتگوئے اہل دل بے حاصل است؛

غالب

نکتہ را بر لب رسیدن مشکل است!

زنده رود

تو سراپا آتش از سوز طلب!

بر سخن غالب نیائی اے عجب!



# غالب

خلق و تقدیر و ہدایت ابتداست  
رحمتہ للعالمین انتہاست!

## زندہ رود

من ندیدم چہرہ مہسنی ہنوز  
آتشے داری اگر ما را بسوز!

# غالب

اے چو من بیستندہ اسرارِ شعر  
شاعران بزم سخن آراستند  
این سخن افزوں تراست از تارِ شعر  
این کلیماں بے پد بیضاستند

خلق و تقدیر و ہدایت ابتداست - تبلیغ آیہ شریفہ خلق فقد رزقہ

۱۴۹  
آنچه تو از من نخواهی کافری است کافری کو ماورای شاعری است!

## حلاج

هر کجا بینی جهان رنگ و بو آنکه از خاکش برود آرزو  
یا ز نور مصطفیٰ اورا بهاست یا هنوز اندر تلاش مصطفیٰ است

## زنده رود

از تو پرسم گر چه پریدن خطاست ستر آں جو هر که نامش مصطفیٰ است!  
آدمی یا جوهری اندر وجود آنکه آید گاهی گاهی در وجود!

## حلاج

پیش او گیتی جسم فرسوده است خویش را خود عبده فرموده است!  
عبده از فهم تو بالاتر است زانکه او هم آدم و هم جوهر است

جوہر اونی عرب نے اعجم است  
 عبدہ صورت گرفتدیرا  
 عبدہ ہم جانفزاہم جانتاں  
 عبد دیگر عبدہ چیزے دگر  
 عبدہ دہراست و دہرا عبدہ است  
 عبدہ با ابتدا بے انتہاست  
 کس ز سر عبدہ آگاہ نیست  
 لا الہ تیغ و دم او عبدہ  
 عبدہ چند و چگون کائنات  
 مدعا پیدا نگر دوزیں دو بیت  
 آدم است و ہم ز آدم افتد است  
 اندر ویرانہ ما تعمیر ما  
 عبدہ ہم شیشہ ہم سنگ گماں  
 سراپا انتظارا و منتظر  
 ماہرہ رنگیم او بے رنگ و بوست  
 عبدہ راجح و شام ما کجاست  
 عبدہ جز سر الالہ نیست  
 فاش تر خواہی بگوئو عبدہ  
 عبدہ رازہ و رون کائنات  
 تانہ بینی از مہت ام مارمیت

بگزر از گفت و شنود اے زندہ رو

غرق شواند وجود اے زندہ رو

## زندہ رود

کم شناسم عشق را این کار چیست؟  
ذوق دیدار است؟ پس دیدار چیست؟

## حلج

معنی دیدار آن آخر زمان  
حکم او بر خویش تن کردن روال  
در جہاں نئی چوں رسول انس و جان  
تا چو او باشی قبول انس و جان  
باز خود را ہمیں دیدار اوست!  
سنتِ اوست سے از اسرار اوست!

## زندہ رود

چیت دیدار خدائے نہ سپر  
آئینکے بے حکمش نہ گرد ماہ و مہر؟

## حلاج

نقشِ حقِ اولِ بجاں انداختن      باز اورا درجہاں انداختن!  
 نقشِ جاں تا درجہاں گروہ تمام      می شود دیدارِ حق دیدارِ عام!  
 اے خنکِ مردے کہ از یک ہوے او      نہ فلکِ اردو طوافِ کوے او!  
 دے درویشے کہ ہوے آن سرید      باز لبِ بر بست دم در خود کشید  
 حکمِ حق را در جہاں جاری نکرد      نانے از جو خورد و کتراری نکرد  
 خالق ہے جست و از خیر میرید      راہی و رزید و سلطانی ندید!  
 نقشِ حق داری، جہاںِ شخیرت      ہم عنای تقدر با تدبیرت

عصرِ حاضر با تو می جوید ستیز

نقشِ حق بر لوحِ این کاغذِ ریز!

## زنده رود

نقش حق را در جهان انداختند  
من نمی دانم چپال انداختند؟

## حلج

یا بزورِ دلبری انداختند      یا بزورِ قاهری انداختند!  
زانکه حق در دلبری پیدا تر است      دلبری از قاهری اولی تر است!

## زنده رود

بازگواے صاحب اسرارِ شرق  
در میان زاهد و عاشق چه فرق؟

## حلاج

زاهد اندر عالم دنیا غریب  
عاشق اندر عالم عقبه غریب!

## تذره رود

معرفت را انتها ناپا بودن است      زندگی اندر فنا آسودن است؛

## حلاج

شکر یاراں از تهی پیمانگی است      نیستی از معرفت بیگانگی است  
اے که جوئی در فنا مقصود را      در نمی یابد عدم موجود را!

## تذہرود

آنکہ خود را بہت سر از آدم شمرد      در خم و جاش نہی باقی نہ دُرد  
مشتِ خاکِ ماجردوں آشناست!      آتشِ آں بے سرو ساماں کجاست؟

## حلاج

کم بگوزاں خواجہ اہل فسراق      تشنہ کام و از ازل خونیں ایاق!  
ماہول او عارفِ بود و نبود      کفر او این راز را بر ما کشود!  
از فنادن لذتِ برخاستن      عیشِ افسردنِ دردِ کاستن!  
عاشقی در نارِ او و اسوختن      سوختنِ بے نارِ او ناسوختن!  
زانکہ او در عشق و خدمتِ اقدم است      آدم از اسرار او نامحرم است!

چاک کن سپراہنِ تقلید را

تا بیاموزی از تو حید را



۱۵۶  
زندہ رود

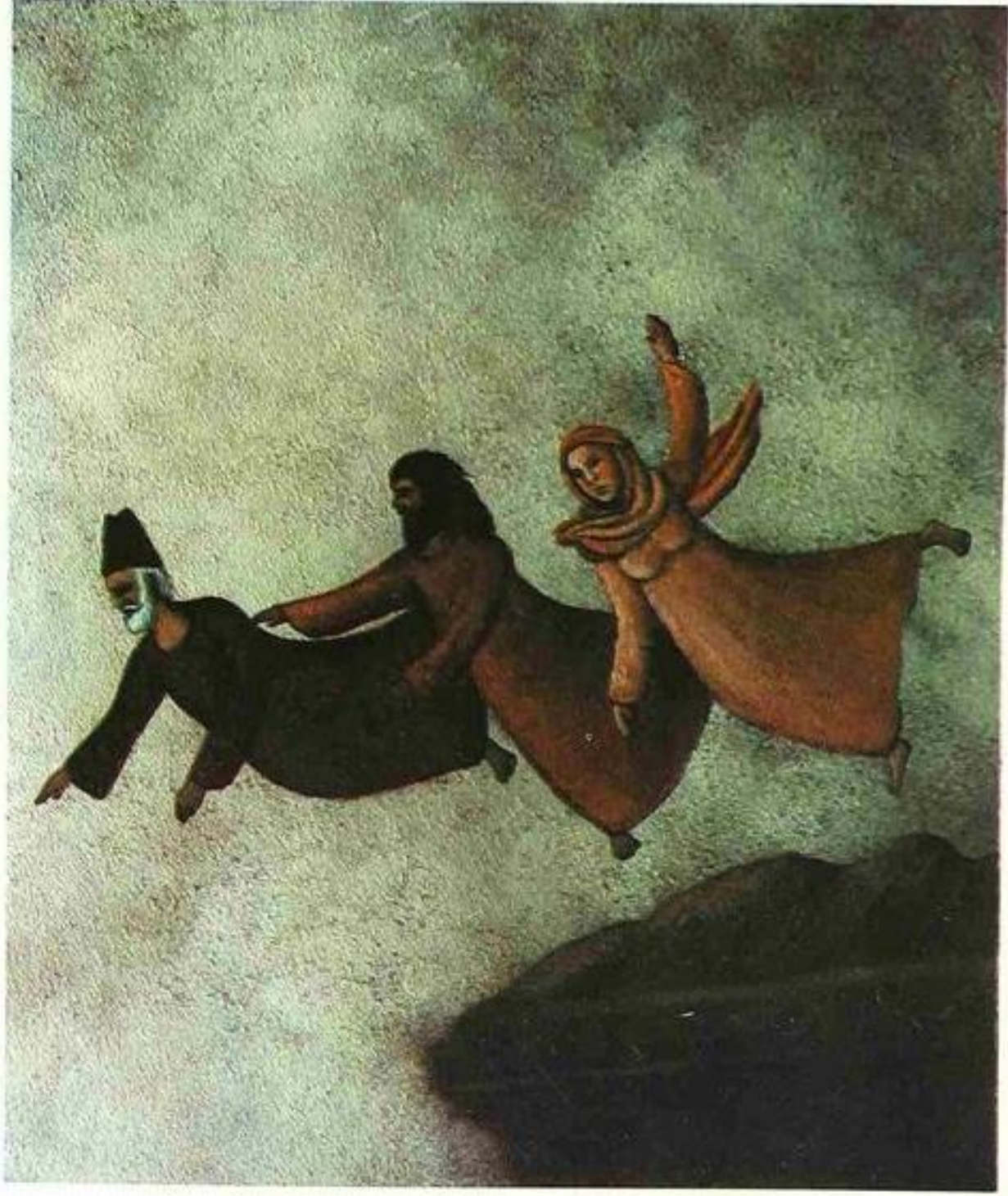
اے ترا تسلیم جاں زیر گنجیں  
یک نفس با ما در صحبت گزین

## حلاج

با مقامے در نمی سازیم و بس      ما سرا پا ذوق پروا زیم و بس  
ہر زماں دیدن تپیدن کار ہست      بے پروا بے پریدن کار ہست!

## نمودار شدن خواجہ اہل فراق ابلدیس

صحبت و شنڈلاں یک نم دو دم      آن دو دم سرمایہ بود و عدم!  
عشق را شوریدہ تر کرد و گذشت      عقل را صاحب نظر کرد و گذشت  
چشم بر بستم کہ با خود ارشش      از مستایم دیدہ در دل آر مش



بامقارے درنہی سازیم و بس      ماسرا پا ذوق پر و ازیم و بس

ناگماں دیدم جہاں تار یک شد  
از مکاں تالا مکاں تار یک شد  
اندر اں شب شد آمد پدید  
از دروش پیر مرے بر جمید  
یک قباے سرمی اندر برش  
غرق اندر دو و پچپاں پیکرش

گفت رومی خواجہ اہل عراق!

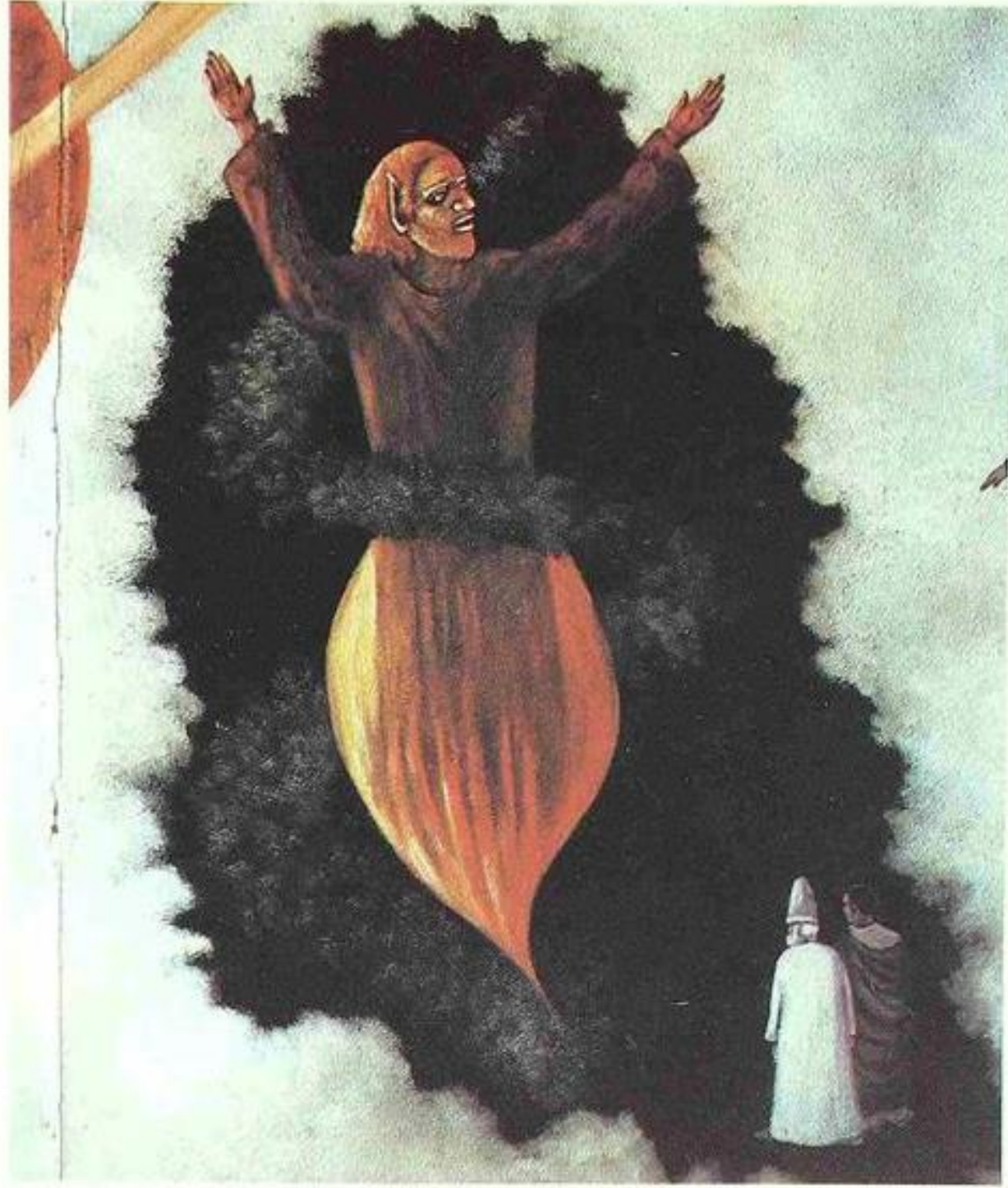
آں سراپا سوز و آں خونیں ایاق!

کہنہ کم خندہ اندک سخن  
چشم او بینندہ جاں در بدن!  
زند و ملا و حکیم و خرقہ پوش  
در عمل چوں ز اہدان سخت کوش  
فطرتش بیگانہ ذوق وصال  
زہد او ترک جمال لایزال!  
یگانستن از جمال آساں نبود  
کار پیش افکند از ترک سجود  
اندکے در وارد است او نگر  
مشکلات او ثبات او نگر!

غرق اندر رزم خیر و شر ہنوز

صد پیمبر دیدہ و کانہ ہنوز!

جانم اندرتن ز سوزِ او پدید  
 گفت و چشمِ نیمِ وا بر من کشود  
 آنچنان بر کارها چپیدہ ام  
 نے مرا فرشتہ نے چاکرے  
 نے حدیث نے کتاب آورده ام  
 رشتہ دیں چوں فقہاں کس ز رشت  
 کیش مارا این چنین تائیس نیست  
 درگذشتم از سجود لے بے خبر  
 از وجود حق مرا منکر مگیر  
 گر بگویم نیست، این از ابلیہی است  
 مس بے در پردہ لا، گفت ام  
 تانصیب از درو آدم داشتم  
 بر لبش آہ غم آلودے رسید  
 ”در عمل جز ما کہ بر خوردار بود؟  
 فرصت آدینہ را کم دیدہ ام!  
 وحی من بے منت ستم پیرے!  
 جان شیریں از فقہاں برده ام  
 کعبہ را کردند آخر خشت خشت!  
 فرقہ اندر مذہبِ ابلیس نیست!  
 ساز کردم از غنوں خیر و شر  
 دیدہ بر باطن کشاظا ہر مگیر  
 نہ انکہ بعد از دیدنتواں گفت نیست!  
 گفتہ من خوشتر از ناگفتہ ام!  
 قہر یار از بہر او نگذاشتم!



گفت رومی خواجہ اہل فسراق!  
آں سراپا سوز و آں خونیں ایاق!

شعلہ با ازگشت زارِ من دید  
 او ز مجبوری بہ محنت ساری رسید!  
 زشتی خود را نمودم آشکار  
 با تو دادم ذوق ترک و اختیار  
 تو نجائے دہ مرا از نارِ من  
 واکن اے آدم گره از کارِ من!  
 اے کہ اندر بندِ من افتادہ  
 رخصتِ عصیاں بشیطاں دادہ  
 در جہاں باہمتِ مردانہ زنی  
 غم گسارِ من! ز من بیگانہ زنی!  
 بے نیاز از نیش و نوشِ من گند  
 تانہ کرو نامہ ام تار یک ترا!  
 در جہاں صیا و باخچیر ہاست  
 تا تو خچیری کبیشتم تیر ہاست!

صاحب پر وازرا افتاد نیست

صید اگر زریک شود صیا و نیست!

گفتش "بگذر ز آئینِ من سراق  
 ابغض الاشیاء عندی الطلاق"  
 گفت "ساز زندگی سوزِ سراق  
 اے خوشا سرتی روزِ فراق!  
 بر لبم از وصل می ناید سخن  
 وصل اگر خواہم نہ او ماند نہ من!"

حرف وصل اور از خود بیگانہ کرد  
تازہ شد اندر دل او سوز و درد  
اندکے غلطیہ اندر دودِ خویش  
باز گم کر دید اندر دودِ خویش

نالہ ز ال دودِ چپاں شد بلند  
اے خاک جانے کہ گرد در زمین!

## نالہ ابلیس

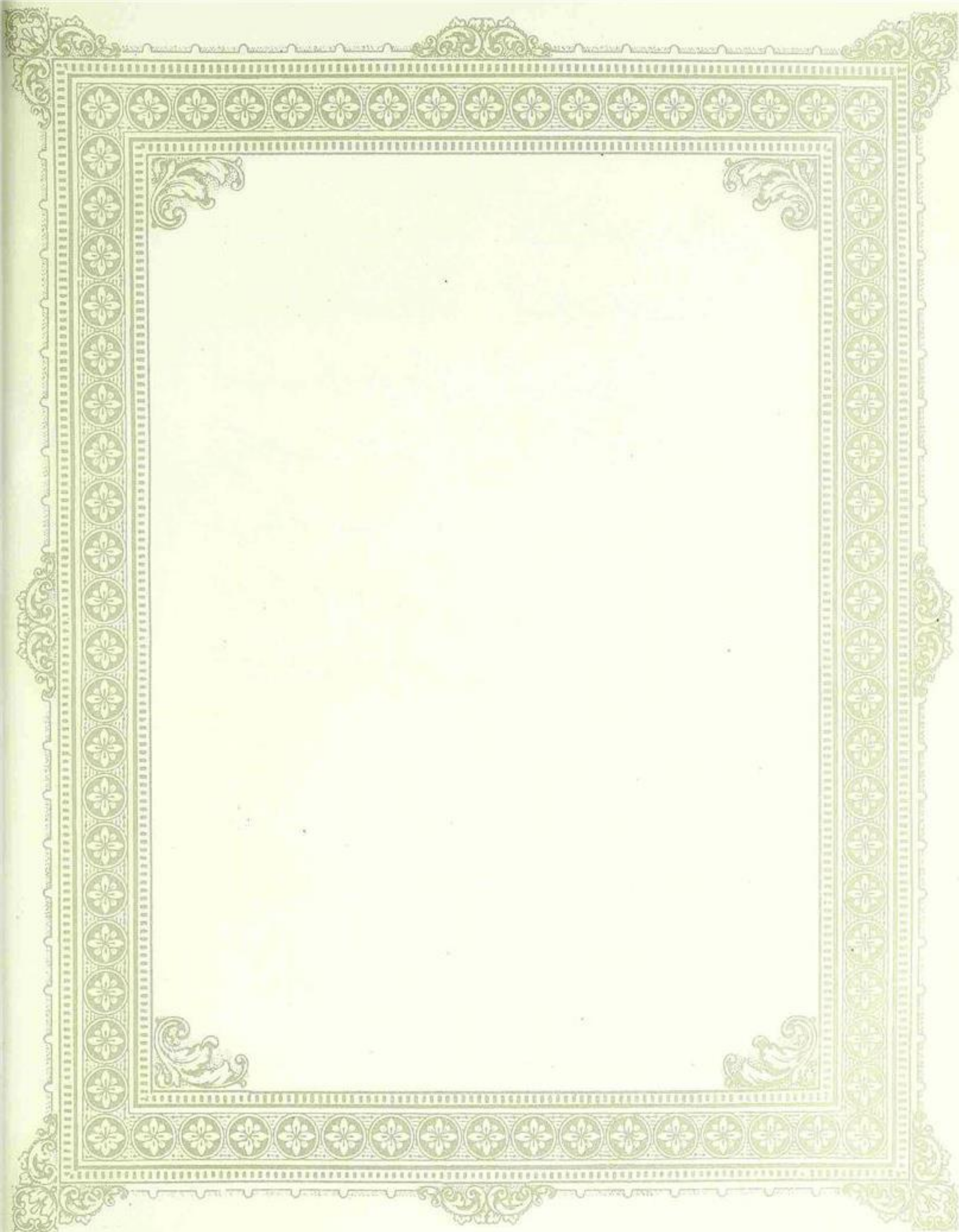
اے خداوندِ صواب و ناصواب  
من شدم از صحبتِ آدم خراب!  
ہیچ کہ از حکم من سر بر تافت  
چشم از خود بست و خود را در نیافت!  
خاکش از ذوقِ آبا، بیگانہ!  
از شرارِ کبریا، بیگانہ!  
صید خود صیاد را گوید گیر  
الامال از بندہ فرماں پذیر!  
از چنیں صیدے مرا آزاد کن  
طاعتِ دیروزہ من یاد کن  
پست از و آں بہتِ والائے من  
وائے من اے وائے من اے وائے من!

فطرت او خام و عزم او ضعیف	تاب یک ضریم نیار و این حریف
بنده صاحب نظر باید مرا	یک حریف بخت تر باید مرا!
لبست آب و گل از من بازگیر	می نیساید کودکی از مرد پیر!
ابن آدم چیست؟ یک مشت خست	مشت خست یک شتر از من بس است!
اندین عالم اگر بجز خست نبود	این قدر آتش مراد ادن چه سود؟
شیشه را بگداختن عاے بود	سنگ را بگداختن کاسے بود!
آسچناں تنگ از فتوحات آدم	پیش تو بهر مکافات آدم
منکر خود از تو می خواهم، بده	سوے آن مرد خدا را هم بده
بنده باید که پچپد گردنم	لرزه اندازد نگا ہش در تنم
آں کہ گوید از حضور من برو!	آں کہ پیش او نیزم باد و جو

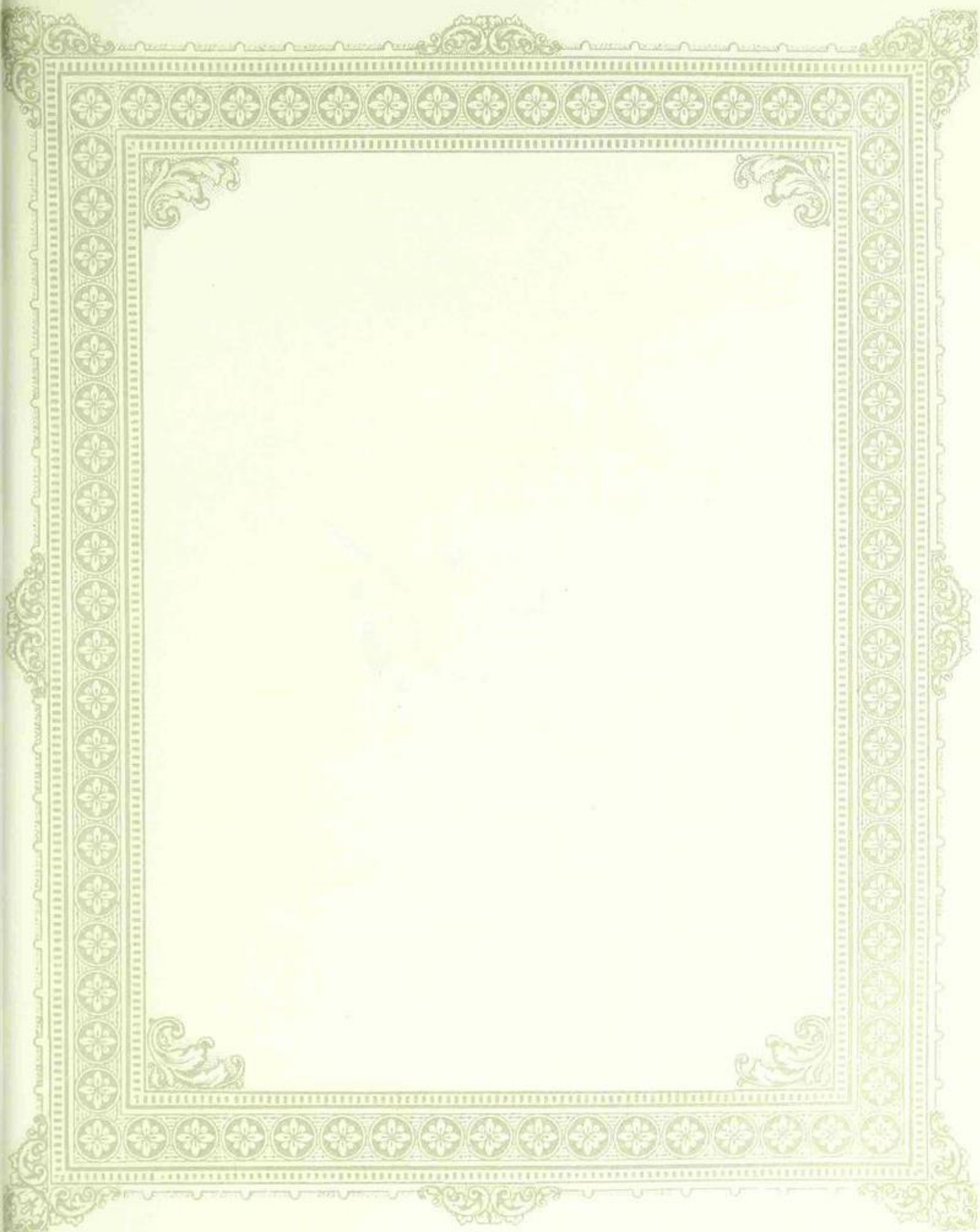
اے خدا یک زندہ مرد حق پرست

لذتے شاید کہ یا ہم در شکست!





# فکایِ عمل



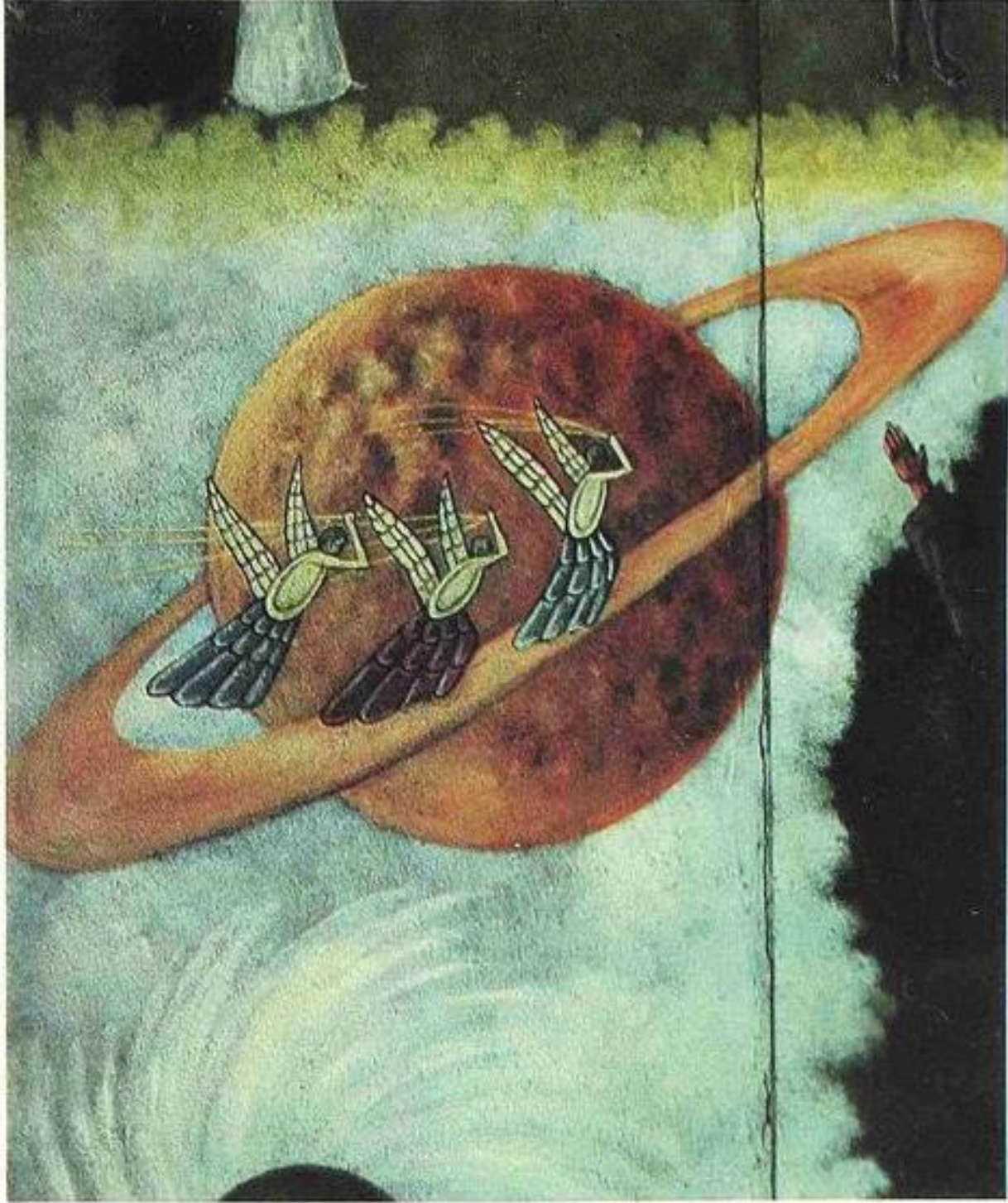
ارواحِ رزیدہ کہ با ملک و ملتِ عدلی

کرده دفرخ ایشان را قبول نکرده

آشنای ہر مقامِ راستاں!	پیرِ رومی آن امامِ راستاں
دیدہ آن عالمِ زنا پوش؟	گفت اے گردوں نورِ دختِ کوش
از دمِ استارہٴ دزیدہ است!	آنچہ برگرد کم چپیدہ است
ہر نکو از حکمِ اوزرشت و زبوں!	از گراں سیری خرامِ اوسکوں
بزمینش پانہادن مشکل است	پیکر او گرچہ از آب و گل است
قہر حق را قاسم از روز الست!	صد بزار افرشتہ تند ربدست
از مدارش بر کند سیارہ را	دڑہ پیسم می زند سیارہ را

عالمے مطرود و مردود سپر	صبح او مانند شام از بخلِ مہر!
منزلِ ارواحِ بے یومِ النشور	دوزخ از آسِ راقِ شاں آمد نفور
اندرونِ او دو طاغوتِ کهن	روحِ قوی کشتہ از بہرِ دوتن!
جعفر از بنگال و صادق از دکن	ننگِ آدمِ ننگِ دینِ ننگِ وطن!
ناقبول و نامید و نامراد	ملتے از کارِ شاں اندر فساد!
ملتے کو بندِ بہر ملت کشاد	ملکِ دینش از ممتِ خود فتاد!
می ندانی خطہ ہندوستان	آں عزیزِ خاطرِ صاحبِ دلاں
خطہ ہر بلوہ اش گیتی فرور	در میانِ خاک و خون غلطِ مہنوز
در گلش تخمِ غلامی را کہ کشت!	این بہہ کردارِ آں ارواحِ زشت!

در فضائے نیلگوں یک دم بایست  
تا مکافاتِ عملِ بدنی کہ چسبیت!



منزل ارواح بے یوم النشور      دوزخ از آسراقِ شاں آمد نفوس

## قلزمِ خوئیں

آنچه دیدم می نگنجد دریاں  
 تن ز سہمش بے خبر گرد زجا!  
 من چہ دیدم؟ قلزمِ زخوں!  
 قلزمِ طوفاں بروں طوفاں درو!  
 درہو اما راں چو در قلزمِ نہنگ  
 کفچہ شب گوں بال و پریا بے نگ!  
 موجا در زندہ مانند پلنگ!  
 از نہیش مردہ بر ساحل نہنگ!  
 بحر ساحل را اماں یک دم نداد  
 ہر زماں گہ پارہ درخوں فتاد  
 موج خوں با موج خوں اندر ستیز  
 در میانش زورقے در اُفت و خیز!

اندرال زورق دو مرد زرد روے

زرد رو، عریاں بدن، آشفته موے!

## اشکارا می شود روح ہندوستان

آسماں شوق گشت و حورے پاک زاد  
 پردہ را از چہرہ خود بر کشاد  
 در بینش نار و نور لایزال  
 درد و چشم او سرور لایزال  
 حلقہ در بر سبک تر از سحاب  
 تار و پودش از رگ برگ گلاب  
 با چہیں خوبی نصیبش طوق و بند  
 برب او نالہ ہاے درد مند!

گفت دومی "روح ہند است این نگر  
 از فغانش سوز ہا اندر جگر"

## روح ہندوستان نالہ و سیر دمی کند

شمع جاں افسرد در فالوس ہند  
 ہندیان بیگانہ از ناموس ہند  
 مردک نامحرم از اسرار خویش  
 زخمہ بر خود کم زند بر تار خویش!



بر زمان رفتی بند نظر از تش افسردہ می سوزد جگر

بند با بردست و پایے من ازوت ناله ہائے نار سائے من ازوت

خویشتن را از خودی پر دختہ از رسوم کہنہ زنداں ساختہ

آدمیت از وجودش در دمنہ

عصر تو از پاک و ناپاکش نژند

بگذر از فقرے کہ عریانی دہد اے خنک فقرے کہ سلطانی دہدا

الحذر از جبر و ہم از خوئے صبر جابر و مجبور را زہراست جبر!

ایں صبر سپہی خوگر شود آں چبر سپہی خوگر شود

ہر دور از ذوق ستم گردد فرزوں

ور دمن یا لیت قومی یعلیوں

کے شب ہندوستان آید بروز! مروجعفر زندہ روح او ہنوز!

تاز قید یک بدن وامی رہد آشیاء اندر تین دیگر نہد!

گاہ او را با کلیسا ساز باز      گاہ پیش دیریاں اندر نیاز  
 دین او آئین او سوداگری است      عنتری اندر لباس حیدری است  
 تاجمان رنگ و بو گردد دگر      رسم او آئین او گردد دگر  
 پیش ازین چیزے دگر مسجوداً      در زمان ما وطن مسجوداً  
 ظاہر او از غم دین دردمند      باطنش چوں دیریاں ز نار بند  
 جعفر اندر سہ بدن ملت کش است      این مسلمانے کہن ملت کش است  
 خذ خندان است با کس یار نیست      مار اگر خنداں شود جز مار نیست  
 از نفاقش وحدت توے دونیم      ملت او از وجود او لنیم  
 ملتے را ہر کجا غارت گے است      اصل او از صداقتے یا جعفرے است

الاماں از روح جعفر الاماں

الاماں از جعفر ان این زماں!

۱۷۱  
 فریادِ یکے از زورق نشینان فلزم خونین

”نے عدم مارا پذیرد نے وجود  
 تا گدشتیم از جهان شرق و غرب  
 بر در دوزخ شدیم از درد و کربا  
 یک شر بر صادق و جعفر نزد  
 بر سر ما مشت خاک تر نزد

گفت دوزخ را خس و خاشاک بہ

شعلہ من زیں دو کافر پاک بہ!

آنسوے نہ آسماں فتیم ما  
 پیش مرگ ناگماں فتیم ما  
 گفت جاں سرے نے اسرار من است  
 حفظ جان و ہدم تن کار من است  
 جان زشتے گرچہ نزد باد و جو  
 اے کہ از من ہدم جاں خواہی برو!

این چنینی کائے نمی آید مرگ

جانِ عذارے نیاساید مرگ!

اے ہوائے تند! اے دریائے خوں! اے زمیں! اے آسمان نیلگوں!  
 اے نجوم! اے ماہ تاب! اے آفتاب! اے قلم! اے لوح محفوظ! اے کتاب!  
 اے بتانِ بیض! اے گردانِ غرب! اے جہانے در بعل بے حرب و ضرب!

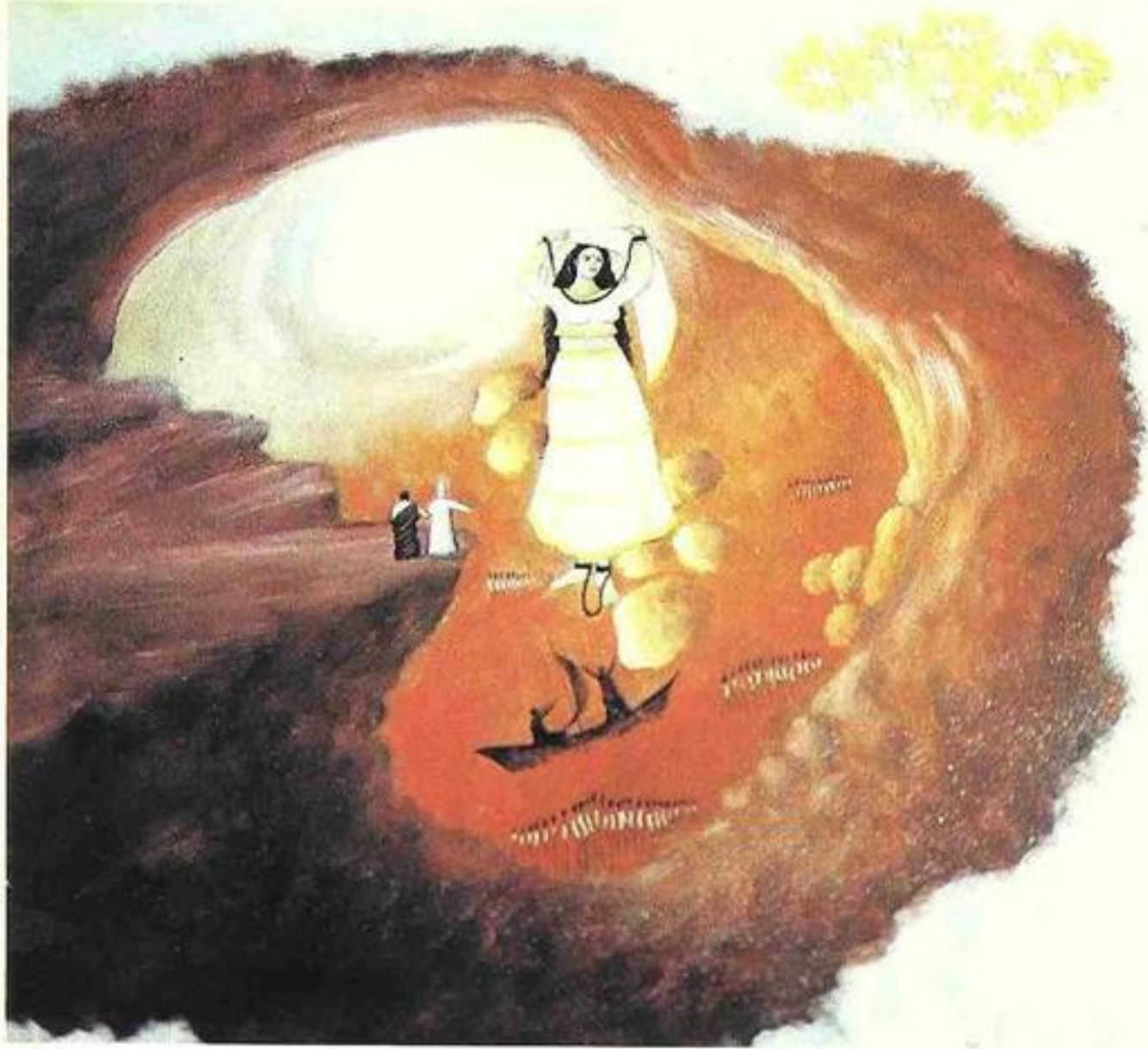
ایں جہاں بے ابتدا بے انتہاست!

بندۂ عذارِ رازِ امولا کجاست؟

ناگہاں آمد صد اے ہولناک سینۂ صحرا و دریا چاک چاک!  
 ربطِ تسلیم بدن از ہم گسخت دمبدم کہ پارہ بر کہ پارہ رنجیت  
 کوہ ہا مثل سحاب اندر مروہ اندامِ عالی بے بانگِ صورت!  
 برق و تندر از تب و تابِ روں آتشیان بستند اندر بحرِ خوں!  
 مویہا پر شور و از خود رفتہ تر! غرقِ خوں گردید آں کوہ و کمر!

آنچہ بر پیدا و ناپید گذشت

خیلِ انجم دید و بے پروا گذشت!



ایں جہاں بے ابتدا بے انتہاست!  
بندۂ عذار را مولا کجاست؟

# آن سو سے افلاک



چشم من صد عالم شش روزه دید  
تا حد این کائنات آمد پدید!

## مقام حکیم المانوی نطشہ

ہر کجا استیزہ بود و نبود  
 کس نداند ستر این چرخ کبود!  
 ہر کجا مرگ اور دہ پیغام زلیت  
 اے خوش آن مردے کہ داند مرگ صیت!  
 ہر کجا مانند باد ارزاں جیتا  
 بے ثبات و با ثمنائے ثبات!  
 چشم من صد عالم شش روزہ دید  
 تا حد این کائنات آمد پدید!  
 ہر جہاں را ماہ و پروینے دگر  
 زندگی را رسم و آئینے دگر!  
 وقت ہر عالم رواں مانند زرو  
 دیر یا زایں جاو آن جانتند درو!  
 سال ما این جائے آنجا دے!  
 بیش این عالم باں عالم کے!

عقل ما اندر جہانے ذوفنون

در جہانے دگرے خوار وزبوں!

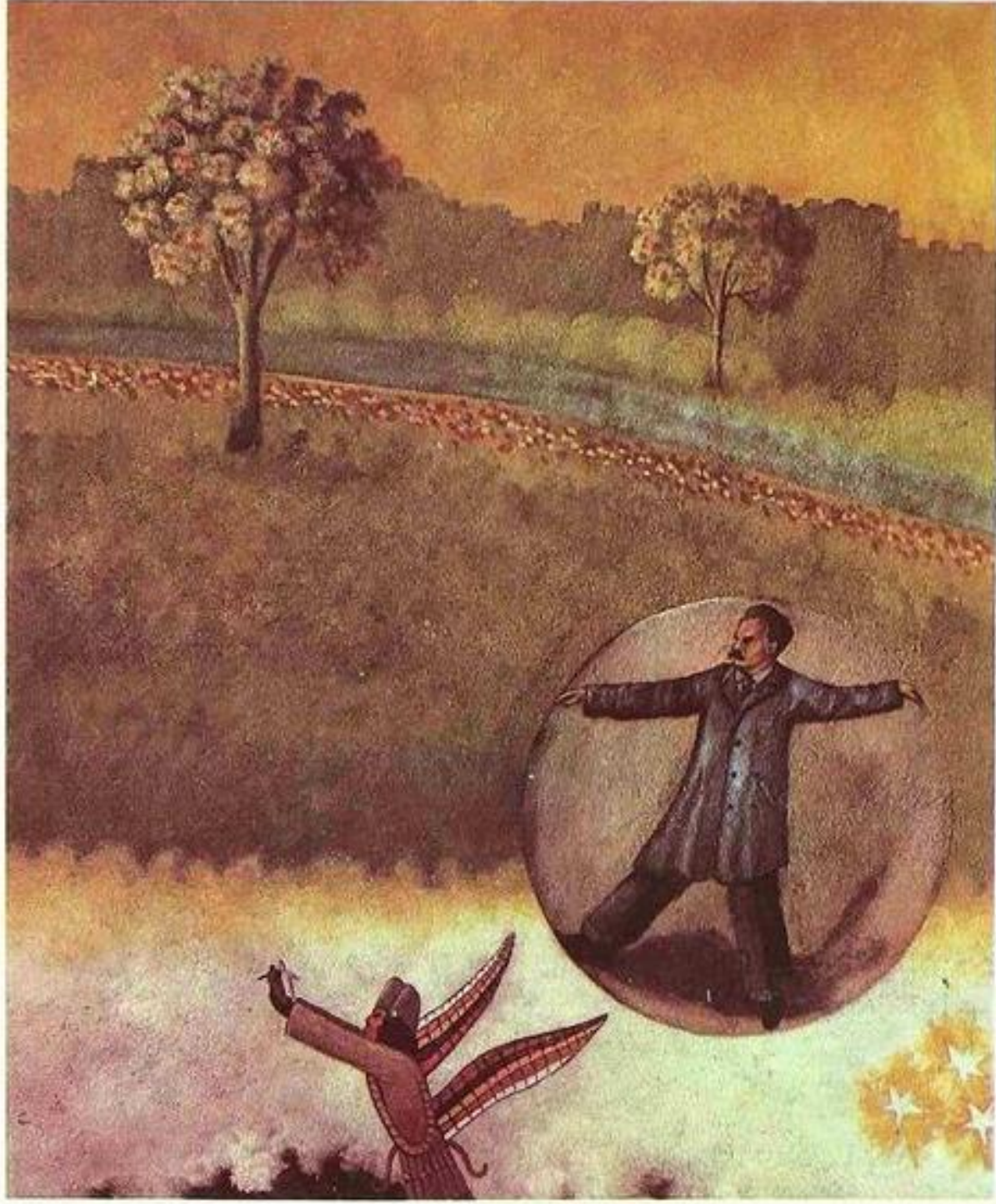


بر تغورِ این جهانِ چون و چپند  
بود مرگ با صد اے در و مندا!  
دیدۂ او از عقا باں تیز تر  
طلعتِ او شاہدِ سوزِ جگر!  
دبدم سوزِ درونِ او فنز و  
بر لبش بیلتے کہ صد بارش سر و!

”نہ جبریلے نہ فردوسے نہ حورے نے خداوندے

کفِ خاکے کہ می سوزد ز جانِ آرزو مستی!“

من بہ روی گفتم این دیوانہ کیت؟  
گفت ”این فرزانه المانوی است  
در میانِ این دو عالم جے اوست  
نغمہ دیرینہ اندر نامے اوست!  
باز این حلّاج بے دار و رسن  
نوعِ دیگر گفتم آں حرفِ کہن!  
حرفِ او بے باک و افکارش عظیم  
غریباں از تیغِ گفتارش دو نیم!  
ہم نشیں بر جذبہ او پے نبرد  
بندۂ مجذوب! اے مجنوںِ شرد!  
عاقلاں از عشقِ مستی بے نصیب!  
نبضِ او دادند دردِ دستِ طبیب!  
باز شکاں حسیتِ غیر از ریو و رنگ  
و اے مجذوبے کہ ز او اندر فرنگ!



من برومی گفتم این دیوانه کجاست؟ گفت این فرزانه المانوی است

ابن سینا بر بیا ضعیف دل نهد رگ زندیا حسب خواب آورد

بود صلابت بپشهر خود غریب

جان ز ملامت برد و کشت اورا طبیب!

پس فزول شد نغمه اش از تار چنگ!

صد خلل در واردات او فتاد!

کاروانے مرد کار اورا نکرد!

ساکنے در راه خود گم گشتت!

از خدا برید و ہم از خود گشت!

اختلاط قاهری با دلبری!

خوشه کز کشت دل آید پرو!

این مقام از عقل و حکمت ماوراست

لاوالا از مقامات خود می است!

مرد ره دانے نبود اندر فرنگ

راه رورا کس نشان از ره نداد

نقد بود و کس عیب ار اورا نکرد

عاشقے در آه خود گم گشتت!

مستی او هر ز جا بے را شکست

خواست تا بیستند بپشتم ظاہری

خواست تا از آب گل آید پرو!

آنچه او جوید معتمد کبریاست

زندگی شرح اشارات خود می است!

او بہ لا در ماند و تا آلا ز رفت  
 از مقام عجدہ، بیگانہ رفت!  
 با تجلی ہمکنار و بے خبر  
 دور تر چوں میوہ از بیخ شجر  
 چشم او جز رویت آدم سخا  
 لغو بے باکانہ زد آدم کجا ست!  
 ورنہ او از خاکیاں بیزار بود  
 مثل موسے طالب دیدار بود!  
 کاش بودے در زمان احمدے  
 تار پیدے بر سر و سر ملے  
 عقل او با خویشتن در گفتگو ست  
 تورہ خود رو کہ راہ خود نکوست!

پیش نہ گامے کہ آد آں مقام

کا نذرو بے حرف می روید کلام!

## حرکت بحیثیت الفردوس

درگذشتم از حد این کائنات  
 پانہ آدم در جہان بے جہات!

احمدے - حضرت شیخ احمد سرہندی

بے ہمین و بے یسار است این جہاں  
فارغ از لیل و نہار است این جہاں

پیشِ اوقنِ دیلِ اور اکمِ فسرد  
حرفِ من از میبیتِ معنیِ ببرد

بازبانِ آب و گلِ گفتارِ جاں!

در نفسِ پرواز می آید گراں!

اندکے اندر جہانِ دلِ نگر  
تا ز نورِ خودِ شو می روشنِ بصر

چسیتِ دل؟ یک عالم بے رنگ و بوست  
عالم بے رنگ و بو بے چار سوست!

ساکن و ہر لحظہ سہا را است دل!  
عالمِ احوال و افکار است دل!

از حقائق تا حستائقِ رفتہ عقل  
سیرِ او بے جاہ و رفتار و نقل!

صد خیال و ہر یک از دیگر جدت  
این بگردوں آشنا آن ناراست!

کس نگوید این کہ گردوں آشناست  
بر ہمین آن خیالِ ناراست!

یا سرورے کا یاد از دیدارِ دوست  
نیم گامے از ہواے کھوے اورت!

چشمِ تو بیدار باشد یا خواب  
دل بہ بنید بے شعاعِ آفتاب!

آں جہاں را بر جہانِ دلِ ثناں  
من چہ گویم ترا پنچہ ناید در قیاس!

اندر اں عالم جہانے دیگرے  
اصل او از کن فکانے دیگرے!  
لازوال و ہرزماں نوعِ دگر  
ناید اندر وہم و آید در نظر!  
ہرزماں اور اکمالے دیگرے  
ہرزماں اور اجمالے دیگرے!  
روزگار ش بے نیاز از ماہ و مہر  
گنجد اندر ساحتِ او نہ سپہر!  
ہرچہ در غیب است آید روبرو  
پیش از اں کزدل بر وید آرزو!  
در زبانِ خود چساں گویم کہ چہ پست  
ایں جہاں نور و حضور و زندگی است  
لالہ با آسودہ در کسار ما  
نہر با گردندہ در گلزار ما!  
غنچہ ماے سرخ و اسپید و کبود  
از دمِ قدوسیاں اورا کشود!  
آب ہا سیمیں، ہوا ہا عنبریں  
قصر ما بقبہ ماے زمردیں!  
خیمہ ہا یاقوت گوں زرین طنباں  
شاہداں باطلعتِ آئینہ تاب!

گفت رومیؒ اے گرفتارِ قیام  
درگذر از اعتبار است حواس  
از تجلی کارہائے خوب و زشت  
می شود آں دوزخ این گرد و بہشت!  
این کہ بینی قصر ہائے رنگ رنگ  
اصلش از اعمال و نئے از خشت و رنگ!  
آنچہ خوانی کوثر و علمان و حور  
جلوۂ این عالم جذب و سرور!

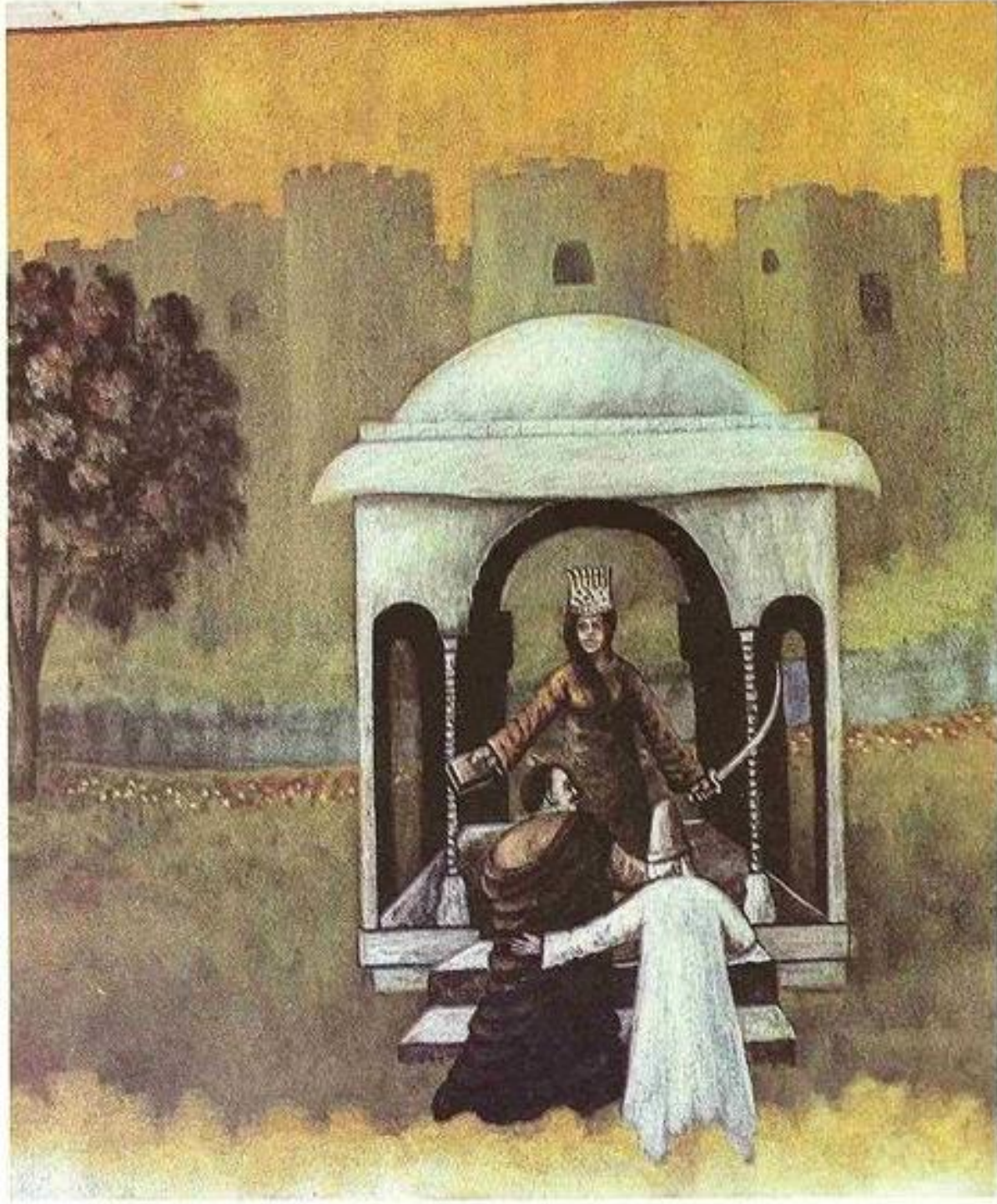
زندگی این جاز و پیدار است و بس  
ذوق دیدار است و گفتار است و بس!

## قصر شرف النساء

گفتم این کاشانہ از لعل ناب  
آنکہ می گیرد خراج از آفتاب!  
این مقام این منزل این کاخ بلند  
حوریای بردر گمش احرام بند!  
اے تودادی سالکان را جستجوے  
صاحب او کیست؟ ہن بازگوے  
گفتؒ این کاشانہ شرف النساء  
مرغ ہائش با بلائک ہم نواست!

فلزم ما این چسپیس گوهر نژاد  
 بیچ مادر این چسپیس دختر نژاد!  
 خاکِ لاهور از مزارش آسمان  
 کس نداند رازِ او را در جہاں!  
 آن سراپا ذوق و شوق و درد و داغ  
 حاکمِ پنجابِ چشم و چہرہ و چرخ  
 آن فروغِ دودۂ عبد الصمد  
 فقر او نقشے کہ ماند تا ابد!  
 تاز قرآن پاک می سوزد و جود  
 از تلاوت یک نفس فارغ نبود  
 در کمر تیغِ دو روز و تکرانِ بدت  
 تن بدن ہوش و ہواس اللہ مت!  
 خلوت و شمشیر و تکرانِ نماز  
 اے خوش آن عمرے کہ رفت اندر نیاب!  
 بر لب او چوں دمِ آخر رسید  
 سوے مادر دید و مشتاقانہ دید!  
 گفت اگر از راز من داری خبر  
 سوے این شمشیر و این قرآن نگر  
 این دو قوت حافظِ یک دیگر اند  
 کائناتِ زندگی را محور اند!  
 اندرین عالم کہ میسر و ہر نفس  
 دخترت را این؟ و محرم بود و بس!  
 وقتِ رخصت با تو دارم این سخن  
 تیغ و تکران را جدا از من مکن!





گفت اگر از راز من داری خبر سوے این شمشیر و این قرآن نگر

دلِ باںِ حرفے کہ می گویم بنہ  
قبر من بے گنس بدقندیل بہ!

مومنوں راتینغ باقراں بس است

تربت مارا ہمیں سماں بس است!

عمر بادریزیر این تریں قباب  
بر مزارش بود شمشیر و کتاب

مرقدش اندر جهان بے ثبات  
اہل حق را داد پیغام حیات!

تا مسلماں کرد باخود آنچه کرد  
گردش دوران باطش در نور

مرد حق از غیر حق اندیشہ کرد  
شیر مولا روہی را پدیشہ کرد!

از دلش تاب و تب سہا برفت  
خود بدانی آنچه بر پنجاب رفت!

خالصہ شمشیر و قرآن را ببرد

اندر اں کشور مسلمانانی ببرد

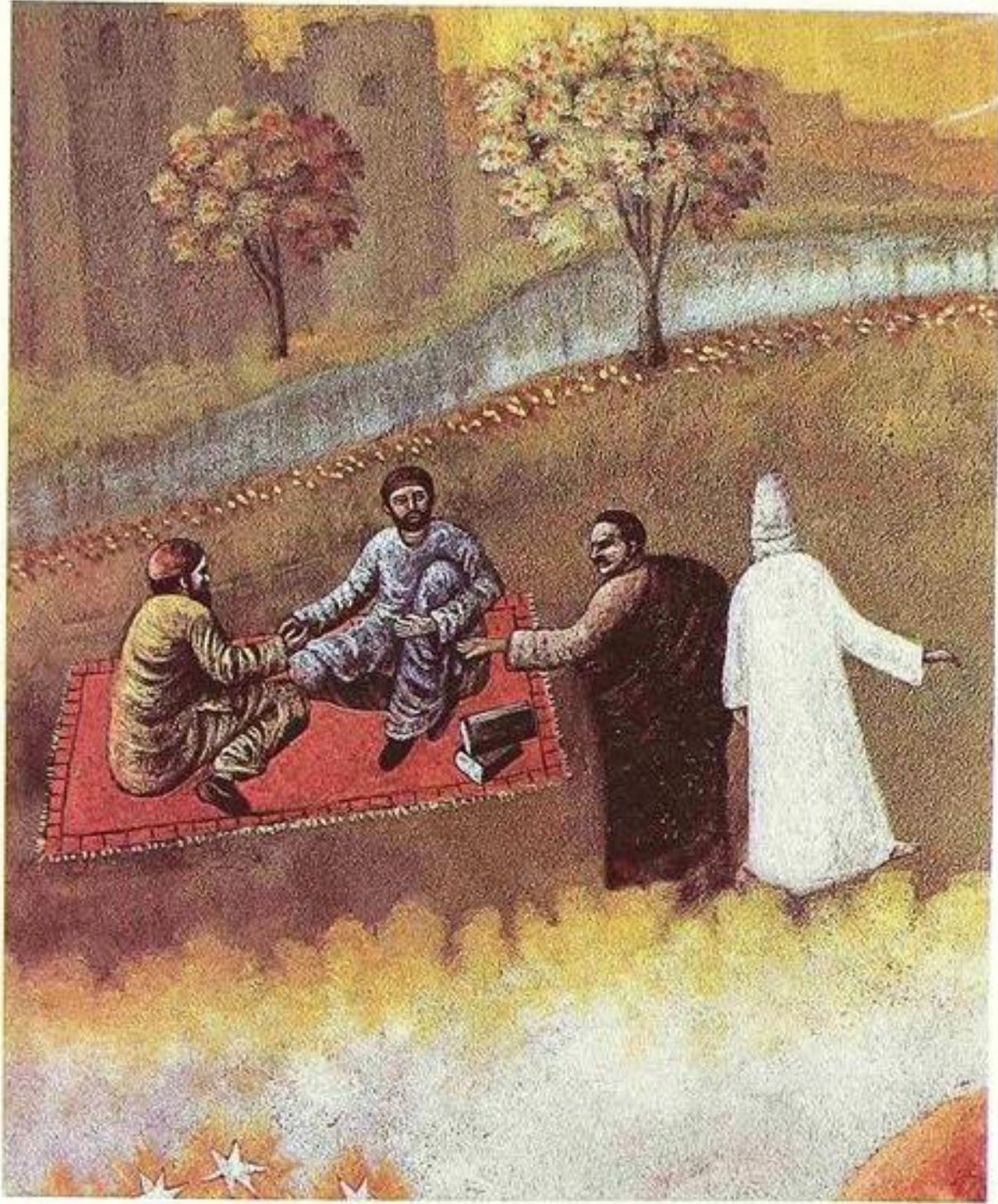
# زیارتِ امیر کبیر حضرت سید علی

## ہمدانی و ملاط ساہرغنی کستری

حرفِ رومی در دلم سوزے فگند      آہ پنجاب! آل زمین ارجمند!  
 از تپِ یاران تپیدم در بہشت      کفہِ عنہما را خریدم در بہشت!  
 تا در آن گلشن صدایے در دمنند      از کنارِ حوضِ کوثر شاد بلند!

”جمع کردم مشقتِ خاشاکے کہ سوزم خویش را  
 گل گماں دارو کہ بندم آشتیاں در گلستاں“  
 (غنی)

گفت رومی ”د آنچہ می آید نگر      دل مدہ با آنچہ بگذشت اے پسر!  
 شاعرِ رنگیں نوا طہرغنی      فقر او باطنِ غنی طہرغنی!  
 نغمہ می خواند آل مستِ مدام      در حضورِ سیدِ والا مقام



شاعرِ رنگین نوا طاهرِ غنی      فقرا و باطنِ غنی ظاہرِ غنی!

یتد السادات، سالار عجم دست او معما تقدر اُمم  
 تا غزالی درس اللہ ہو گرفت ذکر و نکر از دو دمان او گرفت  
 مرشد آں کشور مینو نظیر میر و درویش و سلاطین امیر  
 خطہ را آں شاہ دریا آستین داد علم و صنعت و تہذیب و دین  
 آفرید آں مرد ایران صغیر با ہنر ہائے غریب و دلپذیر

یک نگاہ او کشاید صد گره  
 خیز و تیرش را بدل رہے بدہ

## در حضور شاہ ہمدان

### زندہ رود

از تو خواہم سیریزداں را کلید طاعت از حاجت شیطان آفرید  
 زشت و ناخوش را چنان آراستن! در عمل از ما نکوئی خواستن!

۱۸۶  
 از تو پرسم این فسوں سازی که چه! با تمار بدشیس بازی که چه!  
 مشت خاک و این سپهر گرد خود بگومی ز پیدش کاسے که کرد؟  
 کار ما افکار ما آزار ما دست بادنداں گزیدن کار ما!

## شاه ہمدان

بنده کز خویشتن دارد خبر آفریند منفعت را از ضرر!  
 بزم بادپواست آدم را وبال بزم بادپواست آدم را جمال!  
 خویش را برابر من باید زدن تو ہمہ تیغ آں ہمہ سنگ فن!  
 نیز تر شو تا فتد ضرب تو سخت ورنہ باشی درد و گیتی تیرہ سخت!

## زندہ رود

زیر گردوں آدم آدم را خورد ملتے بر ملتے دیگر چپرد!

جاں ز اہلِ خطہ سوزِ دچوں سپند  
 خیزد از دلِ نالہ ہائے دروند!

زیرک و دراک و خوش گل مکتے است  
 در جہاں تر دستی او آیتے است

ساغش غلظتِ اندر خونِ اوست  
 در نئے من نالہ از مضمونِ اوست!

از خودی تابے نصیب افتادہ است  
 در دیارِ خودِ غریب افتادہ است!

دستِ مزدِ او بدستِ دیگران  
 ماہیِ رودش بہشتِ دیگران!

کار و انہا سوسے منزلِ کامِ کام  
 کارِ او ناخوب و بے اندام و خام!

از غلامی جذبہ ہائے او ببرد  
 آتشے اندر رگِ تاشِ فرود!

تا نہ پنداری کہ بود است این چنین  
 جہہ را ہموارہ سود است این چنین!

در زمانے صف شکن ہم بودہ است

چہرہ و جانباز و پُردم بودہ است!

کوہ ہائے خنک سارِ اونگر آتشیں دستِ چنارِ اونگر!

خنک سار - سیندسر

در بہاراں لعل می ریزد رنگ  
 خیزد از خاکش یکے طوفان رنگ!  
 لکہ ہائے ابر در کوہ و دمن  
 پنبہ پڑاں از کمان پنبہ زن!  
 کوہ و دریا و غروب آفتاب  
 من خدا را دیدم آنجا بے حجاب!  
 بانسیم آوارہ بودم در نشاط  
 بشتنواز نے می سرودم در نشاط!  
 مرنگے می گفت اندر شاخاں  
 باپشیرے می نیزد این بہاراں!  
 لالہ رست و زگرش شہلا دمید  
 باد نوروزی گریبانش دریدا  
 عمر با بالید ازین کوہ و کمر  
 نستراز نور متسر پاکیزہ ترا!

عمر با گل رخت بر بست و کشاد

خاک ما دیگر شہاب الدین نزاواں!

نالہ پر سوز آں مرغ سحر داد جانم راتب و تابِ دگر!

بشتنواز نے تلمیح بہ شعر حضرت رومی (بشتنواز نے چوں حکایت می کند،  
 نشاط باغ مشہور در کشمیر شہاب الدین - یکے از سلاطین مشہور کشمیر



تا کیے دیوانہ دیدم درخروش آنکہ برداز من مستع صبر و ہوش!

”بگذر ز ما و نالہ مستانہ مجھ سے  
 بگذر ز شاخ گل کہ طلسمے است رنگ و بوے  
 گفتی کہ شبہم از ورق لالہ می چسکد  
 غافل دے است این کہ بگرید کنار جوے!  
 این مشقت پر کجا و سرود این چنین کجا  
 روح غنی است مائمی مرگ آرزوے!  
 بادِ صبا اگر بہ جنبوا گذر کنی  
 حرفے ز ما بہ مجلس اقوام باز گوے  
 دہقان و کشت و جوے و خیاباں فروختند  
 توے فروختند و چہ ارزاں فروختند!“

## شاه ہمدان

با تو گویم رمز بار یک لے پسر  
 جسم را از بہر جاں باید گداخت  
 گر ببری پارہ تن را ز تن  
 لیکن آن جانے کہ گرد جلوه است  
 جو ہر ش با ہیچ شی مانند نیست  
 گر نگمداری بمیہر در بدن  
 چیت جان جلوه مست لے مرد را؟  
 چیت جان دادن؟ بحق پرداختن!  
 جلوه مستی؟ خویش را در یافتن!  
 خویش را نا یافتن نابودن است  
 تن ہمہ خاک است و جاں والا گمر  
 پاک را از خاک می باید شناخت  
 رفت از دست تو آن لخت بدن!  
 گرز دست او را دہی، آید بدست!  
 ہست اندر بند و اندر بندیت!  
 و رہیشتانی ہن سر و غ انجمن!  
 چیت جان دادن دست لے مرد را؟  
 کوہ را با سوز جاں بگداختن!  
 در شبناں چوں کو کبے بر یافتن!  
 یافتن، خود را بخود بخشودن است!

هر که خود را دید و غمیز از خود ندید  
 رخت از زندان خود بیرون کشید!  
 جلوه بدست که بیستد خویش را  
 خوشتر از نوشینه داندیش را!  
 درنگاهش جان چو باد ارزا شود  
 پیش او زندان اولرزا شود!  
 تیشه او خار را برمی درو  
 تا نصیب خود ز گیتی می برد

تا ز جان بگذشت، جانش جان است  
 ورنه جانش یک دم مهان اوست!

## زنده رود

گفته از حکمت زشت و نکوے  
 پیر دانا نکتہ دیگر نکوے  
 مرشد معنی بنگالهاں بودہ  
 محرم اسرار شاهان بودہ  
 ما فقیر و مسکراں خواهد خراج  
 چیست اصل اعتبار تخت و تاج

محرم اسرار شاهان الخ - تلمیح بکتاب لوک که از تصانیف حضرت شاه بهمان است

## شاہ ہمدان

اصل شاہی حسیت اندر شرق و غرباً  
 فاش گویم با تو اے والامت م  
 یا اولی الامرے کہ منکم شانِ اوست  
 یا جوال مردے چو صرصر تن خیز  
 روز کیس کشور کشا از قاہری  
 می تو او ایران و ہندستان خرید  
 جامِ جم را اے جوان باہنر  
 و ربگیر دمال او جز شیشہ نیست  
 یارضاے امتاں یا عرب و ضرب  
 بنج را جز باد و کس دادن حرام!  
 آئی حق حجت و برہانِ اوست  
 شہرگیر و خویش باز اندر ستیز  
 روز صلح از شیوہ ہاے دلبری  
 پادشاہی را از کس نتوان خرید  
 کس نگمیرد از دکانِ شیشہ گر  
 شیشہ را غیر از شکستن پیشہ نیست

یا اولی الامرے الخ تلخیص آیہ قرآن

۱۹۳  
غنی

ہندرا این ذوقِ آزادی کہ داد؛      صیدر اسودا سے صیادی کہ داد؛  
آں برہمن زادگانِ زندہ دل      لالہ احمد زروے شاں خجل!  
تیز بین و پختہ کار و سخت کوش      از نگاہ شاں فرنگ اندر خروش!  
اصل شاں از خاکِ دامنگیر بہت!      مطلع این اختران کشمیر بہت!  
خاکِ مارا بے شرردانی اگر      بردرون خود کیے بچشا نظر!  
این ہمہ سوزے کہ داری از کجاست؟      این دم بادِ بھاری از کجاست؟

این ہماں باد است کز تاثیر او

کو ہسار ما بگیں و رنگ و بوا

یہیج می دانی کہ روزے دروگر      موجہ می گفت با موجِ دگر۔

ڈگر۔ دریاچہ معروف در کشمیر

چند در قلزم بیک دیگر ز نیم  
خیز تا یک دم بسا حل سر ز نیم  
زادہ ما یعنی آل حجبے کہن  
شور او در وادی و کوہ و دمن!  
ہر زمان برسنگ رہ خود را زند  
تا بنائے کوہ را بر می کند  
آں جواں کو شہر و دشت و در گرفت  
پرورش از شیر صد مادر گرفت  
سطوت او خاکیاں محشر کے است  
ایں ہمہ از ماست نے از دیگرے است  
ز لیتن اندر حد ساحل خطاست  
ساحل مانگے اندر راہ ماست  
باکراں در ساختن مگر دوام  
گرچہ اندر بج غلطی صبح و شام

زندگی جولان میان کوہ و دشت

اے خنک موحے کہ از ساحل گذشت!

اے کہ خواندی خطِ پیمائے حیات  
اے بہ خاور دادہ غوغائے حیات  
اے ترا آہے کہ می سوزد جگر  
تو از بے تاب و ما بے تاب ترا!  
اے ز تو مرغِ چمن را ہاے وہو  
سبزہ از اشکِ تومی گیر و صنو!

اے کہ از طبع تو کشتِ گلِ مید  
 اے ز امید تو جاننا پُر امید  
 کاروانہا را صد اے تو در  
 تو ز اہلِ خطہ نو میدی چرا  
 دل میان سینہ شاں مرده نیست  
 اخگر شاں زیر تیغ افسردہ نیست  
 باش تا بینی کہ بے آوازِ صورت  
 ملتے بر خیزند از خاکِ قبور  
 غم مخور اے بندہ صاحبِ نظر  
 برکش آں کہے کہ سوز و خشک و تر  
 شہرِ زیرِ سپرِ لاجورد  
 سوخت از سوزِ دلِ درویشِ مرد  
 سلطنتِ نازک تر آمد از جب  
 از نوا تشکیلِ تقدیرِ ام  
 از نوا تخریب و تعمیرِ ام  
 نشتر تو گرچہ در دہا خلید  
 مزرعہ چونانکہ ہستی کس نہید  
 پردہ تو از نواے شاعری است  
 آنچه گوئی ما در اے شاعری است!

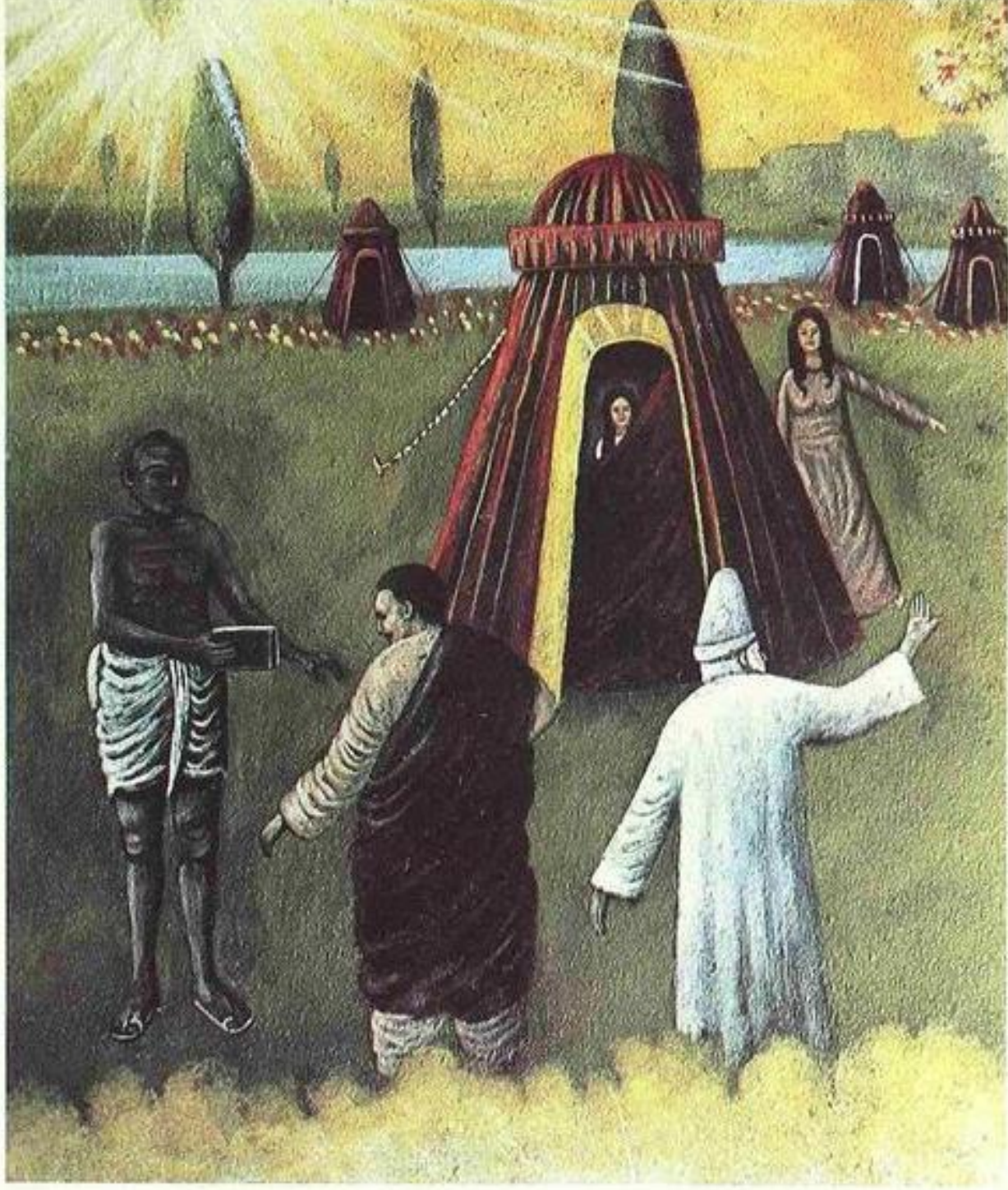
تازہ آشوبے فگن اندر بہشت!

یک نواستانہ زن اندر بہشت!

## زندہ رود

بانٹہ درویشی در ساز و دماوم زن  
 چوں پختہ شوی خود را بر سلطنتِ جم زن  
 گفتند جهان ما آیا بتومی سازد؟  
 گفتم کہ نمی سازد! گفتند کہ برہم زن!  
 در می کد ما دیدم شاید حریفی نیست!  
 بارستم دستاں زن با منبجہ ما کم زن!  
 اے لالہ صحرائی تنہا نتوانی سوخت  
 این داغِ جگر تا بے بر سینہ آدم زن  
 تو سوزِ درون او، تو گرمیِ خون او  
 باور کنی؟ چاکے در پیکرِ عالم زن





نکتہ آرائے کہ ناش بترسی است      فطرت او چوں سحابِ آذری است!

۱۹۷

عقل است چراغ تو؟ در راه گذارے رہ

عشق است ایغ تو با بندہ محرم زن

لخت دل پر خونے از دیدہ فروریزم

لعلے ز بدخشا تم بردار و بجا تم زن!

## صُحبت با شاعرِ مہندی بڑی بہری

حوریاں را در قصور و در خیم  
نالہ من دعوتِ سوزِ متمم!

آں کیے از خمیہ سر بیوں کشید  
واں دگر از عرفہ رخ بنمود و دید!

ہر دلے را در بہشت جاوداں  
دادم از درد و غم آں خاکداں!

زیر لب خندید پیر پاک زاد  
گفت "اے جادوگرِ مہندی نژاد!

آں نوا پر دازِ مہندی را نگر  
شبِ نیم از فیضِ نگاہ او گہرا!

نکتہ آرائے کہ ناشِ بڑی است  
فطرتِ او چوں سحابِ آذری است!

از چمن جبر غنچہ نورس نہ چید      نغمہ تو سوے ما اور اکشید!  
 پادشاہے بانو اے ارجمند      ہم فقط راند رفتام اولبند!  
 نقشِ خوبے بند از فکرِ شگرف      یک جہاں معنی نہاں اندر دوخرا!  
 کارگاہِ زندگی را محرم است      او جم است و شعر او جامِ حم است!

ما تبطیم ہم ہر بر خاستیم  
 باز باوے صحبت آراستیم

## زندہ رود

اے کہ گفتی نکتہ ہائے دلنواز      مشرق از گفتار تو داتاے راز!  
 شعر را سوز از کج آید بگوے      از خودی یا از خدا آید بگوے!

## بڑی ہری

کس نداند در جہاں شاعر کجاست      پردہ او از ہم وزیر نو است!

آں دلِ گرمے کہ دارد در کنا  
 پیش یزداں ہم نمی گیرد قرار!  
 جان مارا لذت اندر جستجوست  
 شعر را سوز از مقام آرزوست!  
 اے تو از تاک سخن مستی ام  
 گرترا آید میسر این مقام  
 باد و بیٹے در جہان سنگِ خوشت  
 می تو اں بردن دل از جور بہشت!

## زندہ رود

ہندیاں را دیدہ ام در پیچ و تاب  
 سر سحر وقت است کوئی بے حجاب!

## برتری ہری

این خدا یان تنک مایہ ز سنگ اندوز خشت!  
 برترے ہست کہ دور است ز دیر و ز کشت!

۲۰۰  
سجدہ بے ذوق عمل خشک و بجائے زرد

زندگانی ہمہ کردار چہ زیبا و چہ زشت!

فانش گویم بتو حرفے کہ نداند ہمہ کس

اے خوش آں بندہ کہ بر لوح دل اورا بنوشت!

ایں جہانے کہ تو بینی اثر یزداں نیست

چرخ از نست ہم آں رشتہ کہ بر دوکِ تورت!

پیش آئین مکافات عمل سجدہ گزار

زانکہ خیزد ز عمل دوزخ و اعراف و بہشت! (ترجمہ از برتری ہری)

## حرکت بہ کلخ سلاطین مشرق

نادر، ابدالی، سلطان شہید

رفت در جانم صدای برتری مست بودم از نوای برتری



خسروان مشرق اندر انجمن      سطوت ایران و افغان و دکن

گفت رومی چشم دل بیدار بہ  
 پابروں از حلقہ افکار نہ  
 کردہ بر بزم درویشاں گذر  
 یک نظر کاخ سلاطین ہم نگر!  
 خسروان مشرق اندر انجمن  
 سطوت ایران و افغان و دکن  
 نادر آں داناے رمز اتخاد  
 با مسلمان داد پیغام داد  
 مرد ابدالی وجودش آیتے  
 داد افغان را اسیر ملتے  
 آں شهیدان محبت را امام  
 آبروے ہند و چین و روم و شام  
 نامش از خورشید و مہتابندہ تر  
 خاک قبرش از من و تو زندہ تر!  
 عشق رازے بود بر صحرانہا  
 تو ندانی جاں چہ شتاقانہ داد!  
 از نگاہ خواجہ بدر و حسین  
 فقر سلطان وارث جذب حسین!

رفت سلطان زیر سرے ہفت و نو

نوبت او در دکن باقی ہنوز!

حرف و صوتم خام و سکرمہ نام  
 کے تو اں گفتن حدیث آں مقام!

نوریوں از جلوہ ہائے او بصیر  
 قصرے از فیروزہ دیوار و درش  
 رفعت او برتر از چند و چگون  
 آل گل و سرو و سمن آن شاخا  
 ہر زماں برگ گل و برگ شجر  
 ایں قدر باد صبا افسوں گراست  
 ہر طرف فوارہ ہا گوہر سروش  
 بارگاہے اندراں کاخے بلند  
 سقف و دیوار و اساطیں از عقیق  
 بر ہمین و بر بسیار آل و ثاق  
 درمیاں بنشستہ بر او رنگ زر  
 رومی آل آئینہ حسن ادب  
 زندہ و دانا و گویا و خیر!  
 آسمان نیگلوں اندر برش!  
 می کند اندیشہ را خوار و زبوں!  
 از لطافت مثل تصویر بہار!  
 دارد از ذوق نمونگ دگر!  
 تاملتہ بر ہم زنی زرد احمد است!  
 مرغک فردوس زاد اندر خروش  
 ذرہ او آفتاب اندر کمند!  
 فرش او از لیشم و پرچیں از عقیق!  
 حوریاں صف بستہ با زین نطق!  
 خسروان جسم چشم بہرام فر!  
 با کمال دلبری بکشاد لب



۲۰۳

گفت مرے شاعرے از خاور است شاعرے پاساھرے از خاور است!

فکر او باریک و جانش درد مند  
شعر او در خاوراں سوزے رنگد!

## نادر

خوش بیا آنے بکھتہ سنج خاوری اے کہ می زیب تر احرفِ دری  
محرمِ رازیم! با ما راز گوے آنچه می دانی زایراں باز گوئے!

## زندہ رود

بعد دست چشتم خود بر خود کشا لیکن اندر حلقہء دایم فتاد  
کشتہ نازبستان شوخ و شنگ خالق تہذیب و تقلیدِ فرنگ!  
کار آں وارفتہ ملک و نسب ذکرِ شاپور است و تحقیرِ عرب!

روزگارِ اوتھی از واردات  
از قبورِ کهن می جوید جیسا!

با وطن پیوست و از خود درگذشت  
دل برستم داد و از حیدر گذشت!

نقشِ باطل می پذیرد از فرنگ

سرگذشتِ خود بگیرد از فرنگ!

پیرئی ایران زمان یزد و جرد  
چہرہ او بے فروغ از خون سرد!

دین و آئین و نظمِ ام او کهن  
شید و تارِ صبح و شام او کهن!

موجِ مے در شیشهٔ تاش نبود  
یک شر در تودهٔ خاکش نبود!

تا ز صحرائے رسیدش محشرے  
آنکہ داد اور اچیاتِ دیگرے!

این چنین حشر از عنایاتِ خداست  
پارس باقی! رومۃ الکبریٰ کجاست؟

آنکہ رفت از سپکیر او جان پاک  
بے قیامت بر نمی آید ز خاک!

مردِ صحرائی بایراں جاں مید  
باز سوئے رنگ زار خود مید!

کنہہ را از لوحِ ما بستر دور رفت  
برگ و سازِ عصر نو آورد و رفت!

۲۰۵  
آہ احسانِ عرب نشا خستند  
از ترشِ افرنکیاں بگدا خستند!

# نمودار می شود روح ناصر خسرو علوی و غزلے مستانه سرائری دعائے میسرود

دست را چوں مرکبِ تیغ و تسلیم کردی مدار  
بیچ غم گر مرکبِ تن لنگ باشد یا عن  
از سرِ شیر و از نوکِ تسلیم زاید مهنر  
اے برادر، همچو نور از نار و نار از نارون  
بے مهنرواں نزدِ بے دین هم تسلیم هم تیغ را  
چوں نباشد دین نباشد کلک و آهین را شن

دیں گرامی شد بدانا و بناداں خواگشت  
 پیش ناداں دین چو پیش گاو باشد یمن!  
 ہچو کرپا سے کہ از یک نیمہ زوالیاس را  
 کرتہ آید وز دگر نیمہ یہودی را کفن،

## ابدالی

آں جواں کو سلطنت با آفرید باز در کوه و قفار خود رسید!  
 آتشی در کوه مارش بر فروخت خوش عیار آمد بروں یا پاک خست؟

## زندہ رود

امتاں اندر اخوت گرم خیز او برادر با برادر دستیز!  
 از حیات او حیات خاور است طفلک دہ سالہ اش لشکر گریست!

بے خبر خود را ز خود پرداخته  
 ممکنات خویش را شناخته!  
 هست داری دل و غافل ز دل  
 تن ز تن اندر سراق و دل ز دل!  
 مرد رهبر را بمنزل راه نیت  
 از مقاصد جان او آگاہ نیست!  
 خوش سرود آں شاعرِ افغان شناس  
 آنکہ بسیند، باز گوید بے ہراس!  
 آں حکیم ملتِ افغانیاں  
 آں طیبِ ملتِ افغانیاں!  
 رازِ قومے دید و بے باکانہ گفت  
 حرفِ حق با شوخی زندانہ گفت!

”اشرے یابد اگر افغانِ حُر

بایراق و ساز و بانبارِ دُر

ہمتِ دوش از اں انبارِ دُر

می شود خوشنود بازنگِ شتر!

شاعرِ افغانِ شناس - خوشمال خاں خطک -

## ابدالی

در نهاد ماتب تاب از دل است	خاک ابیداری خواب از دل است!
تن زمرگ دل دگرگون می شود	در مساماتش عرق خون می شود!
از فساد دل بدن هیچ است هیچ	دیده بردل بند و جز بردل هیچ!
آسیایک پیکر آب و گل است	تلمت افغان درال پیکر دل است!
از فساد او فساد آسیا	در کشاد او کشاد آسیا!
تا دل آزاد است آزاد است تن	ورنه کاهے در ره باد است تن!
همچو تن پابند آئین است دل	مرده از کین زنده از دین است دل!

قوت دین از مفتام وحدت است

وحدت از مشهور گردد و تلمت است!

شرق را از خود برد تقلیدِ غرب      باید این اقوام را تنقیدِ غرب

قوتِ مغرب نہ از چنگ و رباب      نے زرقصِ دختران بے حجاب!  
 نے ز سحرِ اصغر ان لالہ روت      نے ز عریاں ساق و نے از قطعِ موت!  
 محکمٰی اور انہ از لادینی است      نے فروغش از خطِ لطینی است!  
 قوتِ افرنک از علم و فن است      از ہمیں آتشِ چرخش روشن است  
 حکمت از قطع و بریدِ جامہ نیست      مانعِ علم و ہر عمامہ نیست!  
 علم و فن را اے جوان شوخ و تنگ      مغربی باید نہ بلبوسِ فرنگ!  
 اندریں رہ جز نگہ مطلوب نیست      این گلہ یا آں گلہ مطلوب نیست

فکرِ چالاکے اگر داری بس است

طبعِ دراکے اگر داری بس است!

گر کسے شبہا خورد و دودِ چراغ      گیرد از علم و فنِ حکمت سراغ!  
 ملکِ معنی کس حدِ اورانہ بست      بے جہادِ پیہے ناید بدست!  
 ترکِ از خود رفتہ و مستِ فرنگ      ز ہر نوشینِ خور وہ از دستِ فرنگ

زانکه تریاق عراق از دست داد      من چه گویم جز خدایش یار باد!  
 بنده افزنگ از ذوق نمود      می برد از غریبان رقص و سرود!  
 نقد جان خویش در بازوبه لاهو      علم دشوار است می سازد به لاهو!  
 از تن آسانی بگیری سهل را      فطرت او در پذیرد سهل را!

سهل را جستن درین دیر کهن  
 این دلیل آنکه جان رفت از بدن!

## زنده رود

می شناسی چیست تمذیب فرنگ      در جهان او دو صد فردوس رنگ!  
 جلوه هایش خانمانها سوخته      شاخ و برگ و آتش پانها سوخته!  
 ظاهرش تابنده و گیرنده است      دل ضعیف است و نگه ابنده است!  
 چشم بیند دل بلغزد اندرون      پیش این بت خانه افتد رنگون!



کس نداند شرق را تقدیر چیست! دل بظاہر بسته را تدبیر چیست؟

## ابدالی

آنچه بر تقدیر شرق قادر است	عزم و حزم پہلومی و نا در است
پہلومی آن وارث تختِ قبا	ناخن او عقدهٔ ایراں کشاد
نا در آن سرمایۂ درانیاں	آن نظامِ ملت افغانیاں
از غم دین و وطن زار و زبون	لشکرش از کوہسار آمد برون
ہم سپاہی ہم سپہ گریہم ایسر	با عدو فولاد و با یاراں حیرا
من فدای آنکہ خود را دیدہ است	عصر حاضر را آنکو سنجیدہ است!

غریباں را شیوہ ہاے ساحری است

یکبہ جز بر خویشش کردن کافر می است

۲۱۲  
سلطان شہید

باز گواز ہند و از ہند و ستان  
آنکہ اندر سجدش ہنگامہ مُرد  
آنکہ باکاشش نیرزد بوستان!  
آنکہ اندر دیر او آتش فسرد!  
آنکہ دل از بہر او خوں کردہ ایم  
آنکہ یادش را بجای پڑدہ ایم  
از غم ما کن غم اور اقیاس  
آہ از اں معشوق عاشق ناشناس!

زندہ رود

ہندیان منکر ز قانونِ فرنگ  
روح را بارِ گراں آئینِ غیر  
در گنجِ وحوش و افسونِ فرنگ!  
گرچہ آید ز آسمان آئینِ غیر!

سلطان شہید

چوں بر وید آدم از مشیتِ گلے  
باد لے، بار زوے در دے!

لذتِ عصیاں چشیدن کارِ اوست  
 غیرِ خود چیزے ندیدن کارِ اوست!  
 زانکہ بے عصیاں خودی ناید بست  
 تا خودی ناید بست آید شکست!  
 زائرِ شہر و دیارم بودہ  
 چشمِ خود را بر مزارم سودہ!  
 اے شناساے حدودِ کائنات  
 درد کن دیدی ز آثارِ حیات؟

## زندہ رود

تخمِ اشکے ریختم اندر دکن  
 لالہ ما روید ز خاکِ آلِ حمین!  
 رود کا ویری مدام اندر سفر  
 دیدہ ام در جانِ او شورے دگر!

## سلطان شہید

اے ترا دادند حرفِ دلِ سرور  
 از تپِ اشکِ تو می سوزم ہنوز  
 کاو کاوِ ناخنِ مردانِ راز  
 جوئے خوں بکشاد از رگماے ساز

آں نواکز جان تو آید بروں  
 می دہم سینه را سوزِ دروں!  
 بودہ ام در حضرتِ مولا کے گل  
 آنکہ بے او طے نہی گرد و سبل!  
 گرچہ آنجا جراتِ گفتار نیست  
 روح را کالے بجز دیدار نیست!  
 سو ختم از گرمی اشعار تو  
 بر زبانتم رفت از افکار تو  
 گفت این بیتے کہ بر خواندی نہ کیست؟  
 اندر وہنگامہ ہائے زندگی است!  
 باہماں سوزے کہ در سازد بجا  
 یک و حرف از ما بہ کا ویری سا!

درجہاں تو زندہ رود او زندہ رود  
 خوشترک آید سرود اندر سرود



پیغام سلطان شہید بہ رود کا ویری

(حقیقت حیات و مرگ و شہادت)

رود کا ویری یکے ز یک خرام  
 خستہ شاید کہ از سیرِ دوم!

در کستانا عمر با نالیسده  
 اے مرا خوشتر ز جیون و فرات  
 آہ شہرے کو در آغوش تو بود  
 کہنے کریدی شباب تو ہما  
 موج تو جسدانہ گوہر نژاد  
 اے ترا سازے کہ سوز زندگی است  
 آنکہ می کردی طواف سطوش  
 آنکہ صحرا ہا ز تدبیرش بہشتا  
 آنکہ خاکش مہج صد آرزوست  
 راہ خود را با مژہ کا ویدہ  
 اے دکن را آب تو آب حیاتا  
 حسن نوشین جلوہ از نوش تو بود  
 پیچ و تاب زنگ آب تو ہما  
 طرہ تو تا ابد شوریدہ بادا  
 یہی می دانی کہ این پیغام کسیت؟  
 بودہ آئینہ دار دوستش!  
 آنکہ نقش خود بخون خود نوشتا  
 اضطراب موج تو از خون اوست!

آنکہ گفتارش ہمہ کردار بود

مشرق اندر خواب او بیدار بود!

آہ شہرے کو در آغوش الخ۔ شہر سرنکا پٹم

اے من و تو موبجے از رو حیثت  
 ہر نفس دیگر شود این کاست  
 زندگانی انقلابِ ہر دم است  
 زانکہ او اندر سراغِ عالمے است!  
 تار و پودِ ہر وجود از رفت و بود  
 این ہمہ ذوق نمود از رفت و بود  
 جادہ ہا چوں رہرواں اندر سفر  
 ہر کجا پنہاں سفر پیدا حضر!  
 کاروان و ناقہ و دشت و نخیل  
 ہر چہ بینی نالہ از در و حیل!  
 در چمن گل مہمان یک نفس  
 رنگ و آتش مستخان یک نفس!  
 موسم گل؟ ماتم و ہم نامے و نوش  
 غنچہ در آغوش لغزش گل بدوش!  
 لالہ را گفتم کیے دیگر بسوز  
 گفت رازمانی دانی ہنوز!

از خس و خاشاک تعمیر وجود

غیر حسرتِ چیت پاداشش نہو؟

در سراے ہست بود آئی؟ میا  
 از عدم سوے وجود آئی؟ میا  
 در بیانی چوں شرار از خود مرو  
 در تلاشِ خرمنے آوارہ شو!

تاب و تب داری اگر مانندی مهر  
 پابند در وسعت آباد سپهر!  
 کوه و مرغ و گلشن و صحرا برون  
 ماهیاں را در تیر دریا بسوز!  
 سینہ داری اگر در خورد تیر  
 در جہاں شاہیں بزمی شاہیں بیز!  
 زانکہ در عرض حیات آمد ثبات  
 از خدا کم خواستم طول حیات!

زندگی را چیت رسم و دین کیش!

یک دم شیری بہ از صد سال میش!

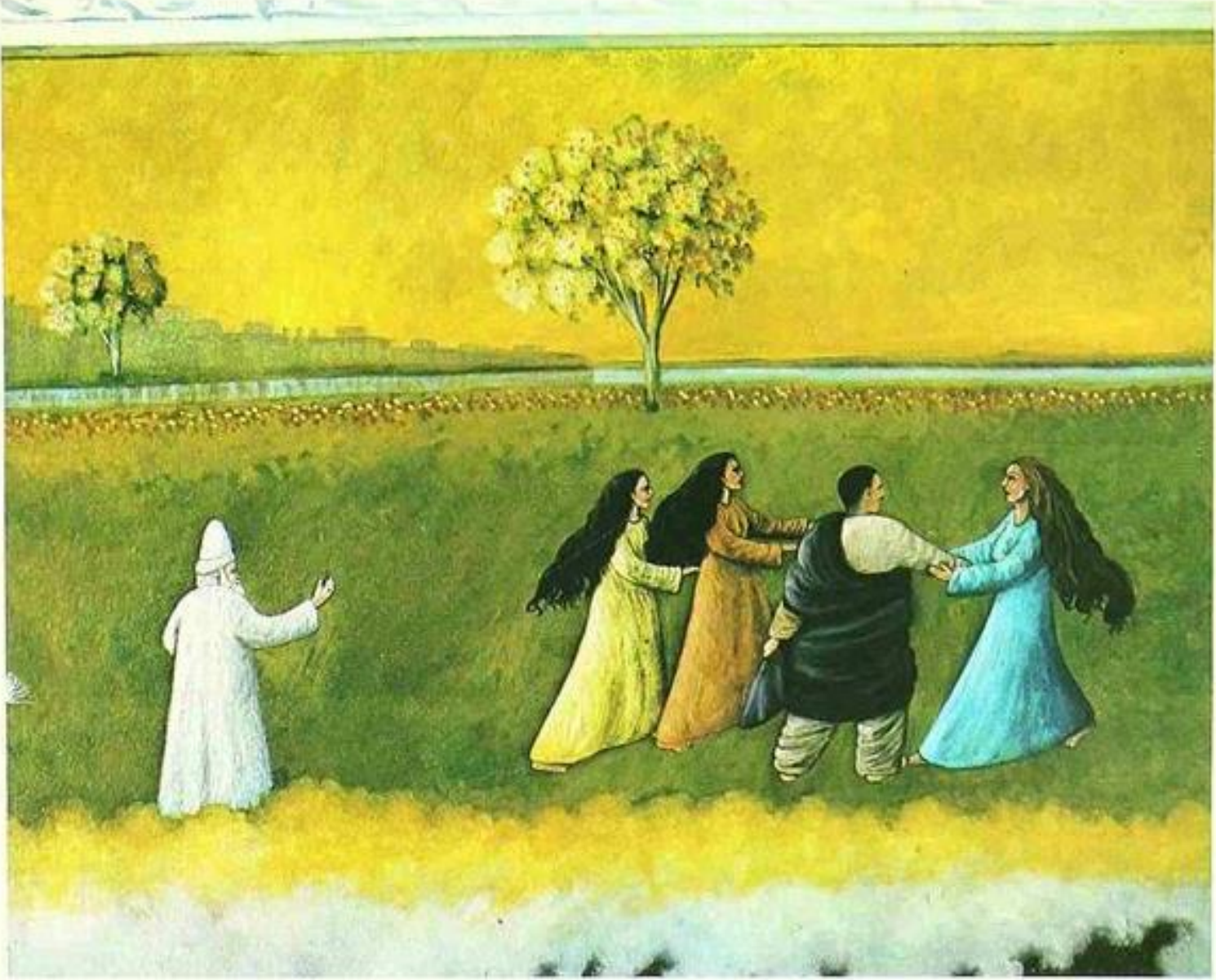
زندگی محکم ز تسلیم و رضا ست  
 موت نیرنج و طلسم و سیمیا ست!  
 بندہ حق ضعیفم و آہوست مرگ  
 یک مقام از صد مقام اوست مرگ!  
 می فتد بر مرگ آن مرد متام  
 مثل شاہ سینہ کہ افتد بر جم!  
 ہر زمان میسر و غلام از بیم مرگ  
 زندگی اورا حرام از بیم مرگ!  
 بندہ آزاد را شانے دگر  
 مرگ اورا می دہد جانے دگر!  
 او خود اندیش است مرگ اندیش نیست!  
 مرگ آزاداں ز آنے بیش نیست!

بگذرا از مرگے کہ سازد بالحد  
 زانکہ این مرگ است مرگِ دام و دوا!  
 مردِ مومن خواهد از یزدان پاک  
 آں دگر مرگے کہ برگیرد ز خاک!  
 آں دگر مرگ! انتہائے راہِ شوق  
 آخرین تکبیر در جنگاہِ شوق!  
 گرچہ ہر مرگ است بر مومن شکر!  
 مرگِ پورِ مرتضیٰ چیزے دگر!  
 جنگِ شاہانِ جہاں غارت گری است  
 جنگِ مومن جہیت ہے ہجرت سوتے دوا!  
 آنکہ حرفِ شوق با اقوام گفت  
 ترکِ عالم، اختیارِ کوئے دوست!  
 جنگِ را رہبانِی اسلام گفت  
 جنگِ را رہبانِی اسلام گفت!

کس نداند جز شہید این نکتہ را  
 کو بخونِ خود خرید این نکتہ را

آنکہ حرفِ شوق الخ یعنی حضور سرورِ کائنات۔ در مصرع ثانی اشارہ ایست بحدیث  
 الجہاد رہبانیتہ الاسلام،





برنبشال زندہ رودماے زندہ روڈ زندہ رودماے صاحب سوز و سوزو

زندہ رودرخصت می شود از فردوسین کین

ولقاصصاے حوران ہشتی

پیرِ رومی گفت در گو شتم کہ خیز!	شیشہ صبر و سکونم ریز ریز
آہ آں ایوان و آں کلخ بریں!	آں حدیث شوق و آں جذبِ یقین
یک ہجوم حور دیدم بردرکش!	بادلِ پرخول رسیدم بردرکش
زندہ رود مالے صاحب سوز و سوز!	بر لبِ شال زندہ رود مالے زندہ رود
یک دو دم بامانشیں بامانشیں!	شور و غوغا از یسار و از میسیں

زندہ رود

راہرو کو داند اسرارِ سفر      ترسد از منسزل ز زمین بیشتر

عشق در ہجر و وصال آسودہ نیست

بے جمال لایزال آسودہ نیست!

ابتدا پیشِ بتاں افتادگی

انتہا از دلبراں آزادگی!

عشق بے پروا و ہر دم در ریل

در مکان و لامکان ابنِ اسمیل!

کیشِ ما مانند موجِ تیز گام

اختیارِ جادہ و ترکِ مقام!

## حُورِ اِنِ بہشت

شبیوہ ہا داری مثالِ روزگار

یک نوا سے خوش دیرلغ از ما مدار

## غزل زندہ رود

بآدمے ز رسیدی خدا چہ می جوئی

ز خود گر سخنیہ آشنا چہ می جوئی!

گر بشنخ گل آویز و آب و نم درکش  
 پریدہ رنگ از بادِ صبا چہ می جوئی؟  
 دو قطرہ خونِ دل است آنچہ مشکِ منڈ  
 تو اے غزالِ حرم در خطا چہ می جوئی؟  
 عیارِ فقر ز سلطانی و جہانگیری است  
 سرِ رجم بطلبِ بوریا چہ می جوئی!  
 سراغِ اوز خیا بانِ لالہ می گیرند  
 نو اے خوں شدہ مازا چہ می جوئی!  
 نظر ز صحبتِ روشد لال سفینہ ترا  
 ز دردِ کم بصری تو تیا چہ می جوئی!

قلندِ ریم و کرامتِ جاہماں بینی است  
 ز مانگاہِ طلبِ کیمیا چہ می جوئی!

## حضور

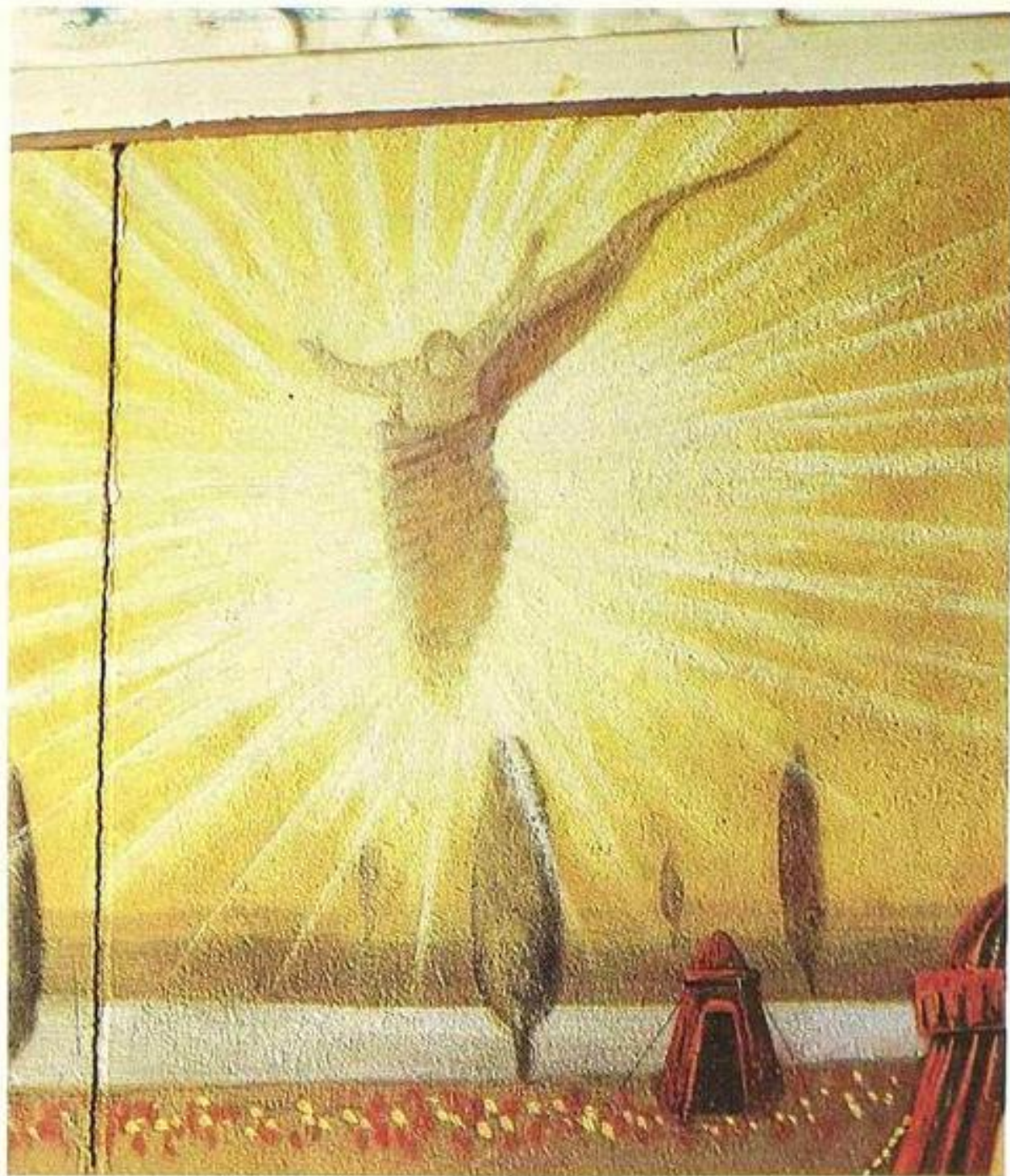
گر چہ جنت از تجلی ماے اوست  
 جاں نیا ساید بجز دیدارِ دوست!  
 ماز اصل خویش تن در پردہ ایم  
 طائرِ ریم و آستیاں گم کرده ایم!  
 علم اگر کج فطرت و بدگوہر است  
 پیشِ چشمِ ماجربِ اکبر است

علم را مقصود اگر باشد نظر  
می شود ہم جادہ و ہم را ہر  
می نمد پیش تو از قشر وجود  
تا تو پر سی صیت راز این نمود  
جادہ را ہموار سازد این چنین  
شوق را بیدار سازد این چنین  
درد و داغ و تاب و تب بخشد ترا  
گریہ ہائے نیم شب بخشد ترا  
علم تقسیم جہان رنگ و بو  
دیدہ و دل پرورش گیرد از تو  
بر مقام جذب و شوق آرد ترا  
باز چون حبس بریل بگذارد ترا!  
عشق کس را کہ بخلوت می برد  
اوز چشم خویش غیرت می برد!

اول او ہم رفیق و ہم طریق

آخر او راہ رفتن بے رفیق!

در گذشتہم زان ہر جور و قصور  
زورق جاں با ختم در بحر نور!  
غرق بودم در تماشاے جمال  
ہر زماں در انقلاب و لایزال!  
گم شدم اندر صنمیں کائنات  
چوں رباب آمد چشم من جیتا!



درگذشتهم زان همه جور و قصود  
زورق جان با ختم در کج بر نور!

آنکہ ہزارش رباب دیکھے  
 ہر نوا از دیگرے خونیں ترے!  
 ماہمہ یک دودمان نار و نور  
 آدم و مہر و مہ و حب سیریل و حور!  
 پیش جاں آئینہ آویختند  
 حیرتے را باقیس آمیختند!  
 صبح امروزے کہ نورش ظاہر است  
 در حضورش دوش و فردا حاضر است!  
 حق ہویدا باہمہ اسرارِ خویش  
 بانگاہ من کند دیدارِ خویش!  
 دیدنش افسردن بے کاستن!  
 دیدنش از قبر تن بر خاستن!  
 عبد و مولا در کمین یک دگر  
 ہر دو بے تاب انداز ذوق نظر!

زندگی ہر جا کہ باشد جستجو است!

حل نشد این نکتہ من صیدم کہ اوست!

عشق جاں را لذت دیدار دہ  
 باز بانم جبر است گفتار داد  
 "اے دو عالم از تو بانور و نور  
 اندکے آں خاکدانے را نگر  
 بندہ آزاد را نامہ سازگار  
 برد از سنبل اونیش خار!

غالباً غرق اندر عیش و طرب کار مغلوباں شمار روز و شب!  
 از ملکیت جهان تو خراب تیرہ شب در آستین آفتاب!  
 دانش افزنگیاں غارت گری دیر ما خیر شد از بے حیدری!  
 آنکہ گوید لا الہ بیچارہ ایست فکرش از بے مرکزی آوارہ است!  
 چار مرگ اندر پے این دیر میر سود خوار و والی و ملا و پیر!

ایں چنین عالم کجا شایان تست  
 آب و گل دانے کہ بردمان تست

## ندائے جمال

کلمہ حق از نقشہاے خوب نوشت ہر چہ مارا سازگار آمد نوشت!  
 چیست بودن دانی لے مرد نجیب! از جمال ذات حق بردن نصیب!  
 آفریدن جستجوے دلبرے! و انمودن خویش را بردیگرے!



این همه ہنگامہ ہے بہت ہو  
 زندگی ہم سانی و ہم باقی است  
 زندہ؟ شتاق شو خلاق شو  
 در شکن آزا کہ ناید سازگا  
 بندہ آزاد را آید گراں  
 ہر کہ اور ا قوتِ تخلیق نیست  
 از جمالِ مانضیبِ خود نبرد  
 از جہاں مانضیبِ خود نبرد  
 از خیلِ زندگانی بر نخورد

مرد حق! بر زندہ چون شیر باش

خود جہاں خویش را تقدیر باش!

## زندہ رود

چہیت آئینِ جہاں رنگِ دبو  
 جز کہ آبِ رفتِ سومی ناید بچو!

زندگانی را ستر تکرار نیست فطرت او خوگر تکرار نیست!

زیرگردوں حجت اور اناروست چوں زیبا افتاد قومی برنخت!

ملتے چوں مرد کم خمیند ز قبر

چاره او چسیت غمیر از قبر و صبر!

## ندائے جمال

زندگانی نیست تکرارِ نفس اصل او از حقی و قیوم است و بس!

قربِ جاں با آنکه گفت اتنی قریب! از حیاتِ جاوداں بدون نصیب!

فرد از توحید لاهوتی شود ملت از توحید جبروتی شود!

بازید و شبلی و بوذر از دست امتاں را طغرل و سخر از دست!

بے تجلی نیست آدم را ثبات جلوہ مافرد و ملت را حیات!

بہر دو از توحید می گیر و کمال زندگی این را جلال آن را جمال!

ابن سلیمانی است آں سلمانی است آں سراپا فخر و این سلطانی است!

آں یکی را بسیند این گرد و یکی

در جہاں با آں نشین با این بزی!

چہیت ملت اے کہ گوئی لا الہ! باہزاراں چشم بودن یک نگہ!

اہل حق را حجت و دعوائے یکے است! زخمہ ہائے ماجدا، دلہما یکے است!

ذرہ ہا از یک نگاہی آفتاب! یک نگہ شو تا شود حق بے حجاب!

یک نگاہی را چشم کم مہیں! از تجلی ہائے توحید است این!

تلنے چوں می شود توحید مست

قوت و جبروت می آید بدست!

روح ملت را وجود از انجمن! روح ملت نیست محتاج بدن!

تا وجودش را نمود از صحبت است! مرد چوں شیرازہ صحبت شکست!

مردہ؟ از یک نگاہی زندہ شو! بگذر از بے مرکزی پائندہ شو!

وحدتِ افکار و کردار آفرین  
تا شوی اندر جہاں صاحبِ نگین!

## زندہ رود

من کیم؟ تو کیستی؟ عالم کجاست؟  
در میان ما و تو دوری چر است؟  
من چرا در بند تقدیرم بگوئے  
تو نیری من چرا ہمیں بگوئے!

## ندائے جمال

بودہ اندر جہاں چار سو  
ہر گنج داند و میسر درد  
زندگی خواہی خودی را پیش کن  
چار سوراغزق اندر خویش کن  
باز بینی من کیم تو کیستی  
در جہاں چوں مردی و چوں زبستی

۲۲۹  
زندہ رود

پوزشسِ ایں مردِ ناداں در پذیر  
پرده را از چہرہٴ تقدیر گیر  
انقلابِ روس و الماں دیدہ ام  
شور در جانِ مسلمان دیدہ ام  
دیدہ ام تدبیرِ ہائے غرب و شرق  
و انما تقدیرِ ہائے غرب و شرق!

## افتادنِ تجلیِ جلال

ناگہاں دیدم جہانِ خویش را  
آلِ زمین و آسمانِ خویش را  
غرق در نورِ شفقِ گوں دیدش  
سرخ مانندِ طبرخوں دیدش!  
ز آن تجلیِ ہا کہ در جانم شکست  
چوں کلیمِ الدفتادم جلوہ مست!  
نورِ او ہر پردگی را وا نمود  
تابِ گفتار از زبانِ من بود!

از ضمیرِ عالم بے چہند و چوں

یک نوائے سوزناک آمد بروں!

”بگذر از خاور و افسونی افزنگ مشو

کہ نیرزد بجوے این ہمہ دیرینہ و نو

آں نگینے کہ تو با اہرمنساں بختہ

ہم سبب بریل امینے نتواں کردگروا

زندگی انجمن آراونگہ دار خود است

اے کہ در قافلہ ، بے ہمہ شو با ہمہ روا

تو فروزندہ تر از مہر منسیر آمدہ

آنچنان زسی کہ بہر ذرہ رسائی پر تو!

چوں پر کاہ کہ در رہگذر باد افتاد

رفت اسکن در و دار او قباد و خسرو!

از تنک جامی تو میسکہ رسوا گردید

شیشہ گیر و حکیمانہ بیاشام و برو!

خطاب بہ جاوید  
سخنے بہ نثر ادنیٰ

# خطاب بہ جاوید

(سخنے بہ نژاد نو)

این سخن آراستن بے حاصل است      بر نیاید آنچه در قفسِ دل است!  
گر چه من صد نکتہ گفتم بے حجاب      نکتہ دارم کہ ناپید در کتاب!  
گر گویم می شود چپیدہ تر      حرف و صوت اورا کند پوشیدہ تر!

سوزِ اورا از نگاہِ من بگیر

یا ز آہِ صبحِ گاہِ من بگیر!

مادرت در سخنِ تویی با تو داد      غنچه تو از نسیم او کشاد!  
از نسیم او ترا این رنگِ دہست      اے متلعابہاے تو از دست!



دولت جاوید ازو اندوختی از لب او لاله آموختی!  
 اے پسر! ذوق نگه از من بگیر سوختن در لاله از من بگیر!  
 لاله گوئی؟ بگو از روے جاں تا ز اندام تو آید بوے جاں!  
 مهر و مه گردد ز سوزِ لاله دیدہ ام این سوز را در کوه و کہ!  
 این دو حرفِ لاله گفتار نیست لاله جز تیغِ بے زہنار نیست!

زیستن با سوزِ او قہتاری است

لاله ضرب است و ضربِ کاری است!

مومن و پیش کساں بستن نطق! مومن و غداری و فقر و نفاق!  
 با پیشینے دین و ملت و افرخت ہم متاعِ خانہ و ہم خانہ سوخت!  
 لاله اندر نمازش بود و نیست نازا اندر نیازش بود و نیست!  
 نور در صوم و صلواتِ او نماز جلوة در کائناتِ او نماز!  
 آنکہ بود الد اورا ساز و برگ فتنہ او حبِّ مال و ترسِ مرگ!

رفت از او آستی و ذوقِ دسرو  
 دین او اندر کتاب و او بگور!  
 صحبتش با عصر حاضر در گرفت  
 حرفِ پس را از دو سپهر گرفت  
 آن ز ایراں بود و این ہندی نژاد  
 آن نرج بیگانه و این از جہاد  
 تا جہاد و حج نماںد از واجبات  
 رفت جاں از پیکرِ صوم و صلوات!  
 روح چون رفت از صلوات از صیام  
 فردنا ہوار و ملت بے نظام!  
 سینہ با از گرمیِ تیراں تہی  
 از چنیں مرداں چہ امید بہی!

از خودی مردِ مسلمان درگذشت

اے خضر دستے کہ آب از سرگذشت!

سجدہ کز وے زمین لرزیدہ است  
 بر مرادش ہر دمہ گردیدہ است  
 سنگ اگر گیرد نشانِ آن سجود  
 در ہوا آشفستہ گردو ہم چودو!  
 این زماں جز سر زیری ہیچ نیست  
 اندر وجہ ضعفِ پیری ہیچ نیست!  
 آن شکوہ ربّی الالے کجاست  
 این گناہِ اوست یا تقصیرِ ما؟

ہر کسے بر جادۂ خود نشد رو      ناقہ ما بے زمام و ہرزہ دو!

صاحبِ قرآن بے ذوقِ طلب

العجب ثم العجب ثم العجب!

گر خدا سازد ترا صاحبِ نظر      روزگارے راکہ می آید بنگر!

عقلما بے باک و دلما بے گداز      چشمہا بے شرم و غرق اندر مجاز!

علم و فن، دین و سیاست عقل و دل      زوج زوج اندر طوافِ آب و گل!

آسیا آں مزو بوم آفتاب      غیر بیس، از خویشتن اندر حجاب!

قلب او بے وارد است نو بنو      حاصلش راکس بگیس و باد و جوا!

روزگار کش اندریں دیرینہ دیر      ساکن وینخ بستہ بے ذوق سیر!

صیدِ تلمایان و نچیسر بلوک      آہوے اندیشہ اولنگ و لوک!

عقل و دین و دانش و ناموس و ننگ      بستہ فتراکب لردانِ فرنگ!

تا ختم بر عالمِ افکارِ او      بردریدم پردہ اسرارِ او!

در میان سینه دل خوں کرده ام

تا جانش را دگر گول کرده ام!

من بطبع عصر خود گفتم دو حرف کرده ام بحسبین را اندر دو طرف!

حرف پچا پچ و حرف نیش در! تا کنم عقل و دل مردان شکا!

حرف تہ دارے باندا ز فرنگ ناله مستانه از تار چنگ!

اصل این از ذکر و اصل آن ز فکر اے تو بادا وارث این فکر و ذکر!

آجویم از دو بحر اصل من است فصل من فصل است ہم وصل من است!

تا مزاج عصر من دیگر فتاد

طبع من ہنگامہ دیگر نہاد!

نوجوانان تشنہ لب، خالی اباغ شستہ رو، تاریکیاں روشن دماغ!

کم گماہ و بے یقین و نا امید چشم شاں اندر جہاں چیزے ندید!

ناکساں منکر ز خود مو من بغیر خشت بند از خاک شاں معمار دیک!

کتب از مقصود خویش آگاہ نیست  
تا بجنب اندر روش راہ نیست!

نورِ فطرت راز جانِ پاکِ شست  
یک گلِ رعنا ز شاخِ اوزرست!

خشت را معمارِ ما کج می نهد  
خوے بط با بچہ شاہیں دید!

علم تا سوزے بگیرد از حیات  
دل بگردد لذتے از واردات!

علم جز شرحِ مقاماتِ تو نیست  
علم جز تفسیرِ آیاتِ تو نیست!

سوختن می باید اندر نارِ حس  
تا بدانی نقره خود را ز مس!

علمِ حقِ اولِ حواسِ آخرِ حضور

آخراو می بگنجد در شعور!

صد کتابِ آموزی از اہل ہنر  
خوشتر آن در سے کہ گیری از نظر

ہر کسے زان می کہ ریزد از نظر  
مست می گردد باندا ز دگر!

از دم بادِ سحر میسرد چراغ  
لالہ زان بادِ سحرے در ایام!

کم خور و کم خواب و کم گفتار باش  
گرد خود گردندہ چوں پر کار باش!

منکر خود نزد من کافر است!	منکر حق نزد ملا کافر است
این عجز و ہم ظلوم و ہم جهول!	آں بانکار وجود آمد 'عجزول'
پاک شواز خوف سلطان و اسیر	شیوۀ اخلاص را محکم بگیر
قصد رفت و رغنا از کف مده	عدل در قمر و رضا از کف مده
جز بقلب خویش قندیے مجو	حکم دشوار است؛ تا ویلے مجو
حفظ تن با ضبط نفس اندر شباب	حفظ جان با ذکر و فکر بے حساب
جز بحفظ جان و تن ناید بدست	حاکمی در عالم بالا و پست
گر نگه بر آتشیان داری میسر	لذت بیز است مقصود بفسر
سیر آدم را مفتام آمد حرام!	ماه گردد تا شود صاحب مقام
آتشیان با فطرت او ساز نیست!	زندگی جز لذت پرواز نیست

رزق زراغ و گرس اندر خاک گو

رزق بازاں در سواد ماه و بهور

خلوت و جلوت تماشائے جمال!	سردیں صدق مقال اکل حلال
دل بختی بر بندوبے و سو اس زمی!	در وہ دین سخت چوں الماس زمی
داستانے از مظفر گویمت	سے از اسرار دین بر گویمت
پادشاهے بامت ام بایزید	اندر اخلاص عمل فرید
سخت کش چوں صاحب خجہ در ستیز	پیش او ایسے چوں سرزنداں عزیز
با وفا، بے عیب، پاک اندر نسب	سبزہ رنگے از نجیبان عرب
چہیت جز قرآن و شیر و فرس؟	مرد مومن را عزیز اے نکتہ رس
کوہ و روے آہا رفتے چو باد	من چہ گویم و صف آں خیر الجیاد
تند بادے طایف کوہ و کرا	روز مجیب از نظر آرا مادہ تر
سنگ از ضرب سیم اوریز ریز	دزنگ او فتنہ ہاے رستخیز

مظفر کیے از سلاطین گجرات، پسر سلطان محمود کہ مسلمانان بہتہ اور ایگزہ می خوانند  
خیر الجیاد - اسب اہیل و نجیب

۲۴۱ گشت از دردِ شکم زار و نژند  
 روزه آں حیواں چو انسان از جنبند  
 اسبِ شہ را وارماند از پیچ و تاب  
 کرد بپیکے علاءش از شراب  
 شرع تقویٰ از طریقِ ماجد است  
 شاہِ حق میں دیگر آں یکراں نحو است  
 اے ترا بختِ خدا قلب و جگر

طاعتِ مردِ مسلمانے نگر!

دیں سراپا سوختن اندر طلب  
 انتہائش عشق و آغازش ادب!  
 آبروے گل ز رنگ و بے اوست  
 بے ادب بے رنگ و بے آبرو است!  
 نوجوانے راجو بیتم بے ادب  
 روزِ من تار یک می گردد چو شب  
 تاب و تب در سینہ آنرا میرا  
 یادِ عہدِ مصطفیٰ آید مرا!  
 از زمانِ خود پشیمان می شوم  
 در تیرن رفتہ پنہاں می شوم!  
 ستر زن یا نوج یا خاک لحد  
 ستر مرداں حفظِ خویش از یارِ بد  
 حرفِ بدر ابر لب آوردن خطاست  
 کافر و مومن ہر خلقِ خداست!



آدمیت احترام آدمی      باخبر شو از مقام آدمی!  
 آدمی از ربط و ضبط تن بہ تن      بر طریق دوستی گامے بزن!  
 بندہ عشق از خدراگیرد طریق      می شود بر کافر و مومن شفیق!  
 کفر و دین راگیرد در پناے دل      دل اگر بگریزد از دل، و اے دل!

گرچه دل زندانی آب و گل است

این ہمہ آفاق آفاق دل است!

گرچه باشی از خدراوندان ده      فقر از کف مدہ، از کف مدہ  
 سوز او خواہی بد در جان تو بہت      این کس نے از نیاگان تو بہت!  
 در جہاں جز درد دل ساماں محو!      نعمت از حق خواہ و از سلطان محو!  
 اے بسا مرد حق اندیش و بصیر      می شود از کثرت نعمت ضریر!  
 کثرت نعمت گداز از دل برد      نازمی آرد نی از دل برد!

سالہا اندر جہاں گر دیدہ ام نم بچشم منہماں کم دیدہ ام!

من فدائے آنکہ درویشاں زلیست

وایں آں کو از خدایگانہ زلیست!

در مسلمانان مجھ آں ذوق و شوق آں یقین آں رنگ بو، آں ذوق و شوق!

عالماں از علم تراں بے نیانہ صوفیاں در زندہ گرگ و مو دراز!

گرچہ اندر خانقاہاں تائے وہ ہوت کو جو امرے کہ صہبا در کدوست!

ہم مسلمانان انگریزی تاب چشمہ کوثر بچو سینہ از سراب!

بے خبر از سردیں انداں ہمہ اہل کس اندا اہل کس انداں ہمہ!

خیر و خوبی بر خواص آمد حرام دیدہ ام صدق و صفارا در عوام!

اہل دین را باز داں از اہل کس ہم شین حق بچو با او نشین!

گرگساں را رسم و آئین دیگر است

سلطوت پر و از شاہیں دیگر است!

مروّح از آسماں افتد چو برق	همیزم او شهر و دشتِ غرب و شرق
ماهنوز اندر ظلامِ کائنات	او شریکِ اہتمامِ کائنات
او کلیم و اوستیج و او خلیل	او محمد او کتاب او جبرئیل!
آفتابِ کائناتِ اہلِ دل	از شعاعِ او حیاتِ اہلِ دل
اول اندر نارِ خود سوزد ترا	باز سلطانی بیاموزد ترا
ماہمہ با سوزِ او صاحبِ دلیم	ورنہ نقشِ باطلِ آب و کلیم
ترسم این عصرے کہ تو زادی و راسخ	در بدن غرق است و کم و اندر جا!
چوں بدن از قحطِ جاں ارزاں شود	مروّح در خویش تن پنهان شود!
در نیاید جستجو آں مرد را	گر چه بیند روبرو آں مرد را!
تو مگر ذوقِ طلب از کفِ مدہ	گر چه در کارِ تو افتد صد گره!
گر نیابی صحبتِ مروّخیر	از اب وجد آنچه من دارم بگیر!
پیرِ رومی را رفیقِ راه ساز	تا خدا بخشد ترا سوز و گداز

زانکہ رومی مغز را داند ز پوست  
 پائے او حکم فتد در کوی دست!

شرح او کردند و او را کس ندید  
 معنی او چوں غزال از ما رسید

رقص تن از حرف او آموختند  
 چشم را از رقص جاں بردوختند!

رقص تن در گردش آرد خاک را  
 رقص جاں بر ہم زند افلاک را!

علم و حکم از رقص جاں آید بدست  
 ہم زمین ہم آسماں آید بدست!

فردا زوے صاحب جذب کلیم!  
 ملت ازوے وارث ملک عظیم!

رقص جاں آموختن کارے بود  
 غیر حق را سوختن کارے بود

تا ز نار حرص و غم سوزد جگر  
 جاں بر رقص اندر نیاید لے سپر

ضعف ایمان است دگیری است غم  
 نوجوانا! نیمہ پیری است غم!

می شناسی؟ حرص فقر حاضر است  
 من غلام آنکہ بر خود قاصر است

'نیمہ پیری' تلمیح بحدیث مشہور الہم نصف الہرم  
 'فقر حاضر' تلمیح بحدیث مشہور ایا کم والطمع، فانہ الفقر الحاضر

۲۴۶  
اے مرانگین جانِ ناشکیب تو اگر از رقصِ جاں گیری نصیب

سردینِ مصطفیٰ گویم ترا

ہم تقبیر اندر دعا گویم ترا!



